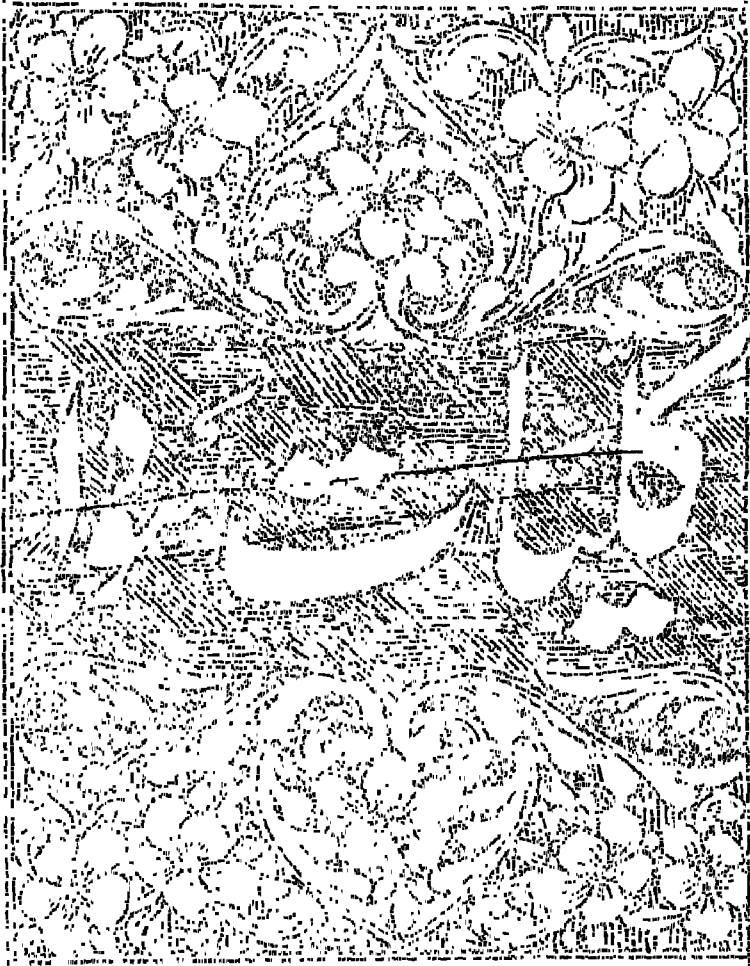


مَدَنی مَدَنی مَدَنی مَدَنی مَدَنی

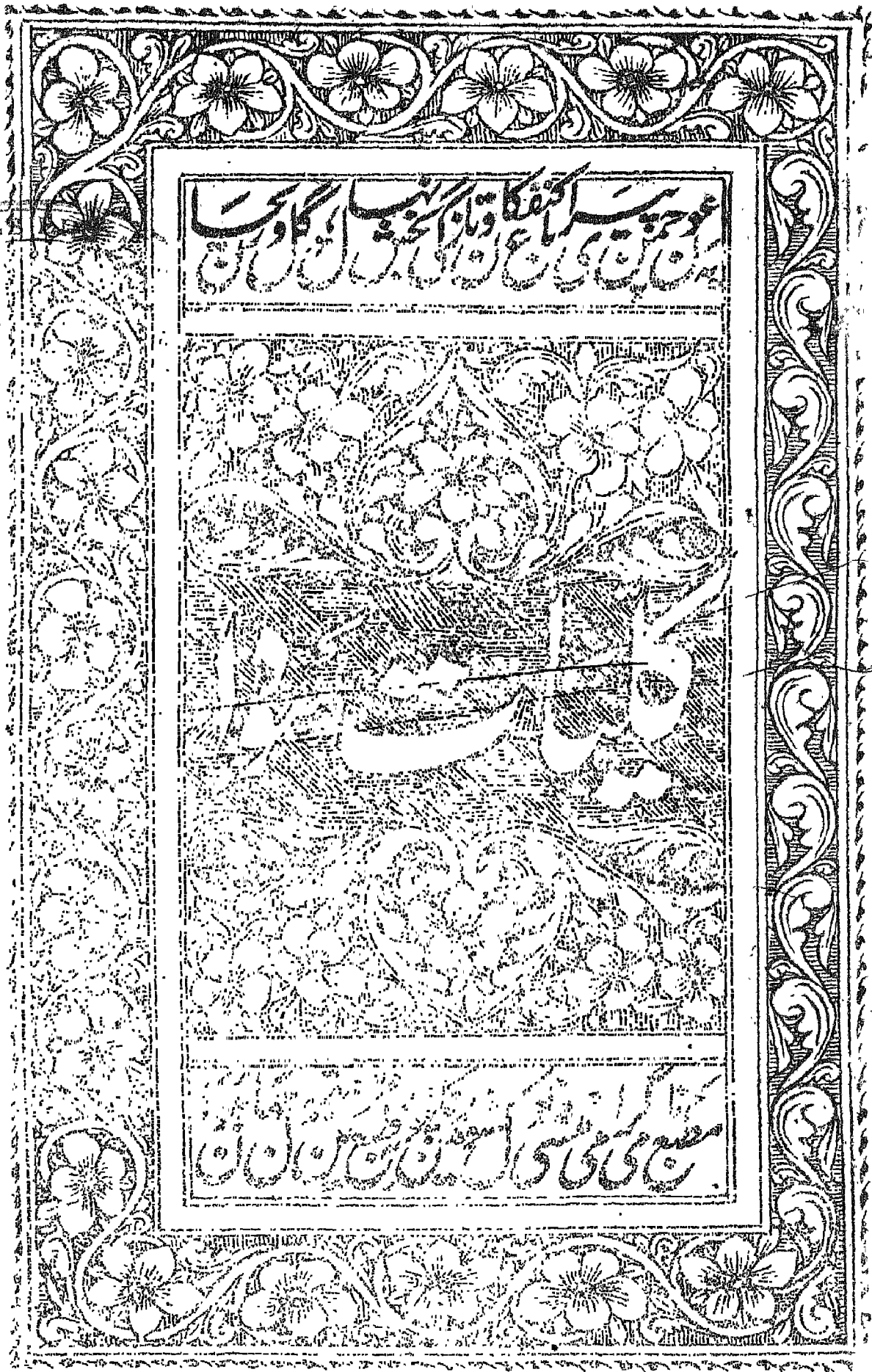


مَدَنی مَدَنی مَدَنی مَدَنی مَدَنی

موسیقی و ادب و تاریخ و جغرافیا و کتب و کتب و کتب



موسیقی و ادب و تاریخ و جغرافیا و کتب و کتب و کتب



چون ایقان معنی ناله و صراحت کلام است
انصاف نشان است که علمون خودمانی
نگردد این چند اوراق بر سر کمر کردن
دیوان زیاده گوینان مرقوم میسر گردد

قصیده

یک صفت بود که کس نصیبی نداشت
که با ضرب بود کسی که نمودن
که با ضرب بود کسی که نمودن
که با ضرب بود کسی که نمودن

کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود

ببینند سیکو قند اشک حسرت از دید میرانند تا آنکه فضل کرم ایزد یار کرد
با بخت و طالع سخورلان مددگاری کرده آن جماعه در زاویه عدم ستواری
آفتاب ظهور جناب مرزا رفیع سودا از مطلع فضل و کمال شادق و بارخ نگردد
و این فرقه و سخنورش غم و جماعه پانگال الم که راقم حروف هم کرده است بداد
خود رسید بر صدق مقال این چه که در آن ناقل بیان تمام کمال اهل عفت نظام
آن قدوه متاخرین بل شرف متقدمین و متوسطین خصوص قصاصه و ششویا
و غول شاهیت روشن بر مانیست برین اگر چه این اختر العباد ضراعت نهاد
که نا آشنا فلرو سواد بل بیگانه تعلیم اسنجده است نه چیزی باعهده دیگر نه ساز
دارد و نه جناب مرزا رفیع که خلاق معانی تازه گذشته زیاده از اینها اتحاد لیکن
چون **مصحح** انصاف شیوه ایست که بالای طاعتت بدو هم شیفته نازنین
صفتان افکار در روزگار و گرفتار عزیزین میوان اشعار متین و عاشقانه است
و از لنگان بر و شاهان کافر کیش خانه بر انداز مضامین و کلام متین تیز در حکم
خورد و خامه صبر و قرارش ایستاد عشق کافران سخنان محاوره قدیمه
ایستاد برده و جناب مرزا رفیع ایات بنما که حشنگان این علم میسجالی بجز
آوردند اند لاجرم در تحریر این سطور وادامی نام آن مخوف برود مجبور گردید امید

چون ایقان معنی ناله و صراحت کلام است
انصاف نشان است که علمون خودمانی
نگردد این چند اوراق بر سر کمر کردن
دیوان زیاده گوینان مرقوم میسر گردد

کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود

کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود
کتاب بودی که با ضرب بود

سو دلی کی فصاحت جو کچھ نظم بیان میں
 دی وئے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت
 ہر معنی و ہر لفظ ہے خورشید ساروشن
 اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرین
 لیکر کے قصیدہ سے غزل تاہم مختصر
 مطلع سے عرض کھینچ گیا تا حد قطع
 انداز ہر اکا و سکے قصیدہ کا جو دیکھو
 وہ ربط سخن اور وہ آئین بیان کا
 دعویٰ جو کرے ہمسری کا شعر میں اس
 ہر چند اور سو عشق مجاز ذہن کسی کا
 مضمون کی تخی بھلجی گویا ذہن اس کا
 گو نام کو ہندی ہو پڑ قاری ہے وہ
 کبیر گلستان کی خوش آویز اور کھے
 وہ مختصر عطرز کہ طرز قدما پر
 رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اوس کی کا

رکھتی وہ فصاحت نہیں طاقانی کی تقریر
 پھینکتا ہے کے خلق جو سبحان کا اوس پر
 ہر شعر میں خامد کی کیا اوس کے جو بحر پر
 جس طرح سے تھے اوسکو وہ کب آئین تقریر
 ترجیح سے نامنوسی وہ فخر تخریر
 ہر شعر میں معنی کو جدی نکت تصویب
 تمہید سے ہوتا بگریز اک نئی لفظ تہ
 پائے نہ کبھو کوئی کر و کیسی ہی تدبیر
 واناؤں میں ہوتا ہو تخیق وہ تہ
 پڑ ذہن کے سو لکے رہیگا و سدا زہیر
 کیا مند جو کر کوئی وہ گریزی تقریر
 اشعار میں و سکو وہ مضامین میں گریہ
 دیوان کو سو د کے نظر اپنی کی جو زیر
 کھینچا خط نسخ اوس کی ہو خامد نے یہ بحر
 افجاری کا رنگ رخ اوستاد و کئی تقریر

سو دلی کی فصاحت جو کچھ نظم بیان میں
 دی وئے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت
 ہر معنی و ہر لفظ ہے خورشید ساروشن
 اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرین
 لیکر کے قصیدہ سے غزل تاہم مختصر
 مطلع سے عرض کھینچ گیا تا حد قطع
 انداز ہر اکا و سکے قصیدہ کا جو دیکھو
 وہ ربط سخن اور وہ آئین بیان کا
 دعویٰ جو کرے ہمسری کا شعر میں اس
 ہر چند اور سو عشق مجاز ذہن کسی کا
 مضمون کی تخی بھلجی گویا ذہن اس کا
 گو نام کو ہندی ہو پڑ قاری ہے وہ
 کبیر گلستان کی خوش آویز اور کھے
 وہ مختصر عطرز کہ طرز قدما پر
 رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اوس کی کا

سو دلی کی فصاحت جو کچھ نظم بیان میں
 دی وئے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت
 ہر معنی و ہر لفظ ہے خورشید ساروشن
 اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرین
 لیکر کے قصیدہ سے غزل تاہم مختصر
 مطلع سے عرض کھینچ گیا تا حد قطع
 انداز ہر اکا و سکے قصیدہ کا جو دیکھو
 وہ ربط سخن اور وہ آئین بیان کا
 دعویٰ جو کرے ہمسری کا شعر میں اس
 ہر چند اور سو عشق مجاز ذہن کسی کا
 مضمون کی تخی بھلجی گویا ذہن اس کا
 گو نام کو ہندی ہو پڑ قاری ہے وہ
 کبیر گلستان کی خوش آویز اور کھے
 وہ مختصر عطرز کہ طرز قدما پر
 رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اوس کی کا

سو دلی کی فصاحت

سو دلی کی فصاحت جو کچھ نظم بیان میں
 دی وئے وہ الفاظ و معانی کو بلاغت
 ہر معنی و ہر لفظ ہے خورشید ساروشن
 اشعار کے ملحوظ مراتب کے قرین
 لیکر کے قصیدہ سے غزل تاہم مختصر
 مطلع سے عرض کھینچ گیا تا حد قطع
 انداز ہر اکا و سکے قصیدہ کا جو دیکھو
 وہ ربط سخن اور وہ آئین بیان کا
 دعویٰ جو کرے ہمسری کا شعر میں اس
 ہر چند اور سو عشق مجاز ذہن کسی کا
 مضمون کی تخی بھلجی گویا ذہن اس کا
 گو نام کو ہندی ہو پڑ قاری ہے وہ
 کبیر گلستان کی خوش آویز اور کھے
 وہ مختصر عطرز کہ طرز قدما پر
 رنگ سخن ریختہ کرتا ہے اوس کی کا

مطلب

کون سا ملک ہے جس میں ایسی بے شمار نعمتیں ملیں ہیں جن کو دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ملتا۔ یہ ملک ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کے لیے بنایا ہے۔ اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہے۔

کرتا اور بدیہی سے ہر ایک کی تحقیر
کراؤ کی تقلید کی دل چاہی میں مدبر
اور سکا جہان ہونہ سکا کوئی گلو گیر
پراس طرفنا و سکر نہ ہا بل ہونی تقصیر
اور جسے بزرگ کو سکو تھو نہاوتے تھو وہ پیر
کرتے ہیں سدا سہند یوں کہ یاد بے تحقیر
پیر ہی ہو جیالاتے بزدل و خرد و سپیر
اک شخص ایسی ہوا فنی ہوئی تقدیر
تجھابے بتا کے زہر تخمین کی اکسیر
تحقیر کو ننگا دس ہے تیری ہی جو تو قیر
اس عجب و تکبر میں تو کرتا نہیں تقصیر
ظاہر کی بدی ہی تری آفاق میں شہیر
یہ صورت ویرت کسی کو فر کو بھی تقدیر
ایک ذرہ نہیں پاس سے میر کو تو قیر
مطلع ہو یہ پوچھے نہ جسے ہر کی تنویر

جون کر گیا وہ سارے زلف کی ہمت
رکھتا نہیں اوس سے ذرہ کی بھی نسبت
نظاہر لایستے وہ اور شاعر عالم
کی جو ہر اک شخص کی ہر خیزد کہ اوس
ہر ایک بدیت کہ وہ خود آپ خل تھا
اور دوسرے مفلون کی جو خلقت میں خیر
اور تیرے زمین اوسکا سا پیدا کرے کہی
معدور رکھا اوسکے تین کتنی ہریت
ایک اپنے میں تو فضل و بزرگی و سخت
ظاہر ہے حسب اور نسب ہی تو اچول
پیران ہوں میں ایسے نسا اور حسب
باطن سے ترے کھاسے زہد باطنی لگا
اس ظاہر و باطن پر کہت کیچور و زری
مرزا کو تھے سارے مطلق نہیں کچھ قدر
بے پرتو کتا ہے جھین اون کی زبانی

کون سا ملک ہے جس میں ایسی بے شمار نعمتیں ملیں ہیں جن کو دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ملتا۔ یہ ملک ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کے لیے بنایا ہے۔ اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہے۔

۱۲

کون سا ملک ہے جس میں ایسی بے شمار نعمتیں ملیں ہیں جن کو دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ملتا۔ یہ ملک ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کے لیے بنایا ہے۔ اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہے۔ اس لیے اس ملک میں ہر شے اللہ تعالیٰ کی رضا و رغبت سے ہے۔

تھا جس کا مقصد ہونے سے فخر و جلال
اس کے اشعار کیے اسکے بن شریف
اور وہ کہیں باغ تری اسے پیدا
وہیچے کر انجین دیا ہے کھنن

حسب از معانی کا بیس ہوتے ہو ایک
پیدا کرین احرار ہو احکام عصافیر

<p>ہو تو خرد و فہم و ذکا عقل و دانت تا اینک بدو ہر جو ہے رفتے یا شب ہے خوبی تیرے ساری یہ کہ ہر ایک ہرگز نہ کہے چرخ کمن کوئی زمین کو تھے سخن اور اس کے سخن کہ کہے یکساں ایجاد کیا اوس نے جس طرز و روش کو لفظ اوس کے نے بخشی ہو سخن کو جو حلاوت کر عجز و تاامل سخن و شعہ کسی کا جس شخص کی تعلیم آئی کرے تکمیل لے مدعی ان بی تو نہیں خود کھینچ گیا</p>	<p>ہر اک کو دیا حق و جوان ہے کوئی یا پیر کر نہیں تفاوت کہ اوس کے کرتے اخیر کرتا ہے جدا عجز و عطر و صبل و سیر تا یہ کی شب کو کہیں مہر کی تنویر تیرے بے برہ ازل سے ہو جو بے پیر سوا اسکے ہی خامہ یہ ہوئی ختم وہ تحریر وہ لطف نہ پیدا کرین ملکہ شکر و شیر کرتا ہے بجز فضل حق آفاق کو شیر روکش ہو جو اوس کے اپنے تئیں شیر پہلے ہی تری صورت سیرت کی وہ پیر</p>
---	---

مصلحت
پیدا کرین احرار ہو احکام عصافیر
پیدا کرین احرار ہو احکام عصافیر
پیدا کرین احرار ہو احکام عصافیر
پیدا کرین احرار ہو احکام عصافیر

الاسودا

<p>پکڑی جو تھورے و اکین کھیتی چرٹا یا شب کو میا گھوسے میں جگنو کو لاکر یہ بات جدی ہو کہ وہ مرپ کو سمجھے</p>	<p>سمجھا کہ نہیں باز کوئی مجھسا کلان گیر جانے پیل پلنے میں کیا ماہ کو شیر دم کرے ایک شب تاب کی چلے جو شب تیر</p>
---	--

صفت

جس کے
بویں بین معانی کو ہزاروں
ظاہری کو اور معنی
کے کہیں احرار ہو احکام
وی کہی ہی معنی کے
کے کہیں احرار ہو احکام
کے کہیں احرار ہو احکام
کے کہیں احرار ہو احکام

یہ اردی اچھن زنا ز معانی کی یہ جاگیر
 کی آواز ان الفاظ کی کو زون پوچھا

ابراہیم صون ہون جہاں کشت زنا پوچھو
 ابھاسب ہندو دیکھو مزید ہاڈا ڈگر

پشت نشانی ہو ہاوس
 ہے اس میں طباہ کے معنی ہیں

لفظوں کا بچاؤ ہم کیا اور کون گہر
 وہ کہ گئے اس فن کے جو تھی موجود تقریر
 خود جس سے ہر چند معانی ہو وہ اگر
 اور جانوروں پر اسے زنا نہ کر سیر
 میں فرض کیا یہ کہ ترا با نہ ہوا شیر
 کہ تا ہے عصا فی نے کیا کی تری تقصیر
 اتفاق میں سیر سے لے تا یہ عصا فیر
 تا کہ کڑے تو اس ناز سے احرام ہو گہر
 اس مطلع غرا کو بھی لازم ہی تقریر
 احرام ہو پاتے کسی طرح نہ تو قیر

تھے عرس پر چو بان کتا مرغ معانی
 اندیشہ کو شاہین خیال پو کو شہا نہ
 معنی ہے شکار اور خیال دسکا جو صیاہ
 اس ناز معانی کے اور ایسے تو آما ز
 معنی کو اور آتا ہے کوئی جانوروں کے
 احرام ہو لے جو عصا فیر کو حنا برج
 جتنے کہ ہیں ظاہر وہ سب احرام ہوا ہیں
 تو نے تو معانی کا بنا بنا ڈا ڈایا
 اس شعر نے مطلع کو نہایت ہی حسین
 اس شعر میں عقدا کا اگر ذکر نہ آتا

اس شعر کے ساتھ طبعیت میں ہی کی تو ایس
 اس شعر کے ساتھ طبعیت میں ہی کی تو ایس
 اس شعر کے ساتھ طبعیت میں ہی کی تو ایس

پاتا ہونین عقدا کے تین او سکو سر تیر
 رکھتا ہو تو عقدا کے تین جس سے آذیر
 عقدا سا شکار اپنے جو پاتا ہو تیر
 پاؤ گیگا ناؤ کو جو معانی کے ہیں نچیر

یہا ہوں کان فکر کی جب ماخذ میں آج
 کیا پستی تری فکر کی ہو تیر و کان میں
 لے صفحی عالم میں تو ہو ایک شکاری
 عضو کے سیرج تک سب ہیں تیر

عقدا ہو معانی سے یہ الفاظ اس لئے
 عقدا ہو معانی سے یہ الفاظ اس لئے
 عقدا ہو معانی سے یہ الفاظ اس لئے

تلاش ہے شاعری میں جسے چاہے
 اللفاظ میں آیا نہ سب اول میں

جو تڑنے ارادہ سے ہے خود شید کی
 اللفاظ میں آیا نہ سب اول میں

سودا
 سوزا

صحیح اور صحت کا صحیح بیان
 کہ ہے نہ ہو وہی دیکھنے کی ہے
 بیان کا ہے لاشہ جو ہے شعر کا دوسرا
 کہ ہے نہ ہو وہی دیکھنے کی ہے
جواب
 صحیح اور صحت کا صحیح بیان
 کہ ہے نہ ہو وہی دیکھنے کی ہے
 بیان کا ہے لاشہ جو ہے شعر کا دوسرا
 کہ ہے نہ ہو وہی دیکھنے کی ہے

معنی سے رہا باز تو عقاب پہ ہوا شیر
 کرتا ہے بقدر اپنی طبیعت کے جو خستہ
 کرتا ہے پھر الفاظ میں لا ادا سکوا کہ
 رکھنے کے معانی کی تو الفاظ میں تہ پر
 طبیعت کی تری طبع کی ظلمت ہے تجھ پر
 از بسکہ مجا یا ہے تری طبع نے مذہم پر
 ہے بند غرض علی سینا کی سہی تقریر
 کھینچی ہو ہر اک شعر میں مضمون کی تصویر

تھا زور شور اور وہ کہ قیاس سے جسکے
 دستور یہ ہے شعر کے کہنے کا جہا نہیں
 لینا ہر معانی کے تین طبع میں شہرا
 تیری یہ عجیب فکر ہے جس میں نہیں کرنا
 کیونکر ترے اشعار میں ہوں اور سا
 روشن نہیں ہے معنی و مضمون کی اک شمع
 تیسے سبھی اشعار کے معنی کے بیان میں
 ہمتیہ قیصر کے تین سن پر جو نئے

ہر صفحہ کا غلط ہے بان شیر کی تصویر
 چالاکی سے ہاتھوں کی بجاڑ میں جو شیر
 پر قیمت کا زور کو کب پونے جلیا شیر
 دکا لون میں جھکے ہونہ ہاں عقاب
 شیرینی تہ پیدا کر میں جو دانہ اخیر
 ہر ہر وہی گیدر کہ زیادت کی توقیر

دیوان کو میر نے نگاہ تہ نادان
 اچھا رخصیلی کو کوئی پونے ہن دو گ
 ہر چند کہ دونوں کا مری تو ہر نیسان
 پھبتا ہو کب و نکلے تین عطار کا جو
 خستہ اش کے دانوں کو اگر دودھ میں کہیں
 ہر چند کہ کیا تو کے ڈھنگاں سہن ان سار کا

معنی سے رہا باز تو عقاب پہ ہوا شیر
 کرتا ہے بقدر اپنی طبیعت کے جو خستہ
 کرتا ہے پھر الفاظ میں لا ادا سکوا کہ
 رکھنے کے معانی کی تو الفاظ میں تہ پر
 طبیعت کی تری طبع کی ظلمت ہے تجھ پر
 از بسکہ مجا یا ہے تری طبع نے مذہم پر
 ہے بند غرض علی سینا کی سہی تقریر
 کھینچی ہو ہر اک شعر میں مضمون کی تصویر
جواب
 صحیح اور صحت کا صحیح بیان
 کہ ہے نہ ہو وہی دیکھنے کی ہے
 بیان کا ہے لاشہ جو ہے شعر کا دوسرا
 کہ ہے نہ ہو وہی دیکھنے کی ہے

معنی سے رہا باز تو عقاب پہ ہوا شیر
 کرتا ہے بقدر اپنی طبیعت کے جو خستہ
 کرتا ہے پھر الفاظ میں لا ادا سکوا کہ
 رکھنے کے معانی کی تو الفاظ میں تہ پر
 طبیعت کی تری طبع کی ظلمت ہے تجھ پر
 از بسکہ مجا یا ہے تری طبع نے مذہم پر
 ہے بند غرض علی سینا کی سہی تقریر
 کھینچی ہو ہر اک شعر میں مضمون کی تصویر

بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے
 کہ بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے

یہ رنگ کی تصویر فقط تیری ہے تقریر
 کوئی کہے تو کچھ مے رنگ کی تصویر
 اگر ہم سے بہرہ بخشے دیتی تری تقدیر
 چہرہ میں بھلا پر نہ طائی تری تصویر
 گوشتش میں تو اور سعی میں کرنا نہیں
 یہ حق کہ تیرا ہے ہر اک آن گلو گیسر
 اگر لوہا ہو جاتے معانی تو نہ تفسیر
 معنی کی نزاکت سے ہو ضد و قہ تصویر
 تھی اس جواب دکھ میں بہتر کوئی تقریر
 سو دلہ کیا اپنے بہتر چیخ میں تشریر

کہتے ہیں سچی چہرے کی تصویر کا لکھنا
 اس طرح سنا کہ کہ تصور کے تین کو
 اس شعر کو اس رنگے اور وقت کو گستا
 بجز یہ تصور نے گل و لالہ کا ہے رنگ
 پانکوراہ راست کی تقریر و بیان کے
 پر دیکھتے دیتا نہیں بجا طرف اسکے
 اس رنگ کی تصویر سے تصویر کا تو رنگ
 سودا کا قصیدہ وہ کہ جو شعر ہے اس کا
 یہ تیری زبان سے جو اداہوے نہ ہرگز
 نادیدہ یہ قول ہے کہ اس کہنے پہ تو نے

منہ

کچھ اسکے سوال اور تو میری بہترین تقریر
 مصرعہ یہ عجیب لوح تو لانا ہے بہ سطر
 عین اوس میں سنا تا نہیں ہرگز کسی تقدیر
 صحت کی جنہوں کی نہ میسجای ہو تندریر

سودا کے کہا نغز قصیدہ میں یہی نہ
 مصرع سے بعد خون جگر مصرع کو چسپا
 مصرع کا جو مصرع میں نہ لفظ ہو اگر
 ہر طرف کے وہ نظم میں ہر شعر میں تیر

بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے
 کہ بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے
 کہ بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے
 کہ بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے

بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے
 کہ بہترین جواب ایوں کے لئے ان کا
 کہہ سکتے ہیں وہ نہیں پہنچتا
 کہ فارسی گوئی پر کیا بیان ہے

اور اور کا کوئی اصل کمان کو دیکھے
 ہر فرقہ کو نہ سمجھے نہ تو اردو کو گراون کے
 پھر بد مثال جو اب و سکر پوزیشن
 محسوس نشانہ ہے تخیل میں وہ محسوس کے
 آستانہ سمجھے نہیں نادان کہ جہاں
 سر رشتہ ہو عزت کا فقط ہاتھ خرد کے
 نظر وہی پانی کا جو تمت کی ہو تفریق
 انکا ہو اگر بو علی سینا بھی معلم
 نسبت سے فلزات کو مس ہو وہی سونا

بین طرفہ لہجوں جو ہوں خط سی تخیل
 پوچھے جو کوئی کیا ہو یہ دونوں کو تقریب
 مرد بہ کہ میں سرفہ کو تو اردو کو کہ میں شیر
 ہو وہی نہ گمان حسد اونکے سوجدا تیر
 حاصل نہیں ہوتی ہو چچان بوتے تو تیر
 افزائش قدر اپنی میں جلتی نہیں تیر
 ہو ایک ننگ ایک گہر ہو کے گرو گہر
 تعلیم کرے کس و شل و سکی انھیں تاشیر
 پتھر کی جو ہو جنس ان کیا کرے کبیر

اور اور کا کوئی اصل کمان کو دیکھے
 ہر فرقہ کو نہ سمجھے نہ تو اردو کو گراون کے
 پھر بد مثال جو اب و سکر پوزیشن
 محسوس نشانہ ہے تخیل میں وہ محسوس کے
 آستانہ سمجھے نہیں نادان کہ جہاں
 سر رشتہ ہو عزت کا فقط ہاتھ خرد کے
 نظر وہی پانی کا جو تمت کی ہو تفریق
 انکا ہو اگر بو علی سینا بھی معلم
 نسبت سے فلزات کو مس ہو وہی سونا

مصنف

ہر جا پہ چدی رنگ کیا صرف کی اکہیر
 اردو کی فقط ضما زبان و سکی ہو تقریب
 گہ کھا یا عبت تو نے یہاں مہر دک پہلے پیر
 ادون کو تین نو یون کہ جنگی ہو یہ تقریر

استاد کو منظور جو اکہیر ہو تخی چوٹ
 دیکھ اسکو ہو استاد و سکی تقریر کا یہ طور
 کہ ربط ہو سو رنگ تجھے طرہ سخن سے
 مضمون معانی سے نہیں برہ کچھ اسکو

اور اور کا کوئی اصل کمان کو دیکھے
 ہر فرقہ کو نہ سمجھے نہ تو اردو کو گراون کے
 پھر بد مثال جو اب و سکر پوزیشن
 محسوس نشانہ ہے تخیل میں وہ محسوس کے
 آستانہ سمجھے نہیں نادان کہ جہاں
 سر رشتہ ہو عزت کا فقط ہاتھ خرد کے
 نظر وہی پانی کا جو تمت کی ہو تفریق
 انکا ہو اگر بو علی سینا بھی معلم
 نسبت سے فلزات کو مس ہو وہی سونا

اور اور کا کوئی اصل کمان کو دیکھے
 ہر فرقہ کو نہ سمجھے نہ تو اردو کو گراون کے
 پھر بد مثال جو اب و سکر پوزیشن
 محسوس نشانہ ہے تخیل میں وہ محسوس کے
 آستانہ سمجھے نہیں نادان کہ جہاں
 سر رشتہ ہو عزت کا فقط ہاتھ خرد کے
 نظر وہی پانی کا جو تمت کی ہو تفریق
 انکا ہو اگر بو علی سینا بھی معلم
 نسبت سے فلزات کو مس ہو وہی سونا

تو اسکے عوض لکھتا ہے ہی سخن کو
پر حق نے تیرے بچے اس پر توجہ
لکھیا کرے ہو طور ہی سب حقا کا
جو ہو سخن خوب بڑا کہتے ہیں اوس کو
ہیں متفق لفظ وہ اس بات کے
کہتے ہیں غزل و قصیدہ کی زبان کے
ہے طرز سوال و رقصیدہ کی ہو طرز اور
مصرف غزل گوئی ہیں لیکن کہونا کا
کہتے ہیں قصیدہ بھی غزل ہی کی بائیں
طور غزل اپنے کی قصیدہ ہیں بھی ہرگز
پایا یہ قصیدہ ہیں جو کچھ وزن غزل کے
تابت یہ ہوا اوس کے کہ انہیں نہیں قرار
ہے طرف یہ تقریر کہ اس کہتے ہیں اپنے
کہنے کا غزل و رقصیدہ کا جو مذکور
سو داکہ غزل کے تین رکھا نہیں

کچھ اتنی اور معنی پر شاید تیری تقریر
ہونے نہ دیا تاکہ تری مطلق نہیں
طبع اونکی نہیں ہوتی ہو تحقیق کی جاگیر
اور کرتے ہیں ذکر اوسکے مصنف کا مختصر
ان اہیونکی بس کہ جو صاحب نہیں بد
تقریر و بیان کہ نہیں ہو فاصلہ سو تیر
آپس ہیں ہوا و دونوں کے فرق زبرد
کرتے ہیں قصیدہ جو اصد فکر یہ تختہ
مطلق انھونکی کرتی تفاوت نہیں
کہ نہیں عایت کی نہیں کرتی ہیں
اور دیکھے کلام اونکے کی کیسا ہی جو تو غیر
تقریر قصیدہ کو غزل سے کہ میں تغیر
باوصف کہ اک حرف میں انکے نہیں تاثیر
آتا ہو تو لاتے ہیں یا سطح پہ تذکیر
جو طور غزل کا ہو سو کہتے ہیں اوسے

چونکہ غزل ہی میں نہیں رہتا
چونکہ اس کا ہی ہے اس کا وقت
چونکہ اس کا ہی ہے اس کا وقت
چونکہ اس کا ہی ہے اس کا وقت

نظرو غزل و اہوگا وہ زیبا
اوس کے بھی برا شاعری میں
سو داکے برا شاعری میں
مکمل ہی نہیں ہے برا نام خدا کا
ہے شاعری میں اوس کے یہ تو غیر
اوس کے سخن شعر کو ہی حق نے یہ تو غیر
ہے برا ہوا وہ مجھ
۱۹
شاعری میں اوس کا تو ہی اوس کا
شاعری میں اوس کا تو ہی اوس کا
شاعری میں اوس کا تو ہی اوس کا

اگر کہیں سو داکے یہ نقد نہیں
اگر کہیں سو داکے یہ نقد نہیں
اگر کہیں سو داکے یہ نقد نہیں

سو دایہ کی شخص سے ان سینہ پر نقاشی
 کرتا ہے جو شعر میں خاصا خوب ہے یعنی نشان
 چھوٹا کوئی ننھا اسکے جو زیر قلم ہے
 کب سائے ہوتا کوئی سر و صفت اور اسکے
 ایسا لکھے تھا وہ بہ شاعری وہ
 چھوٹا نوسب اس لیے کتاب کے کراہی
 ہے نہ شاعری میں تیری نظم کی تصویر
 تھا اسکے مقابل جہاں کہیں کہیں
 سب سے پہلے یہ بیان ہے فقط تیرے گلان کا
 سو دایہ یہ بیان ہے چھوٹا پیش رو
 اس شعر کی اس چھوٹا ہے شاعر
 معلوم ہوا اس شعر پر ہے شاعر
 سبھی ننھی خلق میں تیری ہی شاعری
 اس پر کہہ دیجئے میں اسے شاعری
 اوس پر کیا تو نے یہ شاعر
 احوال تھا میں جو کیا تو نے یہ شاعر
 کھنڈے کھنڈے میں شاعر کہ اوس نے
 چھوٹا شاعر ہے کھنڈے کھنڈے میں

ہرگز نہیں کہتا کہ وہ فعل کار نہیں
 جنتک کہ ہو سنگ ہو رنگ ہو ٹھنکا
 سو انہیں سوا کبات ہوا لکا سخن و شعر
 کین بائیں خدانے یہ کام اوتکے سخن
 ہیں وہ دیکھتا جہاں جگے زبان کے
 یہ کیا غضب فام جہاں پر ہو خدایا
 جو ایسی بائیں ہو غزال و سکا کہیں
 آیا ہے عجب دور یہ تاجند کرے گا
 نادان و سرفیہ پتے تئیں سمجھیں گے وانا
 اچھوں کو پراجو کے پیشک وہ برا
 تجھسا نہ برا ہو دیکا آفاق میں کوئی
 مانند تیرے اور بھی ہے یعنی کہے ہیں
 کسے نے نہ پرشنا نہیں کچھ اسکے سخن کی
 جو خاک کوئی پھینکے ہو خورشید کے اوپر
 نازان ہے عبت تو سخن پرچ پرانے

دیکھا سخن اہل جہاں تا سخن میر
 پاتا ہوا سخن کب کہ فعل کی توفیر
 کہ کھتا نہیں یہ جتنے ہیں گنام و نسا
 وصف اپنی میں یہ شعر جنہوں کے کیا تو
 لڑتی ہے سدا بر گہ بار سے تقریر
 ابکو نہ یا تو نے مگر فہم بہ ہقتدیر
 اور لچر میں ہو عام کے سو پاو وہ توفیر
 اسطور سے اور وضع سو گردش فلک
 اور لاینگے وانا تو کی کہ جو جو بختر
 ہو وگی بروئی نہ کھیلو جہوں میں تو
 اچھوں سے جو اچھے ہیں تو اوتکی کر توفیر
 زندان حاققت میں ہو جو جو کوئی زنجیر
 رکھتی ہے زیادہ یہ مثل ہرست شہیر
 سو دلے ہو خاک اپنی ہی آنکھوں میں وہ
 معنی سے تری طبع کا ہرگز نہیں تجھیر

۲۱

ایسی شاعری میں تیری نظم کی تصویر
 تھا اسکے مقابل جہاں کہیں کہیں
 سب سے پہلے یہ بیان ہے فقط تیرے گلان کا
 سو دایہ یہ بیان ہے چھوٹا پیش رو
 اس شعر کی اس چھوٹا ہے شاعر
 معلوم ہوا اس شعر پر ہے شاعر
 سبھی ننھی خلق میں تیری ہی شاعری
 اس پر کہہ دیجئے میں اسے شاعری
 اوس پر کیا تو نے یہ شاعر
 احوال تھا میں جو کیا تو نے یہ شاعر
 کھنڈے کھنڈے میں شاعر کہ اوس نے
 چھوٹا شاعر ہے کھنڈے کھنڈے میں
 ایسی شاعری میں تیری نظم کی تصویر
 تھا اسکے مقابل جہاں کہیں کہیں
 سب سے پہلے یہ بیان ہے فقط تیرے گلان کا
 سو دایہ یہ بیان ہے چھوٹا پیش رو
 اس شعر کی اس چھوٹا ہے شاعر
 معلوم ہوا اس شعر پر ہے شاعر
 سبھی ننھی خلق میں تیری ہی شاعری
 اس پر کہہ دیجئے میں اسے شاعری
 اوس پر کیا تو نے یہ شاعر
 احوال تھا میں جو کیا تو نے یہ شاعر
 کھنڈے کھنڈے میں شاعر کہ اوس نے
 چھوٹا شاعر ہے کھنڈے کھنڈے میں

اشعار و سخن کا ہونا اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق

کا نا کوئی مصرع کوئی مصرع ہو بنایا
 معنی سے گذرے کہیں لفظوں کی رعایت
 ٹھہرایا ہو معنی کوئی مصرع استاد
 لکھا ہے کہیں شیخ پے علمی کا ایما
 لکھی ہے کسی شعر کی تقریر تضحیک
 کر ڈالے قلم خوردہ کہیں صفحہ کے صفحہ
 لے سعدی سے تاجا می و خسرو حسن
 جو تھے متقدم متوسط متاخر
 وہ تذکرہ اون سب کے سخن سے تھا فرہین
 او سن کرہ پر ہات وہ اسطرح کیا صاحب
 سو دوا ہوا و سد مگل تصور سیلان
 بعد اسکے افانہ میں جو آیا تو یہ عجیب
 استاد فلک تہہ کہ ہو خلق کے نزدیک
 کرتا ہے کلام کو جو ان شخصوں کی اصلاح
 سو داکے ہوا دل کو یقین کیا یہ حال

جمعیں کوئی لفظ کہ اس کی لکھی تقریر
 لفظوں کا تبدیل کہیں معنی کی یہ تغیر
 مصرع کوئی معنی کہ اس میں کیا تفسیر
 پیرے کہیں لفظ اس کو جو تھی شیخ کی تقریر
 سمجھا نہ کہ ہو اپنی ہی ناہمی کی تقریر
 خط کہینچ کے ادراک کے اوراق کیے تفسیر
 لے مولوی روم سے تا محسن تا تفسیر
 ذات او کی ہوئی شاعری کی بانی تفسیر
 قاصر و شتابانہ کہیں آفاق کی تقریر
 حسب طبع سے چورنگ لگا تو ہین شمشیر
 یون دیکھی جب اس کی وہ چین بندی تحریر
 نزد اس کی اس صلاح میں کچھ ہوئی تفسیر
 از رے شرف خاک رہ او کی بڑا تفسیر
 استاد و کی استاد کی وہ ٹھونک ہم وزیر
 وقت اپنی کا وہ شخص بلا تفسیر

اشعار و سخن کا ہونا اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق

۲۳
 اشعار و سخن کا ہونا اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق
 اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق اور اس کی کیفیت اور اس کا اطلاق

یہ بولے وہ سب بچھری ہوئی ٹکڑیاں
 سووائے کہا اسگھڑی جھکے حقیقت
 کل آؤنگے میں اُنکے کہ دو یہ تم او
 پسن چھری ایک شخص کو کھڑو کھڑی
 کئے لگے بجائیں گے ہم تمکو اسی وقت
 اورے اور سالہ کو جو لکھا ہے وہ کئے
 سووائے ان اشرار کی دیکھی جو پست
 ناچار میاں کو منگا اوس میں ہٹھا
 او میں سے چھری کھینچ وہ پن آگے چلی
 اسطرح سے جب لچلا تھا اوسے پا کر
 گھراو سکے سولے پہنچو تھے تا اوس قدر
 نواب سعادت علی خان ہاتھی کے اوپر
 دیکھیں تو بے مرزا رفیع ایک میاں لگا
 سووائے لگے پوچھنے یہ ماجرا کیا ہے
 بٹھلا لیا نواب سعادت علی خان نے

جلدی ہو بلایا کر و چلے میں تاخیر
 بیج جائے اور تیکھے موقوف یہ تقریر
 جاگیر نہیں ہو جو کرینگے بچھے تغیر
 اور سر یہ گھڑے دو ہوئے لہو بہہ شمشیر
 چلے میں ملکین کے گنے ہرگز نہ روید
 جائیں گی نہیں پیش تمھاری گولی تھیر
 سمجھا کہ کرینگے نہ یہ بد ذاتی میں تقصیر
 جب دیکھی کوئی اوسے بجز اسکے نہ تھیر
 چڑھ بٹھیا میاں نہیں بھی اک لطفہ تھیر
 وہ لشکر شیطان دغا پیشہ بے پیر
 ناگاہ تماشا بنا یہ دکھائے اوجھیں تقدیر
 باوج و حشتم او سگھڑی اگر ہو گرا گیر
 اور گزے ہو بس میاں کے اک جمع تقصیر
 شکر کے اوسل خوال کی کچھ تھوڑی سی
 سووائے کتین اپنی خاص میں پتھر

آگاہہ روزنامہ ہونے کے لئے
 اوس حال کو دیکھا ہونے کی حالت ہونے کے لئے
 سووائے چھری تک متوجہ ہونے کے لئے
 پوچھا کہ نواب نے وہاں سے گزیر کیا
 پوچھا کہ نواب نے وہاں سے گزیر کیا
 پوچھا کہ نواب نے وہاں سے گزیر کیا

اشفاق نے تو یہ دیکھا کیا خار نے خود
 یوں آئے اسے اس حال کی کیا عمار
 نواب جو سووائے کئے فرمائے تو
 داخل ہو مکان میں کئے فرمائے تو
 حاکم نہیں اس عہد کا جہور ہوں روز
 کئے دیکھتے دیکھتے میں جو ان سے تھیں
 فرمایا پھر اوسے تھیں ازراہ تفضل

۲۵
 ان ہوزوں کا بس کہ پیدائش وہ
 سووائے کہا یہ کس نے خالق تو ہے
 ان ہوزوں کا بس کہ پیدائش وہ
 سووائے کہا یہ کس نے خالق تو ہے
 ان ہوزوں کا بس کہ پیدائش وہ
 سووائے کہا یہ کس نے خالق تو ہے

نواب سعادت علی خان ہاتھی کے اوپر
 دیکھیں تو بے مرزا رفیع ایک میاں لگا
 سووائے لگے پوچھنے یہ ماجرا کیا ہے
 بٹھلا لیا نواب سعادت علی خان نے

سودا نے کہا اگلی میں تفصیر گذرا
 یہ کیا کرین اسمین کہ مقدر مرابون تھا
 حضرت اومنین سودا کی عطر و اور
 ہر کلمے کو اب صف اولہ کے تھو حصر
 سودا کے تین بے چلتے تھے جیسے وہ مرد
 اور ڈالتے تلوار سے مارا سکود و نامرد
 پایا ہے اکیلا جو سلاطین کو اکثر
 پر کندہ کیا اوسنے جو استادیکو اوسکے
 سودا کا کشا کتن وہ ہوا موجب عزت
 اللہ جو اشخاص تو کرتا ہے مقرر
 شاعر کے تین کام ہو کیا تیغ و سپر
 اثبات قصور اوسکے ہوا تیغ و زبان کا
 اے صحفی اس طرح سے یہ سانچہ گذرا
 بد ذاتی میں کچھ شبہ تھا اوکو لیکن
 ہے سننے کی تیغ کہ اس جنگ جہاں

سودا کے ہر کلمے کو اب صف اولہ کے تھو حصر
 انسان کو لازم ہو رہے تار بے تقدیر
 حاصل یہ دونین اس حرکت ہوئی تو
 جاعرض کیا دیکھ گئے تھے جو تفسیر
 بیجاتی گھرنے اوسے بالفرض وہ تقدیر
 عورت کی سودا کی نہ ایک جھانٹ کی
 اسطر سے ہن لیکے لاختر و شمشیر
 دس کندہ کی اب شکل و شمار ہو تفسیر
 اس کے بڑھی اور اوسکی تو استاد کی تو
 اوسکے لیے ہر امر میں عورت کی ہوتی
 جب لڑنیکو و حق زبانی اوسکی شمشیر
 جس دنے کی با تیغ و تبر لڑنیک کی تہ
 جو تو نے بقا ساتھ کیے مو کے خرز
 خفت سے اوس کو کون دے عورت جو تقدیر
 جسے پڑی افساد کے بنیاد کی تعمیر

سودا نے کہا اگلی میں تفصیر گذرا
 یہ کیا کرین اسمین کہ مقدر مرابون تھا
 حضرت اومنین سودا کی عطر و اور
 ہر کلمے کو اب صف اولہ کے تھو حصر
 سودا کے تین بے چلتے تھے جیسے وہ مرد
 اور ڈالتے تلوار سے مارا سکود و نامرد
 پایا ہے اکیلا جو سلاطین کو اکثر
 پر کندہ کیا اوسنے جو استادیکو اوسکے
 سودا کا کشا کتن وہ ہوا موجب عزت
 اللہ جو اشخاص تو کرتا ہے مقرر
 شاعر کے تین کام ہو کیا تیغ و سپر
 اثبات قصور اوسکے ہوا تیغ و زبان کا
 اے صحفی اس طرح سے یہ سانچہ گذرا
 بد ذاتی میں کچھ شبہ تھا اوکو لیکن
 ہے سننے کی تیغ کہ اس جنگ جہاں

سودا کے ہر کلمے کو اب صف اولہ کے تھو حصر
 انسان کو لازم ہو رہے تار بے تقدیر
 حاصل یہ دونین اس حرکت ہوئی تو
 جاعرض کیا دیکھ گئے تھے جو تفسیر
 بیجاتی گھرنے اوسے بالفرض وہ تقدیر
 عورت کی سودا کی نہ ایک جھانٹ کی
 اسطر سے ہن لیکے لاختر و شمشیر
 دس کندہ کی اب شکل و شمار ہو تفسیر
 اس کے بڑھی اور اوسکی تو استاد کی تو
 اوسکے لیے ہر امر میں عورت کی ہوتی
 جب لڑنیکو و حق زبانی اوسکی شمشیر
 جس دنے کی با تیغ و تبر لڑنیک کی تہ
 جو تو نے بقا ساتھ کیے مو کے خرز
 خفت سے اوس کو کون دے عورت جو تقدیر
 جسے پڑی افساد کے بنیاد کی تعمیر

سودا نے کہا اگلی میں تفصیر گذرا
 یہ کیا کرین اسمین کہ مقدر مرابون تھا
 حضرت اومنین سودا کی عطر و اور
 ہر کلمے کو اب صف اولہ کے تھو حصر
 سودا کے تین بے چلتے تھے جیسے وہ مرد
 اور ڈالتے تلوار سے مارا سکود و نامرد
 پایا ہے اکیلا جو سلاطین کو اکثر
 پر کندہ کیا اوسنے جو استادیکو اوسکے
 سودا کا کشا کتن وہ ہوا موجب عزت
 اللہ جو اشخاص تو کرتا ہے مقرر
 شاعر کے تین کام ہو کیا تیغ و سپر
 اثبات قصور اوسکے ہوا تیغ و زبان کا
 اے صحفی اس طرح سے یہ سانچہ گذرا
 بد ذاتی میں کچھ شبہ تھا اوکو لیکن
 ہے سننے کی تیغ کہ اس جنگ جہاں

اور وہ ہیں خیر اور جو اس سے زبرد
 یعنی کہ میں گو صحبت سودا میں پہنچا
 منہ پانے سے جو چاہو سو بکارت نہ رکھو
 تھیج کر اوس سید پاکیزہ نسب کی
 ایک میں کون تہہ کو سخن واقعی تیرا
 نے دوستی سودا سے ہونہ دشمنی تھے
 ساری یہ زبردستی خوبی سخن سے
 جو گدھے میں مقبول خداوند کے سخن کے
 مقبولی و مردودی طرف سے خدا کے
 تو آریا کیگا اور کے گا کوئی کیسا اور
 سبے نیتہ کہتے ہیں یہ سودا کے سخن کو
 لگا نہیں کھاتی ہو کسی باتیں اوس
 یہ کہتے ہے آویزہ گوشن دل دانا
 قائم نہ با کوئی میدان میں اوسکے
 شہباز خیال و سکار کے تھا چنگال

یہ اپنی طرف تو نے کنا یہ کیا تجریر
 پر میں نے سخن اپنے کو دی دیسی ہی تو میر
 بے رتبہ کی شہرتوں خلق میں تشریر
 لی تو نے نعمت لعنت و نفرین کی جاگیر
 تقسیم میں اوسکے کرے فہم جو تقصیر
 دریا میں کسی شخص کو بیج جان یہ تفریر
 کرتی ہو جو عالم کے دلوں کے تیلین لیر
 دہانے خلافت یہ ہو چھائی ہوئی تاثیر
 پیتا میں ہنہن جاتی ہو کچھ سعی تدا
 شاعر جہان جتنے میں اوردوستو تا پیر
 جو حق نے دیا ہو شرف و عزت تو قیر
 یوں کہنے کو لوگوں کے ناو دستا وہی ہیں
 ہر چند کہ احمق کے جگر کے لیے ہے تیر
 زعم اپنے میں گو ہیشہ معنی کا ہوا شیر
 تھے جتنے معانی و مضامین کے پھیچیر

میں تو کسی کی تھی اور اسکا ہوا
 وہی تو کسی نے تقسیم سے ایک ایک سے ہوا
 میں تو کسی نے تقسیم سے ایک ایک سے ہوا
 میں تو کسی نے تقسیم سے ایک ایک سے ہوا

پہلے میں نے اسکا غیب سے
 اول سے جو خبر ہو کر طبع سے
 نفع و حسد و جہل سے
 جتنے وہ ہے اوس میں بیان سے
 دیکھو اوسکی طبیعت کے تفریب سے
 اگر کہیں اسکا راکین سے
 ۲۹
 حاکم ابو خنن لایا وہ بفریب
 الفاظ معانی میں کیا دقت
 حاکم ابو خنن لایا وہ بفریب
 الفاظ معانی میں کیا دقت

اور وہ ہیں خیر اور جو اس سے زبرد
 یعنی کہ میں گو صحبت سودا میں پہنچا
 منہ پانے سے جو چاہو سو بکارت نہ رکھو
 تھیج کر اوس سید پاکیزہ نسب کی
 ایک میں کون تہہ کو سخن واقعی تیرا
 نے دوستی سودا سے ہونہ دشمنی تھے
 ساری یہ زبردستی خوبی سخن سے
 جو گدھے میں مقبول خداوند کے سخن کے
 مقبولی و مردودی طرف سے خدا کے
 تو آریا کیگا اور کے گا کوئی کیسا اور
 سبے نیتہ کہتے ہیں یہ سودا کے سخن کو
 لگا نہیں کھاتی ہو کسی باتیں اوس
 یہ کہتے ہے آویزہ گوشن دل دانا
 قائم نہ با کوئی میدان میں اوسکے
 شہباز خیال و سکار کے تھا چنگال

طہارت و نفس کوئی بن جائیں
 شان انبی برحالتے ہیں وہ غیر بنی
 اور ان کے ہر ایک سے اپنے
 نام و ازل ہیں سو وہ اور ان کی ہر ایک سے اپنے

کو بہ ہے سخن غیر کا راہ سلی
 تا چند کہے گی یہ دست تری تقریر
 ہر خاطر و ہر دل کو نگار خم تو د لگیر
 تقریر تری چاہیے پیدا کرے تاثیر
 تا جگہ جہان کو ہمہ دان زمین ہو تو قر
 خورشید ہو کر ذرہ مثالو مکی بختیر
 ہا صغیر ہستی میں ہو قائم تری تصور
 کہ سعی کہ ہوا میں بھی اچھی تری تقریر
 کہ عقل کو فکر اپنی کا تو سا ہر و سپر
 ہے تجھ کو قہم او سلی جو ہے خالق تقدیر
 سامع نکریے گا کچھ تختیں میں تاخیر
 تقریر تری نہ اسے ہو گی تو تیر
 تا خوب تر از خوب نہ لانا تجسیر
 ہو یہ حرکت کر کے تو ذہن زہ نشیر
 جو کوئی مرید اس کا ہو شیطان کا ہے وہ ہر

کہ خوب ہے اپنے سخن خوب کو برسان
 ہر شیشہ دل کیلئے ہو تری زبان سنگ
 رکھیں گے بنا تیغ زبان اپنی سو کب تک
 صد مہم و بخیہ کے پے زخم دل خلق
 کہ قہم ہے تو اپنے تئیں پھر ان جان
 بالفرض اگر تو فلک فضل و مہر کا
 جو ان ہو سکے تو نقش خود کے تئیں گر
 کیسا ہی تو اچھا کہے اور سپر نواصی
 زہنا طبیعت کو نگر حق کا سپر و
 تعریف نکر آپ تو پڑھ کر سخن اپنا
 دیگی جو تری طبع کی تئیں جو جینی
 اور ہو وہ اگر پوج و بچر داہی و بڑ بڑ
 تعریف نکر بلکہ سخن کے تئیں کہ خوب
 سہر پرتے تختیں کرین چھ تری تقریر
 طبیعت نفس اپنی حاقف سے نکر تو

تصویر کی تصویب
 اور ان کے ہر ایک سے اپنے
 نام و ازل ہیں سو وہ اور ان کی ہر ایک سے اپنے

کہتا ہوں میں تجھ سے ذرہ تو یہ تقریر
 سن تو سن ہے اگر عذر و شرف کی
 کہ یہ بنا جاوے اگر عذر ہونے میں تقصیر
 مردوں کی اکثر و قدم ہونے میں تقصیر
 کہ یاد ہے کہ خاصیت خالق تو یہ
 آتش ہے تو ہو چکا تو ہمہ آتش
 آتش تری طبع کی بالقدہ میں آتش
 اس کا
 دل میں ہے کہ میں نے کہا ہے یہ تقریر
 دل میں ہے کہ میں نے کہا ہے یہ تقریر
 دل میں ہے کہ میں نے کہا ہے یہ تقریر

لازم ہے
 کہ میں نے کہا ہے یہ تقریر
 کہ میں نے کہا ہے یہ تقریر
 کہ میں نے کہا ہے یہ تقریر

در بیان موجب نوشتن رساله فصل دوم در بیان اشعاریکه مرزا فاخر
 بر و خط کشیده اند فصل سوم در بیان اصلاح نمودن میرزای
 موصوف بر اشعار استادان ثقة ماضیه فصل چهارم در بیان اشعار
 معترض میرزای مسطور فصل پنجم در بیان اشعار معترض میرزای
 لومی البیه که بنده موافق فہم ناقص خود در آن دخل نموده فصل اول
 در بیان موجب نوشتن رساله باید دانست کہ درین ایام ساجد عجیب
 غریب روی داده لازم کہ سخن طرازان روزگار و نکته سخنان ہر دیار مینہ از
 گوش ہوش بر آورده تجویل سامعہ نمایند اشرف علیخان نامی مرد بزرگ از
 خاندان عمدہ کہ آشنای دیرین این احقر اند از تذکرہ ہائے قدیم و جدید
 بمشقت پانزدہ سال قریب لک بیت در تذکرہ خود تالیف نموده
 بخدمت میرزا فاخر صاحب تخلص بہ کلین سلمہ ابند الواہب آوردند
 الحاح و سماجت برے تصحیح بردند میرزا صاحب فرمودند کہ ما را داغ
 نیست خوب بین کار را برے خاطر شما بشرط قبول کہم کہ اشعار تمام
 شعرے ہند را از فیضی و غنی و سنبتی و ناصر علی و تبدیل و سراج الدین علیخان
 آرزو میرزا سراج الدین فقیر گرفتہ یک قلم خط بکشم مگر تصحیح و انتخاب اشعار

شعرے اول لایست خوانہ نمود
 خان مذکور با شہنشاہ ابن حوت بعد از چند سال شیخ جزو تذکرہ اشخاص
 تذکرہ را بر او نوشتہ آوردند قبول نمودند
 بعد از چند سال شیخ جزو تذکرہ اشخاص
 تذکرہ را بر او نوشتہ آوردند قبول نمودند
 بعد از چند سال شیخ جزو تذکرہ اشخاص
 تذکرہ را بر او نوشتہ آوردند قبول نمودند

مسطور را اغان بر فندہ التماس نمودند
 کہ شعرے را صاحب اجزا را کہ شیخ
 بنویسند مرزا صاحب تصحیح نمودہ بودند
 آیت اللہ صاحب تصحیح نمودہ بودند
 ملاحظہ کردہ فرمودند کہ این تذکرہ را
 این زمان بخدمت میرزا ساجد
 در باب سماجت خود بدیدہ چنانچہ خان

تذکرہ

نمودہ شد بے رعاۃ الذمت لایست لایست
 و فرمودند کہ من یکوم بنویسند
 ایشان نوشتہ شد کہ میرزا صاحب فرمودند
 کہ سابق تذکرہ را بخدمت میرزا صاحب
 و ابغ البیاض صاحب بیسی
 مرزا فاخر صاحب فرمودند
 اشعار و عبارات برده بودم
 کہ اشعار و عبارات برده بودم
 کہ اشعار و عبارات برده بودم
 کہ اشعار و عبارات برده بودم

دانشہ ہندی بہ حدی آرزوی تمام
 فیض
 در دانشہ ہندی بہ حدی آرزوی تمام
 فیض
 در دانشہ ہندی بہ حدی آرزوی تمام
 فیض

تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب
 در تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب
 در تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب

یکسای مردی میخاهد چندان در نصرت بنده و معاف فرمایند چون کلمات
 التماس نمودم خان مذکور این شعر خان آرزویر زبان آوند شعر آید حال
 واقعه خویش گریام به یک شنای با مرده در روزگار نیست به بعد از خواندن شعر
 فرمودند که مگر صاحب را خبر نیست این نامه در بار آکی بخاطرمی آوند هر گاه گزید
 آفتاب یان انداخته پیش من لدین فقیر چنین می فرمایند که در رساله عروض
 او پنج و شش جا غلط فاش بر آورده ام و بر اشعار شیخ آیت الله صانع
 اعتراضات دارند و اشعار نور العین واقف را اکثرها اصلاح مینمایند و اشعار
 صانع و دیگران را سسل انکاشه مینمایند که دیده و ناپیده خط کشیدن بر اشعار
 ایشان موقوف نمودم چون خان موصوف چنین فرمودند بنده بدرستی التماس
 نمودم عجب حال است هر گاه پیش مرزا میچو کسان اعتبار نداشتن تا بن میچو کسان چه رسد
 طلب انصاف ز بنده و در از دانائی صاحب است موصوف با وصف نیمه فماین
 آن اجزای قلم خورده را بجز آفته پیش حقرا انداخته بگیده خاطر برخاسته بخانه خود
 تشریف بردند چنانچه درین ایام گاه بیگاه که این عاصی سیر این ابیات ننوده
 رفع اکثر اشعار شیخ سعدی و امیر خسرو دهلوی و مولوی روم و مولوی جامی غیر
 اساتذ قدیم و جدید که منتخب برگزیده عالم اند قلم خورده بنظر آمده و بسبب

سوال نمایند بقیع ایشان درمزدون
 جواب بنویسند و فرستند بسیار
 بیانش عالی است خط کشیدن بر اشعار
 از ایشان بجز آنکه در کتابها
 صحیح است و آنرا در روزگار
 صاحب کتاب
 در تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب
 در تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب

صاحب کتاب
 در تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب
 در تاریخ منتهی القرون
 صاحب کتاب این کتاب

درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این
 درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این

شیخ الحدیث علی خان آملی
 درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این

که کام عاشق ناکام میتواند داد برگزیده است باین زنبه حسن خط اگر شنوی از دود سه حرنی چه میشود آنکه در داعتاد خیرگی چشم خویش	بغیر با بکه دست نام میتواند داد ماسر سیر طرد و ایجاب و دیده ام صاحب چاشنینه ز مردم بر آتو سوت مترسم دو چار آفتاب من شود
--	--

حکیم شیخ حسین شهرت

نشسته هرگز که محسوس من از مردم دنیا سودایی بار محنت و وصل تو در گرفت پیش چون خودی هنگام عرض مخاطام بر تپ نبوی چینی میدیم چادر دل خوش گدالی ز لبه نخوت میکند امروز و پیش پریشانت بوی فخر هر جا میروم شهرت گرفته بوسه ز لبش دست نام سچو اتم نام صاحب جوهر آن از کار فرما شد بوند عشق چون کمال عیار آنکه کنایه چون	اگر کردم حسد بر تارک دنیا خاسد کردم بیدر رخ جوهر جبار اگر آن مکن همان خویش را لکن ندیدی کاش میدید اگر از لطف یا لطف بدست من سچو اتم چه میکردند اگر سید اشقت این قوم دنیا نیند نام گره از لطف ما کامل کشاد که من کار نمایان کرده ام انعام سچو اتم شاهی از برین دعوی که شمشیر نیست کو کهن معشوق را از سنگ پیدا کرده است
---	---

درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این
 درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این

درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این
 درین ایام که در این عالم است
 چون در این عالم است که در این

محمد قلی سلیم طهری

آنکه بر باغی زو پیش ازین از دوسی
 نگاه با عنان نمی پرستم لاله دگل را
 می کشد بر چمن طبع پر عنبر و در
 سلیم یاد فراموشی عشق ترانارم
 از طببلان گلستان سلیم صد فریاد
 لب با عنان بجان تو ما آورده ایم
 پر عشوق کسی هرگز نداده ام پیش
 رسید کار بجای ز عاشقی مارا
 اندر گرفتاری سپرد نام سلیم
 ترانه ز غمزه دران چشم هر چه خواهی
 گرم آتش بازی ام چون دید طفلی پدر
 اگر غم آینه دهد و عده نشاهد امید
 آن لب سلیم آب بقار اشهد کرد
 در واید و دست از تو شکوه بسیار سلیم

میرزا کنون چو بگل من دیوانه را
 کنم چون موی پیروز ناریت شاخ تمسبل
 شراب می کشد اینجا که بز در را
 که خاک بودم و بفرخست چون عبیر را
 که از بهار نکر دند باخسده مارا
 از نکست گل است علاج ز کام ما
 بلبل میدهم گل را اگر در دست من
 که در قبیله ما هر که بود مجنون شد
 فکر آزادی چو در اندیشه نیست
 و چه سود اسپران نگاه میخوانند
 گفت این بد بخت شوق عشقنازی
 دماغ گو که کس حرف انتظار کند
 خونهای خلق آینه شد این خون زده ام
 آه اگر فر خوشی ز دهان بر خیزد

چون دو چشمی کردی ز غم و غم
 و آنکه بر باغی زو پیش ازین از دوسی
 نگاه با عنان نمی پرستم لاله دگل را
 می کشد بر چمن طبع پر عنبر و در
 سلیم یاد فراموشی عشق ترانارم
 از طببلان گلستان سلیم صد فریاد
 لب با عنان بجان تو ما آورده ایم
 پر عشوق کسی هرگز نداده ام پیش
 رسید کار بجای ز عاشقی مارا
 اندر گرفتاری سپرد نام سلیم
 ترانه ز غمزه دران چشم هر چه خواهی
 گرم آتش بازی ام چون دید طفلی پدر
 اگر غم آینه دهد و عده نشاهد امید
 آن لب سلیم آب بقار اشهد کرد
 در واید و دست از تو شکوه بسیار سلیم

چون دو چشمی کردی ز غم و غم
 و آنکه بر باغی زو پیش ازین از دوسی
 نگاه با عنان نمی پرستم لاله دگل را
 می کشد بر چمن طبع پر عنبر و در
 سلیم یاد فراموشی عشق ترانارم
 از طببلان گلستان سلیم صد فریاد
 لب با عنان بجان تو ما آورده ایم
 پر عشوق کسی هرگز نداده ام پیش
 رسید کار بجای ز عاشقی مارا
 اندر گرفتاری سپرد نام سلیم
 ترانه ز غمزه دران چشم هر چه خواهی
 گرم آتش بازی ام چون دید طفلی پدر
 اگر غم آینه دهد و عده نشاهد امید
 آن لب سلیم آب بقار اشهد کرد
 در واید و دست از تو شکوه بسیار سلیم

محمد قلی سلیم طهری
 از دین تو درین شهر کس است
 از دین تو درین شهر کس است
 از دین تو درین شهر کس است
 از دین تو درین شهر کس است

دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان
 دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان

دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان

در ویس دهمی

بهرنگ دیگر از دم نصیحت میکند صحیح
 هنوزم پیش آنکه عتابی هست ای جام
 افسوس که کار مشکل افتاد
 قلم برضای قائل افتاد

میرضی دانش

می محو ز چند آنکه نشناسد ز گل گچین تن
 چند برهنه گنم خون دل میخواند آن
 پاسبان حسن پاک خوشین چون خوش
 شب و نیمه هین در رمضان میباید

داود تلمولی

بیسوازش شعله آه دل دیوانه ما
 افتاده بکف زلف تو و کام گرفتیم
 سیل دودی شد و برخواست پیرانه
 شب بربر دست آمد و آرام گرفتیم

دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان
 دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان

دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان
 دردی که می کشد درم از انتظار وصل
 اگر شد بر تو از تنگی جامیم شمع تابان

دل جان

شمالی

وزیر امور خارجه
میرزا محمد علی

وزیر نظام الدین
میرزا محمد علی

وزیر جنگ
میرزا محمد علی

اول جان پیرده بسکه چیدیت در بریم

پیر رضی ارطمانی

باور من که از تو دل آزرده میروم
چهره دوستی است بان سگدل رضی
جنگ مرا چو صلح تو بیخ اعتبار نیست
چه دشمنی است که با جان خوشتر داری

رضای گاشی

میزان عاشقان معشوق را در نازی آرد
تو ستر پایا و قاداری ترا من بوفاکردم

سعد الدین راقم

ز آزار دل من بکسیر موم نمی گردد
شکر بوفاکر گشته تر گانی که من دارم

میر محمد زمان خان راسخ

و کلا گشت چمن بیرون چمن سرو مانا بخند
آکنشاده بال قمری سرور چاک گریستانه

حسن بیار فیج

ز چو بیار چه گویم مثل که چمن است
بلطف او ستم رود گاری ما

سلطان سادجی

دعوی زهد تو آن روز مسلم دارم
مشکل صنوبری که دلش نام کرده اند
که رفت بر سر آن کوچه و هو بیثار آئی
سلطان بیاد قد تو در بر گرفته است

سلطان سادجی

روز از خوشتر و ماهی با بیم تامل خوبتر
سختی بخاری
که دیدم آن ماه و چمن از آن
هر یک که که از دست من یک
است از دست در دل بر سر
که با تشنگی که کتابیست در دست
روز از سلیمان جابری وزیر
که از اول تو خفت هم عدم است
که از من از تو خفت معلوم است
جابی زیدون شاق
تو بیاد و قادری
تو بیاد و قادری
تو بیاد و قادری

که در جدائی و ایند زین داری
که در جدائی و ایند زین داری
که در جدائی و ایند زین داری
که در جدائی و ایند زین داری

باز می آید و با او بیرون می آید
 دل در دلم بگویند تو خاکی چیمان پر
 با این که از تو خاکی چیمان پر
 با این که از تو خاکی چیمان پر
 با این که از تو خاکی چیمان پر

سختی
 کجای تو صلیب عاشق است تا صبح
 کجای تو صلیب عاشق است تا صبح
 کجای تو صلیب عاشق است تا صبح
 کجای تو صلیب عاشق است تا صبح

دل محمود شیر ایاز
 ز پیرین کبوتر بهمن در اضطرابم
 کار خود کرد و عشق بسته لوان
 که کجای است بسته باشد کجای رسید با

ساک قزوینی

ز آن یک مرده را نقشش آینه نگه است
 حسرت مرا که اوست که چون جذبه وفا
 دل سراسر از لطف برینب دارد
 از پیر قتل چون می عده چه میگویی کمن
 بعنایت است مشغول در آن که خواهی شد
 پیچود و راقداوه ناگه بیار خود رسید
 پروانه مرغان لاف محبت که نداری
 و ششام خشتکاس هم بدعا گوئی رسد
 دست پسر گرفته بدست پدر دهد
 زمین طلسمت گشته چون بستند
 بند قفای خویش خاطر خود گره مزین
 که در هر گوشه از چشم تو افتاد است بهار
 دست تا گردن من رویش خون که
 آن سوز که به منت پرواز توان ساخت

میر سیادت لاهوری

چو آفتاب لب بام آخر عمر است
 رسید بر سر ناخن خنای عشرت من

دل که در بست نگاه در دشت عشق
 چو آفتاب لب بام آخر عمر است
 رسید بر سر ناخن خنای عشرت من
 رسید بر سر ناخن خنای عشرت من
 رسید بر سر ناخن خنای عشرت من

باز می آید و با او بیرون می آید
 دل در دلم بگویند تو خاکی چیمان پر
 با این که از تو خاکی چیمان پر
 با این که از تو خاکی چیمان پر
 با این که از تو خاکی چیمان پر

نیواقتش نه با نازه است محرم
بسیار بار بار بگفت
شوقهای

صبارانیت با من سینه صفا پنا از آن
سر بود که بپوشد در نیم راه آغزده برتر و
از در دل تو در آید بگرد و ز جیب است
تا با نوسه آید بگردد من کجا بودی

شد سینه بصد چاک ریخ ستم او
بیرون نشد از سینه صد چاک عم او

پیرشاهی

ز جهان ندارم کیسی جز از تو الفت
تو هم از دوی بر آئی سر سبکی سلاست

شرف جهان

سنگ کوشش اگر از زو ما از دینی رخم
بیان هم نشینان گفتگو بسیار میباشد

شاپور

گم کن ای شاپور از زمار زلفش گفتگو
این سخن با آدمی را از دود کافر میکند

شامی تکلو

تکمتم ناز و بسردان چه کنم
طو در من عاشقانه او فناده است

چیدر شکونی

عاقل ز غرض شدم کیو
خود را از اضطراب
شقایق از تو تناسیب
امید دارم بدردی و غنایت

بسیار کمال این دل بیماری باید
بیماری بسیار کما و از دست
کمال الدین شامی

درد و جان زان بنگار نشان گرفت
جان تمام وارده عوض نیم جان گرفت
کمال الدین شامی

دوش گفتمی که در جیب از تو کجاست
دوش گفتمی که در جیب از تو کجاست
دوش گفتمی که در جیب از تو کجاست
دوش گفتمی که در جیب از تو کجاست

رباعی

این غزل بودت بول جزون بجز
سک تان بکشت و زینا کار
در زوره کائنات دیدم که کرد
پیدل بپوشد از زرق آمواده

رباعی

ز این آن سوسه فطرت مردانند
ز این سستی منم که غم زده
ز این دروغ خندان چه جوسه که در این
ز این زین زین زین زین زین

بافت کاشتی

من هیچ باین دان نایم

چیران خودم که از چه جسم

مرزا بیدل علیه الرحمته

بیتون تا حشر اگر نالد اگر فرما ویت
ریشه گل کرد و رفت دانه با
پیا که جای تو در چشمم و دستان خاست
عالم همه افسانه ما و دار و ما هیچ
سر به زار سنگ زن و رو بهم نرسید
روزان شرم اینست طرفه زندگانی ما
حقیقت مومان گفتند دایع آشنایی ما
بهیوده انتظار خبر می کشیم ما
چه قیامتی که بنیسی ز کنار ما بکنار ما

عشق گاهه قدر دان در و پیدا
دل جمع این زمان چه امکان است
ز جیب هر مرزه آغوش می چکد اینجا
عقفا سر و برگیم پرسن از فقیه هیچ
نشانه گوشه دل از بر و حرم نرسید
روز در غم حسرت شب بکوی تو رسید
ازین عبرت سر آفتاب چه پروند از روز رسید
آنجا جواب نامه عاشق در دیدن است
همه عرق فوج از بیم و زلفت رنج خار ما

رباعی

ز این سستی منم که غم زده
ز این دروغ خندان چه جوسه که در این
ز این زین زین زین زین زین

کلیات

الله تعالی توان شنیدن آدم باطن
رباعی

در این شب خودم که در چشمم
تا صبح این وقت فدا می کنم
جانی ز بسید است که بر زود است

رباعی

سایه خورشید و غمشت کین ز افق طلب
بمان کیم را فصدی زین است
عینت که طلب در بیدار
یعنی تحقیق جان به چشم

رباعی

اگر از عالم چو دست خیز است
سایه خورشید و غمشت کین ز افق طلب
بمان کیم را فصدی زین است

تاریخ پهنای کتبی که در این کتاب است
 و در این کتاب است که در این کتاب است
 و در این کتاب است که در این کتاب است
 و در این کتاب است که در این کتاب است

صد پاره شکافیم و چیزی نگشود
 اکنون بر چیزها اگر میان بدیم

شوکت بخاری

خطی که بیا قوت تو نظاره پسند است
 که بود طاقت آعوش من اندام ترا
 کسی سنجان ندان یا قوت لب او را
 اگر دیت که از آمدن خنده بلند است
 میگذازد چو شکر آب نگین نام ترا
 که از شبنم بود سنگ بزرگ گل تر از او ترا

خان آرزو در اول مصرع این بیت چنین دخل کرده اند
 نه سنجان گوهر ندان یا قوت لبش نکس
 که از شبنم بود سنگ بزرگ گل تر از او ترا

میرزا صاحب بعد از خط کشیدن در تذکره مذکور بدستخط خاص نوشته اند
 در هر دو صورت معنی ندارد و برابر باب فم روشن است که هر دو صورت
 بد معنی ندارد و در دخل خان آرزو ترقی معنی است

عنی بیگ قبول

بے اصل هر که دید بنائی زمانه را
 نیست در سر فکر روزی صاحب شمشیر را
 آئینه دار ساخت ز یک خشت خانه
 باشت از ناخن کلید رزق در کف شیر را

از جهان مجنون برید روی که این هم سستی است
 که کند عاقل خنجر خنجر که من است
 گفتی که در کتبی است که با او بود
 از سوز و از غم ای دل که با او بود
 میخیزد از غم ای دل که با او بود
 در تذکره خان بوضوح نقطه شک است
 انندی در واقع در معنی این بیت شک است
 فقط از این بیت شک است که در این کتاب است
 که از بس که از این بیت شک است که در این کتاب است
 که از بس که از این بیت شک است که در این کتاب است
 که از بس که از این بیت شک است که در این کتاب است

نمایند که این
 یک کلام است
 بر

و بعد از آنکه در این مقام فائده نخواهد جستید با اینهمه سالی تمام عمر اهل بی بی چار
 اساتذہ مسلم الثبوت وال برزگار طبع وقاد است و لفظ سخن بعالم مستعان
 مستعمل زبان اهل هندوستان قباحت است مغل چارہ چه میداند که در هندو
 قباحت است شیخ ناصر علی علی تخلص که از جمله خوبان روزگار است
 و اکثر صاحب تذکره اور آبرو کے شعر کے ہندوستان نوشتہ اند
 میرزا مغل فطرت و سرخوش و دیگر کے شعر کے عالمگیری و بہادر شاہی
 پیروی اور دارند و حق او میرزا کے موصوف چین میفرماید انصاف
 چه پیشتر آمد چرا مانند بعضی اشعارش حکم المعنی فی بطن الشعاع پیدا کرده و مصنف
 چه شاعر بل چه بصورت اکثر الفاظش ترکیباً یعنی بهم رسانیده هیچ نمیکند
 صاحب مرجم یعنی جناب مرزا صاحب این حالت رسیدہ کہ مورد چین گمان
 از ہوش بودند طبع ہرزہ در بیان
 شور ز غم و انواع بلند است درین باب

خیر است چرا اینهمه بیوش نیست
 بل بلیل خوش اچہ چه خاموشی

عاصی گوید فی الواقع این بلیل خوش لجه سزاوار ہیں کہ با راع و زغن طرف
 و در حق چین میرزا صاحبی کہ اشعار اور امیر زافاخر صاحب خط بگشند و علاج
 نمایند ناصر علی اگر این مقطع گفت گفته باش چه مضائقه است ناصر علی شخصی

و در این مقام فائده نخواهد جستید با اینهمه سالی تمام عمر اهل بی بی چار
 اساتذہ مسلم الثبوت وال برزگار طبع وقاد است و لفظ سخن بعالم مستعان
 مستعمل زبان اهل هندوستان قباحت است مغل چارہ چه میداند که در هندو
 قباحت است شیخ ناصر علی علی تخلص که از جمله خوبان روزگار است
 و اکثر صاحب تذکره اور آبرو کے شعر کے ہندوستان نوشتہ اند
 میرزا مغل فطرت و سرخوش و دیگر کے شعر کے عالمگیری و بہادر شاہی
 پیروی اور دارند و حق او میرزا کے موصوف چین میفرماید انصاف
 چه پیشتر آمد چرا مانند بعضی اشعارش حکم المعنی فی بطن الشعاع پیدا کرده و مصنف
 چه شاعر بل چه بصورت اکثر الفاظش ترکیباً یعنی بهم رسانیده هیچ نمیکند
 صاحب مرجم یعنی جناب مرزا صاحب این حالت رسیدہ کہ مورد چین گمان
 از ہوش بودند طبع ہرزہ در بیان
 شور ز غم و انواع بلند است درین باب
 عاصی گوید فی الواقع این بلیل خوش لجه سزاوار ہیں کہ با راع و زغن طرف
 و در حق چین میرزا صاحبی کہ اشعار اور امیر زافاخر صاحب خط بگشند و علاج
 نمایند ناصر علی اگر این مقطع گفت گفته باش چه مضائقه است ناصر علی شخصی

در مجال است و میرزا صاحبی فرماید
 مصنفان را چه شد که انصاف
 و بعد از آنکه در این مقام فائده نخواهد جستید با اینهمه سالی تمام عمر اهل بی بی چار
 اساتذہ مسلم الثبوت وال برزگار طبع وقاد است و لفظ سخن بعالم مستعان
 مستعمل زبان اهل هندوستان قباحت است مغل چارہ چه میداند که در هندو
 قباحت است شیخ ناصر علی علی تخلص که از جمله خوبان روزگار است
 و اکثر صاحب تذکره اور آبرو کے شعر کے ہندوستان نوشتہ اند
 میرزا مغل فطرت و سرخوش و دیگر کے شعر کے عالمگیری و بہادر شاہی
 پیروی اور دارند و حق او میرزا کے موصوف چین میفرماید انصاف
 چه پیشتر آمد چرا مانند بعضی اشعارش حکم المعنی فی بطن الشعاع پیدا کرده و مصنف
 چه شاعر بل چه بصورت اکثر الفاظش ترکیباً یعنی بهم رسانیده هیچ نمیکند
 صاحب مرجم یعنی جناب مرزا صاحب این حالت رسیدہ کہ مورد چین گمان
 از ہوش بودند طبع ہرزہ در بیان
 شور ز غم و انواع بلند است درین باب
 عاصی گوید فی الواقع این بلیل خوش لجه سزاوار ہیں کہ با راع و زغن طرف
 و در حق چین میرزا صاحبی کہ اشعار اور امیر زافاخر صاحب خط بگشند و علاج
 نمایند ناصر علی اگر این مقطع گفت گفته باش چه مضائقه است ناصر علی شخصی

وله مکین

طریق اهل خرابات در خانه یوسف
دو جاده که بیابان نقاره راویست

عاصی گوید

طریق اهل خرابات را لازم شگفتان
طریق اهل خرابات مصحح اولی از نظر طریق
عاشقیت ساخته اهل خرابات
بین خرابی و خرابی خرابی
صحیح تالی از نام خرابی
عاشق تالی از نام خرابی
عاشق تالی از نام خرابی

ماستفان او بودیم نه مشتاق تو و له مکین

ز غوغای مطرب بزم غزلی ویش
اول نیگه بپریم غیر فتن چه لازم و دیگر آنکه بپریم غیر معشوق خواستن در از
بخت عشق است و هر گاه او در آن مجلس بود دیگران هم نظاره خوانند
با او مشغول اختلاطی خواهد شد و گفتار عاشقان بخور امنیت چنانچه در وقت
بخت از چشم بزمش تو بدین ندیم

وله مکین

کس به زبان من گویند که بگو
که از هزار بیسیان بود پنهانی نوشت

عاصی می گوید

مشوره قاصد نوشته باشد که او اظهار نماید پرسیدن شاعر کور سواد
از قاصد بجا است اگر پیام ربانی بقاصد می داد پرسیدن آواره بدی
پیدا شد و از مضمون نامه قاصد که اطلاع میداد و که از او
بپرید چنانچه دوست داشت بیت او شاد

چون نامه بران میروم از شهر شهری
با من چیزی هست و مرا هیچ خبر نیست

کلمات
۵۶

چنانچه با صدق قول ما شعر است
غزوت عالیله است و خط و راه
توان دید از خرابان با بی خبری
بود توجیه صوری از آن که از شهر بی خبری
وله مکین
در مضمون مخموم از غیرت و شام را
جان شیرین وقت و حوت و مرغ او از دل زلفت
نیاست معنی این بیت برتناسب
بزرگ و نصیب حاشق چون خردین
بیت نام نواز و چون خردین
بیت نام نواز و چون خردین
بیت نام نواز و چون خردین



نیلگون و گلگون و سبگون
در نظام صفت سبگونید چنانچه
عنا که رنگ و آتش و غضبناک است
خیمه سر آلود سبک است

وله کلین میسر ما
بسته در دامن از شوق که میان را

بدر باین طور که مستغرق عاشق را گرفت دهر روز بیک ضربت و بیک حرکت
رساند مثلاً امروز به خنجر و فردا به تیره پس فردا به تیشتر تا شنید شود و اگر شتاب
عاشق باین طور باشد لفظ شروع مضالفة ندادیم بسم الله کلین و له
بلبل زرتک سوخت که از شوق ناله
چون خمر و سپند ز شوق صیف من
هر نیش خار بر سر دیوار روشن است
چینا و عاقل و نفس اندر روشن است

درین برود شعر لفظ روشن است که به معنی سوختن آورده اند جز شمع و آتش و چراغ
اطلاق روشن است که به معنی سوختن باشد نیامده و سوز میخورد اگر تشبیه شمع می بود
هم مضالفة نباشت کلین قاهر
نیاید و تا شمع من بهجوم عشق ازل
شبی از کثرت خیل و خشم رنجیده را ماند
حاصی گوید کار سلطنت از کثرت
خیل و خشم درستی شود و شتابان بفرایم آمدن سیاهی می نازند نه که
می رنجند تمثیل با مصرع اولی در بیت است

کلین و له

مگر رفیق آن دور گس سیل
که چشم داغ و دم سرمه ناک می گردد
چشم سرمه ناک جای دیده نشده و به قیاس همچنین معلوم میشود که نه خواهد
چرا که هر جامه عابرنگ باشد آنجا چنین الفاظ مستعمل سرمه گون

که در جایست چنانچه نظیری میسر ما
شمار تا حور و ستم در این نیست
گر یا هم که بیان است هر که او آن
از معنی این شعر پیدا کردن کلین
باز آن بست آید پارچه چون کلین
در چه سخن دارد و له نه کلین بوی
در سبک سبکی توان کردن بوی
چون زمین بر خاک یک می تو ارم زند
زمین پارامی بوسه نه خاک با بار ابرو که
زمین خود خاک است در بند است
صحن دیدار این در است نیست و له
سوک الی پیدا یعنی آتش گوی در در تیر
مطلع الفاظ تا سبک من است او در خواب
بضم ناقص عاصی بهد نیست
بضم ناقص این نیست که روزانه
بضم ناقص این نیست که روزانه
بضم ناقص این نیست که روزانه
بضم ناقص این نیست که روزانه

۴۱

عنان مضامین ادب است و آن سابق
است هر یک عاشق را به چو سبک
نیت

اول این که از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند

سبب داده است چنانچه زینح سعیدی علیه الرحمه گفت است	
گفتی شبی خواب تو آیم چه بودم	پس من بجز خوش ندانم که خوابت
و نیز حضرت حافظ شیرازی علیه الرحمه میفرماید	
قرار و خوابت حافظ طمع در لاله دل	قرار حسیت صیوری کدام خوابت
و نیز شعر دیگر از شرفی گفته است	
بگفتا وصل من در خواب دریا	بگفتم را ضمیمه لیکن کجا خواب
اینه قتیجه بیدار بختی که عاشق شام و سحر در خواب باشد مگین و له	
چون سینه سنی که بپزند گشته خواب	چشم جادویش خم ابروی در خواب
چشم خود نرفتگی آید مگر در آینه پس آینه در شمس و ماه است	
مگین و له	
از عماره گندم آهوی من بیدارین	سر به خواهد زنگس جادوی او در خواب
عجب معنی غریب است شاعر میگوید که آهوی من عماره راه رم بیناید پس	
سر به چه طور چهره است که زنگس جادو سے ادبره نگاه بکند مگر در خواب	

اینکه از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند

و خیال باغ خلد و شاخ و طوبی
 کوه است او را با فقه و جوسه او در خواب
 چرخه را که بپشت او را بان چرخه خواب
 یا بچرخ او باشد او را بان چرخه خواب
 می تواند دید آرزوی که بودی و سلاست
 با بچرخ او باشد او را بان چرخه خواب
 می تواند دید آرزوی که بودی و سلاست
 با بچرخ او باشد او را بان چرخه خواب

از خدا نشود و ان سبب غرق از شرف است
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند
 در خواب از خواب بیدار شود و در خواب چه می بیند

میت باشد که چنانچه در بعضی از اشعار است
 غلط است بجز آنکه در بعضی از اشعار است
 بسوزن در بعضی از اشعار است
 که در بعضی از اشعار است

مکین و له
 سالانی که در او در بعضی از اشعار است
 که در بعضی از اشعار است

کل نیست اگر گل را بر خسار عشق نسبت است ز گس را به چشم هر چیت
 او عالم در فن شعر درست است تا هم اندک راه بدیدی داشته باشد
 ارباب سخن قلمی که در عارفان شعر قرار داده اند از و این معنی بیگانه و جداست
 سخن رس می فهمد مکین و له
 اشع را اگر آتش بیگانه میسوزد مکین
 اول اینکه آتش بیگانه میسوزد نیست
 از گذار خویش باشد احتراق باهنوز
 دویم اینکه لفظ هنوز در مصدر معنی ثانوی پدیده کار است

عالم اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد

مکین و له

خورد سال من اندر هم بجوری هنوز
 ای که م از طفلی ندارد طاقت دوری هنوز
 شاعر این مضمون را ظاهر از انانی دایه طفل بسته است و ماورای این
 لطف دیگر ازین عبارت مفهوم معلوم نمیشود

عالم اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد

مکین و له

لعل جان بخش بتان لغت از خط لازم
 نیست عیسی را از استغنا بسوزن
 شاعر لعل جان بخش بتان را عیسی او نمود خط را بسوزن قرار داده میگوید

عالم اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد

مکین و له

عالم اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد

عالم اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد
 که در درشت اسباب باغ در درشت اسباب باشد

کیا بیانی بر بسمل از راه شوقی
 از خندانم با کجای طفل خجاری کزان
 کار نیست از یاد دوست
 کار نیست از یاد اینان
 کار نیست از یاد اینان
 کار نیست از یاد اینان

در عالم نظر آمده
 در عالم نظر آمده
 در عالم نظر آمده
 در عالم نظر آمده

سری کشیده برای تناسب خاقان چین را در مصرع ثانی تصدیق داده
 در حمایت از بجزیر بگردش افتاده چو اسرار خلیج چین را یاد نفرموده که اثر
 حق تناسب برود ادای شنی فم معنی یاب را باید که بعد از استماع
 این بیت نیز در نشاط زده عمل بر این آیه کلام شریف نماید بضم کوا
 قلیلا و میگو اکثر مکین و لم
 این سبزه روزیست که می آید باز
 درین بیت بجز تناسب لفظ باز
 نزاع معنی دیگر پیدا نیست اگر لفظ میر شکار هم می بود با عقدا شاعر
 شعر ترقی میکرد مکین و لم
 از آفت و از بلا شرونی
 این قسم معنی شعر را ترقی مشکوس
 بیگویند در مصرع اول معشوق را از آفت و بلا افزون قرار داده اند و
 در مصرع ثانی بر بار گفته بعد از گفتگو شاعرانه است مکین و لم
 تا صبح بر غیر شب افغانه شنید
 در خواب می چون سخن خانه شنید
 معنی مصرع ثانی معلوم نشد که مدحای شاعر از شنیدن سخن خانه چیست
 و لم
 دل فرودگان از شور و شکر بر رویم
 قیامت را اینها شد کار با موته بیدر

کلمات سودا
 کلمات سودا
 کلمات سودا
 کلمات سودا

بوقیا جاسر سوائی خود کرد مکین
 در دنیا را چون دامن بر او است
 در دنیا را چون دامن بر او است
 در دنیا را چون دامن بر او است

بوقیا جاسر سوائی خود کرد مکین
 در دنیا را چون دامن بر او است
 در دنیا را چون دامن بر او است
 در دنیا را چون دامن بر او است

مکین
 که از دست او کرم و جیب دارم که بر تو
 که نقیض به نفس بود و در این صول
 دل او در دستش سیخ لطف و کرم
 و پیشانی فلک بود و پاره کرم

مکین
 که از غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد

دانم که دل از لاله بیاد تو ز خود رفت	بهرنگ به بوی تو اگر هست در گزیت
هست و نیست چه دخل دارد البته نیست چگونه رنگ لاله ما نا بومی محشوق	
مانند اگر شاعر ما هرے بود این مضمون را این قسمی بست اصلاح	
از دیدن گل رفت بیاد تو ز خود دل	بهرنگ برے تو اگر هست در گزیت

مکین وله

بسکه بے نام و نشان و بیکرم ترسم مکین	بچنان افتاده بگذارند روز محشرم
عاصمی گوید که این مقام شاد است که کسی بر روز محشر نرسد نه محل ترس است	
چرا که از بر خاستن روز محشر خوف باز پرس است چنانچه او شاد میگردد	
بر روز محشر فغانی ز باز پرس مترس	تو بسکسی و غیبت ترا که سے پرسد
و با اعتقاد فقیر چنین می گفتند شعر درست می شد اصلاح	
بسکه بے نام و نشان و بیکرم ترسم مکین	بچنان افتاده بگذارند روز محشرم

مکین وله

اگر کرد فلک نفس عجیب ارم که بر خیزد	بهریستم ریض ز گسنگ کار یار افتد
-------------------------------------	---------------------------------

مکین
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد

مکین
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد

مکین
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد
 که در این غم تو دل صدمه دارد

این بان نام از جهت بیزدان بود
 کلیم شیخ دون در مطالع و از وزن گذشت
 بر دو مصرع نشان در مصراع گذشت
 موافق مصراع اول مصرع ثانوی چنین
 این زبان هم از جهت بیزدان بود
 در مطالع چون در این نظمه از مصراع گذشت
 مصراع دوم مصرع اول
 چنین مصراع اول
 در مطالع چون در این نظمه از مصراع گذشت

طرح صحیح دون در مطالع و از وزن گذشت
 ریاضی مکین
 در خدمت تمام عالم و عالیان
 پیشتر از مکین منن طغیانه بر آن
 اینها که فخر از خاکساری سایه
 با چار بپوشان اجناس تابان

۹۹
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب

آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب

که این سخن باین قسم است		اصلاح
بهر خوشی سرگرم کردی قاتل خود را	بکین میریخ را خورشید گردن از قوی آید	
مکین		
شب بخوابم چون آن دلیر عیار نمودم	بخت خوابیده بر تشنگ آمد و بیدار نمودم	
عاصی گوید در مصرع ثانی لفظ تشنگ پر بیجا است	بخت خوابیده غاسق او نیست که بر وصل او بر تشنگ برود کار بخت خوابیده همین است که چنانچه	
در عاصی عاشق کار کند ز بر حصول مطلبش تشنگ برود با اعتقاد عاصی		
این مصرع ثانی بهتر از دست اصلاح		
شب بخوابم چون آن دلیر عیار نمودم	بخت خوابیده سراپا زد و بیدار نمودم	
بر لب بیدار ساختن سراپا زدن مناسب است	چنانچه شهر او شاد دست	
س		
در همه شهر کی فتنه خوابیده نماند	که سر مبارزه مرگان تو بیدار کردم	
مکین		

کلام ایستادگان
 در خدمت ساید
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب
 آفتاب از زو ساید
 ساید بر آفتاب

بمقابل شعر ریخته ریخته در قالب بیان می گنجد اولی آنکه طوطی ناطقه شکر کرد
 و غاسازم بجم قرآن دعا پر و ازم آئی تا در میاچه صبح پدید شتعار
 خورشید بخانه شام تو اندر پوست پیوسته صبح اوراق این دیوان
 که گدسته معانی ست از ظلمت شام شامت حرف گیران محفوظ با
 به حرمت البنی و آل الامجاد

جمع این اوراق از پریشانی مصنون
 است تا بر لوح امکان نقش هستی آشکار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیده در نعت حضرت سید المرسلین
 خاتم النبیین احمد مرتبه محمد مصطفی صلی اللہ

علیه و آله وسلم

هر چه کفر تابت کرده و تقاضای مسلمان
 هر سید اول ترک کجوتب لباس اپنا
 فرایم در کار تا باعث اندوه دل بود
 نه چون نیغ بی جوهر و گزیند عریان
 نهین که چرخ جمع سینه کوه حاصل جوهر پرتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 در نعت سید المرسلین
 خاتم النبیین
 محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آله وسلم

موفقان ارباب بنزله حضرت ابوعلی
 که بود بیغ با جبر او سے حرمت نامزد
 هر چه که در راه خاشاک حرف نامزد
 هر چه که در راه خاشاک حرف نامزد
 هر چه که در راه خاشاک حرف نامزد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 در نعت سید المرسلین
 خاتم النبیین
 محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آله وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 در نعت سید المرسلین
 خاتم النبیین
 محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آله وسلم

ہند کی خاک میں اجڑے بدن کا دین گل
 کہ اسے عمر ابد ہے وہ جو ان کو اہل
 اخذ و جریم ہوں بد و نیکی باکر و غل
 علم میرے یہ علم اور عمل ہے یہ عمل
 خواہ تغذیر کر اب اس پہ مجھ خواہ اہل
 سرفرو ہونہ مرا یا ان بدر اہل دل
 اپنی سرکاسے دان ماتھیل کا بدل
 دست ہمت نظر آتا ہے جہانکا نعل
 کہے کہ جین یدہ قہمت سے سہونے کا عمل
 لکھ گیا ہوئے تھے نام سے منشی ازل
 نجش اسے قوت بازو سے نبی مرسل
 نظم تجھ مدح کی بہت زکلام اول
 پھوٹے تانا میہ سے شاخ شجر میں کو نسل
 پاوے تانیر اعظم شرف از برج حمل
 دانہ کوچب تین کھینچا کرے خرمن سے نعل

یہ کر کچھ یہ گوارا کہ گزند اسکے سے
 جلد پہونچا بزین نجف اس عاصی کو
 یاں معاش اسپی نہ سچوں ہو وہ میں اپنی
 تجھے جو راستی کیا عرض کیا جانا تو
 جھکو کچھ عذر نہیں اس میں تیرا ہو میں غلام
 مدعا اتنی عواض کامے ہی یہ عرض
 میری قسم کے موافق تو معین کے
 ہاتھ پھیلائیے جا زیر فلک اسکے حضور
 لیکن اس امر میں سچ ہی عرف خلقت سے
 جو ہر جو در کم تھا جو زور تقسیم
 طاقت طول سخن آگے بھی تک سودا
 چاہتا ہے کہ آخروہ وہ عانیہ پر
 برآ پیدا کرے تابع میں ہر ایک نعل
 تامل خلعت لوز وز بہستان جہان
 خوشہ دیدگی خاک سوتا پہونچے ہم

ہند کی خاک میں اجڑے بدن کا دین گل
 کہ اسے عمر ابد ہے وہ جو ان کو اہل
 اخذ و جریم ہوں بد و نیکی باکر و غل
 علم میرے یہ علم اور عمل ہے یہ عمل
 خواہ تغذیر کر اب اس پہ مجھ خواہ اہل
 سرفرو ہونہ مرا یا ان بدر اہل دل
 اپنی سرکاسے دان ماتھیل کا بدل
 دست ہمت نظر آتا ہے جہانکا نعل
 کہے کہ جین یدہ قہمت سے سہونے کا عمل
 لکھ گیا ہوئے تھے نام سے منشی ازل
 نجش اسے قوت بازو سے نبی مرسل
 نظم تجھ مدح کی بہت زکلام اول
 پھوٹے تانا میہ سے شاخ شجر میں کو نسل
 پاوے تانیر اعظم شرف از برج حمل
 دانہ کوچب تین کھینچا کرے خرمن سے نعل
 ہند کی خاک میں اجڑے بدن کا دین گل
 کہ اسے عمر ابد ہے وہ جو ان کو اہل
 اخذ و جریم ہوں بد و نیکی باکر و غل
 علم میرے یہ علم اور عمل ہے یہ عمل
 خواہ تغذیر کر اب اس پہ مجھ خواہ اہل
 سرفرو ہونہ مرا یا ان بدر اہل دل
 اپنی سرکاسے دان ماتھیل کا بدل
 دست ہمت نظر آتا ہے جہانکا نعل
 کہے کہ جین یدہ قہمت سے سہونے کا عمل
 لکھ گیا ہوئے تھے نام سے منشی ازل
 نجش اسے قوت بازو سے نبی مرسل
 نظم تجھ مدح کی بہت زکلام اول
 پھوٹے تانا میہ سے شاخ شجر میں کو نسل
 پاوے تانیر اعظم شرف از برج حمل
 دانہ کوچب تین کھینچا کرے خرمن سے نعل

امام المتقین کے لیے ابن علیہ
 در مناقب حضرت امیر المومنین
 علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ
 علیہ السلام

ہاں کی خاک کو بے پیر شرف کیا ہے
 جہاں کے مرگ کو کتابے خضر عمر ہے
 جو کچھ کہ مجھے سے صدق سے تو باور کر
 خدا خواستہ اگر آسمان کی گردش سے
 خاک سے اوسکو ملا کر آگے وان ہون
 اگر وہ خاک ہے اوسکو شفا کی نیت سے
 ہے اسقدر وہ زمین نو سے ہو مالا مال
 اسی ہی غم سے جہا میں ظہور کرتی صبح

کہ فخر عرش ہو کر ہو و اوسکے قریب جو ہے
 خدا نصیب کرے مجھ کو زندگی کی کتاب
 عہد ہی سے فرنگی ہو جو کرے انکار
 قضا طیب ہونی اگر سبج ہو جا رہا
 جیلاوسن پار کے جا رہا کوشن سخت و
 قضا قضا ہی کرے ٹکا کر کرتے تکرار
 کہ جسکی رات کے آگے نہیں ہو ذکر و قرا
 ہمیشہ پیچہ غور شیدہ سو گریبان تارا

ہونگے و عفت میں اوسجا کے گر لکھو عین غزل
 مرا سخن رہے سر سبز تارا روز شمار
 شہر سنگ میں ہی رنگ انہا ہے انار
 نہو سولے زمر و عقیق وان زینار
 ہر ایک شاخ دوہن ہنہر ہوا کاویار
 اگر زمین پہرے ٹوٹ سببہ و زینار
 سبب لطف کی اوس قطعہ زمین یہ بہا

ہونگے و عفت میں اوسجا کے گر لکھو عین غزل
 مرا سخن رہے سر سبز تارا روز شمار

نہیں ہو اوتراوتے وان کیا ہے تارا
 گرا و سطر فیکھی ہو جائے صبا چمن کی پریش
 تو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان تلاش
 عجب نہیں ہو کہ ہوں اس سے اوانہ ہنہر
 غرض میں کہوں کیا پار و چمن میں قدیم

کلمات سودا
 ۹۰
 دنیا بچھتے تناسب اسے تو حیرت بار
 نہیں ہو خاک وہ ہے محل سے اجبات
 ہمیں و خاک کو رہو پیچھا رس میں
 اگر نہ خیر کرے ہمارا یہ بیچہ چہین
 کہ سبب تارا خاک سے کہاں چہین
 شہجے کو زندگی سے کیا ہوتے
 ابوزاب کے فرزند نے کیا ہوتے
 امام شریک و مغرب شہزادہ نے کیا ہوتے
 رموز ان کے فرزند نے کیا ہوتے
 قبول امام کے فرزند نے کیا ہوتے
 تو جو حیرت ہو کہ جنہر خاک در سے چہین
 منہ سنان و قضا اپنے ہنہر ہوا کاویار
 سبب لطف کی اوس قطعہ زمین یہ بہا
 عجب نہیں ہے کہ سبب لطف کی اوس قطعہ زمین یہ بہا

عجب نہیں ہے کہ سبب لطف کی اوس قطعہ زمین یہ بہا
 عجب نہیں ہے کہ سبب لطف کی اوس قطعہ زمین یہ بہا
 عجب نہیں ہے کہ سبب لطف کی اوس قطعہ زمین یہ بہا

کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک
 کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک

ہر کام آنکہ جہہ وستان بہر ووجہاں
 بے فکاک پرچہ و سہر جب تک قائم
 موالیان کے قدم سے نکالے اقبال
 قبول ہو وین بحق امیہ اطہار
 ہمیشہ دیکھے اسید طح چشم لیل و نہار
 جد انہو سیراعدے چکل ادبار

**قصیدہ در منقبت قرۃ العیون الحسنین اعنی حضرت
 امام کاظمین صلوة اللہ علیہ**

ہو روشن سخن کی مجھے اپنی جان تک
 خاموشی آئینہ کی کے حال سے خلق
 ہے ظالموں کو سختی دوران مدد کہ تیغ
 بے ماتم اس جہن میں نہیں خند کہ طرب
 افتادگان نہ لیں مدد غیر بہ اوج
 گرداب تک پہنچے سناور ہو پہن عرف
 سید مونسے سحر ہو سوا پناہ و عدا
 کیا اوسکی قدر ہو چو سپاہی نہو شب
 لاف سپہ گری تہیکے مدد راست باز
 پا بوس پر کسو کے نہ پیدا کرین عذر
 چون شمع زندگانی ہو میری زبان تک
 روشن دلونکا کام نہ ہو بچے بیان تک
 کاٹے دو چند پہنچو جو سنگ فشان تک
 بے کسو ت گود گل زعفران تک
 سایہ کو احتیاج نہیں زو بان تک
 تک رہا دے ان کے کسرتگان تک
 بہ کجا جرات سے گیار ہر زمان تک
 شمشیر نا اسیل کی قیمت کمان تک
 پاوے نذرہ حرف زبان سنان تک
 پہنچا و دیر سخن کوئی گردنکشان تک

کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک
 کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک

کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک
 کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک

کلمات سواد
 ۹۲

کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک
 کھنکھانے والی زبان تو سب کے لئے
 یہو جی تو نام نہ دینے کے لئے
 باران کے شب بیل اور روز بیل
 بن کا اوتھاب پھر تاب موقوف جان تلک
 رہتی بے بار طع زنگن کی زنگ
 کیا کام کوہین کو بیچان تلک
 لخت اور بھین کمان کو بیچان تلک

نہا کہ وہ گنبد زمین کہ جب کہ یہ شکوہ
 کہ کہنہ جانکے جگو جبا بقدرہ نے
 شمع نور سے خورشید جسکے قور کی
 زمیں کیا ہے مرصع ایسے جو اہر سے
 اگر نہوئے یکم باب دان کے صرف سے
 جس میں آئینہ ہر وہ نہور و روشن
 ہر ایک حلقہ از بخیر سقف میں ایسکے
 بیانیہن کیا کروں اس لطف کے تین جس
 مسان ویدہ پڑ آب عاشقان جاری
 دکھاؤں کسکو میں اس گنبد طلا کا کس
 ہوا جو دکھو یقین یہ کہ حوض کوثر میں
 ہے وہ حوض کہ نخل سے جسکے چشمہ خضر
 دلا طویل نہ کہ مدح غائبانہ کہ

حکایت کے دیکھ جسے دل میں پچ کھائے کھا
 بنا کیا ہے سرو سے آسمان طلا
 پلاک جھپکنے سو یک رہ بھی بہنیں ہننا
 ہے کان لعل سے خالی گہری پوریا
 پناٹے لعل یہ قیمت نہ در کو ہو یہ ہیا
 غبار دے سے یہ اوسکے اگر نیا سے جلا
 عجب ہی لطف سے ہر قسمی کو نصب کیا
 پھینسا ہوا لطف میں مجرب کے دل عاشق
 ہو اوسکے سخن میں ایک حوض خور کو
 کہ جب طریق ہو پانہن اوسکے جلوہ نما
 کہ ہے ہوا ان کے گرد و سنے آفتاب شنا
 ہمیشہ پردہ طلا ت میں بس ہو جیسا
 نیاز لیکے یہ مطلع حضور میں تو آ

نہا کہ وہ گنبد زمین کہ جب کہ یہ شکوہ
 کہ کہنہ جانکے جگو جبا بقدرہ نے
 شمع نور سے خورشید جسکے قور کی
 زمیں کیا ہے مرصع ایسے جو اہر سے
 اگر نہوئے یکم باب دان کے صرف سے
 جس میں آئینہ ہر وہ نہور و روشن
 ہر ایک حلقہ از بخیر سقف میں ایسکے
 بیانیہن کیا کروں اس لطف کے تین جس
 مسان ویدہ پڑ آب عاشقان جاری
 دکھاؤں کسکو میں اس گنبد طلا کا کس
 ہوا جو دکھو یقین یہ کہ حوض کوثر میں
 ہے وہ حوض کہ نخل سے جسکے چشمہ خضر
 دلا طویل نہ کہ مدح غائبانہ کہ

مطلع

نہا کہ وہ گنبد زمین کہ جب کہ یہ شکوہ
 کہ کہنہ جانکے جگو جبا بقدرہ نے
 شمع نور سے خورشید جسکے قور کی
 زمیں کیا ہے مرصع ایسے جو اہر سے
 اگر نہوئے یکم باب دان کے صرف سے
 جس میں آئینہ ہر وہ نہور و روشن
 ہر ایک حلقہ از بخیر سقف میں ایسکے
 بیانیہن کیا کروں اس لطف کے تین جس
 مسان ویدہ پڑ آب عاشقان جاری
 دکھاؤں کسکو میں اس گنبد طلا کا کس
 ہوا جو دکھو یقین یہ کہ حوض کوثر میں
 ہے وہ حوض کہ نخل سے جسکے چشمہ خضر
 دلا طویل نہ کہ مدح غائبانہ کہ

نہا کہ وہ گنبد زمین کہ جب کہ یہ شکوہ
 کہ کہنہ جانکے جگو جبا بقدرہ نے
 شمع نور سے خورشید جسکے قور کی
 زمیں کیا ہے مرصع ایسے جو اہر سے
 اگر نہوئے یکم باب دان کے صرف سے
 جس میں آئینہ ہر وہ نہور و روشن
 ہر ایک حلقہ از بخیر سقف میں ایسکے
 بیانیہن کیا کروں اس لطف کے تین جس
 مسان ویدہ پڑ آب عاشقان جاری
 دکھاؤں کسکو میں اس گنبد طلا کا کس
 ہوا جو دکھو یقین یہ کہ حوض کوثر میں
 ہے وہ حوض کہ نخل سے جسکے چشمہ خضر
 دلا طویل نہ کہ مدح غائبانہ کہ

اشاد کی سب سے زیادہ تہنیتیں اور تہنیتیں
 تہنیتیں اور تہنیتیں اور تہنیتیں اور تہنیتیں
 تہنیتیں اور تہنیتیں اور تہنیتیں اور تہنیتیں
 تہنیتیں اور تہنیتیں اور تہنیتیں اور تہنیتیں

پکڑی جو لوگ نے کہیں کھیتی سوچ کر
 یا شہب کو یا لکھو نسلے میں جگنو کولا کر
 صاحب سخن اس طبقہ شعر میں کہی ہیں
 مصرعہ میں اگر مشہد معنی ہو تسلیمند
 تقارہ کا مضمون بدستی جو یہ باندھیں
 سمجھیں بہن کلام اپنا بہ از سورہ یوسف
 کرتے ہیں مجالس میں پھر اسکو بہ بدنی
 اس خط کے عہد سے وہ نہ براویں
 اوستاد کی آنکھ ہوا محو کو یہ نصیحت
 اتنا تو ملازم رکھو الفاظ کا ملحوظ
 جتنا کہ نہ منظوم ہو پاسنگ ترزو
 تم شعر و سخن اپنے کی بندش میں کمان
 چہرہ کو نہ معشوق کے و شمع سے تشبیہ
 مضمون جو قدر زلف کا معشوق کے باندھو
 ملحوظ قرآن رکھو ہر آن نظر میں

جسما کہ نہیں باؤ کوئی جیسا گلان گیر
 جانے یہ دل اپنے میں کیا ماہ کو شیر
 ہم بزم سخن دانگو نہ لستے کرے تقریر
 زعم اپنے میں سمجھ میں کیا پیل کو زخیر
 کو سلسلہ الماک کے ٹھونکیں جو دم زبیر
 معنی جو بہن سو خواب فراموش کی نصیر
 سامع کرے سختیں میں اونکے جو کہ زبیر
 جو ملک سخن کے ہیں ہمتوں نہیں مشاہیر
 لفظی نہ مناسب ہو تو کچھ مت کرو تخریر
 بے پنجرہ ناخن نہ لکھو دو دھڑا تم تہیر
 باندھو نہ کچھ شعر میں تم لفظ شکم سیر
 بولو نگہ یار کو یارو نہ کہو تیسر
 ناز لفظ کو باندھو نہ کسو شکل سے گلگیر
 لکھو الف و لام کے سپہارہ کی تفسیر
 مرجع ہو موت تو ضمیر اوسکی بہ تہذیبیر

یہ وہ ہے نہ کمان حیدر انکی سے جاگیر
 ہووے نہ کمان حیدر انکی سے جاگیر
 اتنا ہی جتنے نہیں نادان سے جاگیر
 حاصل نہیں ہوتی جو کچھ ان کے جاگیر

۵۹
 حیات و موت
 حیات و موت حیات و موت حیات و موت
 حیات و موت حیات و موت حیات و موت
 حیات و موت حیات و موت حیات و موت

حیات و موت حیات و موت حیات و موت
 حیات و موت حیات و موت حیات و موت
 حیات و موت حیات و موت حیات و موت
 حیات و موت حیات و موت حیات و موت

اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے
 اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے
 اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے
 اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے

لاشعوب عجب نہیں جو ہما بیضہ جناب
 رکے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
 معراج امتا اسمین جو اسجا ہو بارباب
 کر نیسے اب تقدی کہ اتنا ہو جناب
 پر گیری میں لگائیے جسکے پر عقاب
 از دست محتسب کوئی تا پامی احتساب
 ہو جائے کیا عجب عرق بید گزشتہ اب
 تیری وہ تیغ قبضہ ہو جسکا سیاہ تاب
 سکر نہیب فقر کو تیرے کہ عتاب
 کلن جائے بادندہ سنی نیرازہ کتاب
 ترکش کا چھٹ خطوط شعاعی نہیں جان
 مینے کہا ہے مطلع روشن یہ انتخاب

دریا کو سیرگشتی سے تیرے ہو پیرت
 روشن دلون کو گرنو مسجد دور ترا
 معراج وہ بنی کی جو ہو عرش کے پرے
 یہ عدل ہو ترا کہ قوی کو ضعیف پرے
 کجشک کے چلے نہ وہ تیر آشیان تاک
 پہنچا نہ تیرے عہد مبارک میں لیکر وڑ
 ہیبت سے کا پتی ہے مناہی اب مقدر
 سامان تیرہ روزی ہو بہر سرعد
 کیا تاب ہو عدو کی جو ٹھہرے در حضور
 ہر پرست پرت کوہ کا یون اور چلو کہ چون
 بزماہ نو قریبہ نہیں نچھ گسان کا
 اوس خش برق شش کی تیرے وصف میں

مطلع

چالاک تر خیال سے اور وہم سے شتاب
 آتی ہو پاس جسکے عرق سیر از گلاب

رازو نہیں اوسکو صورت سیما بضرط
 گلگون بھی اوسکو کیے تیری پہ سخن بجا

اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے
 اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے
 اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے
 اور خطاب جسطرح شفقتی جواب کی برزخیال سے

وزیر الملک عبدالملک
 نظام الملک احمد
 وزیر الملک عبدالملک
 نظام الملک احمد

سنگ کا رنگ بیلو یا زین صف و رنگ
 ان کے رنگ سے ان کے رنگ سے ان کے رنگ سے
 ان کے رنگ سے ان کے رنگ سے ان کے رنگ سے
 ان کے رنگ سے ان کے رنگ سے ان کے رنگ سے

عدل پر صبر میں اور کسی کو کہہ کر اس طرح
 کرے دیوے تو چاک کتان کو انصاف
 راج اتنی ہر مردت کہ غزلو کو لینگ
 دور میں اور کسی ہو یا تھکے ہنہات لیل
 ہمت اور کسی پہ نظر کج تو آکان کے بیچ

مطلع
 ہتھیے ہتھون نہ فقط لڑے زمین پر ہر ایک
 ہو کر بار تھو آگے جو سحاب نینسان
 آگے نچھ بجر کرم کے صدف پر گوہر
 چل سکے ہو نہ کسی امر میں نہ ہر حکیم
 حلم تیرے کے جو ہوزن تھاکے کچھ سے
 بار تھو حلم میں ہو یہ کہ تیسے وقت خرام
 صدر لیا کمر کا وزین کو پہونچے
 دست دوران کو الید کا ہر شہہ کا
 پیل و نیا نہیں کچھ پیل کا پشہ کو کام

شعلہ پت کو بھی نہ رہ لکھی خار حاک
 تازہ رشتہ کے پیلے ماہ کی کھوسے چک
 اس طرح سمجھے ہو فرزند کو یا بے مالک
 کنتکس سے پٹ اوٹھ بنگ سداز پر
 واپسی پہونچو ہو دو صد بار پہ مطلع تک
 بار احسان گیتے ہو و تو پائنت فلک
 برق ہو کر تپسہ او سے ماہے چنک
 مٹھی اور سکی ہو جسے نکلے بشت چیک
 ہر سے لے کے تیسے وہ شے تا و تنک
 ڈال دیوے زرہ سہو و خطا کوئی ملک
 ہوئے وہ بھی اگر مر کر خاکی کو دھک
 شناخیں ہر چند وہ کچھ لے تو لکڑہ آسک
 انہرہ قمر کی سمیت تڑپ جائے ٹھٹک
 حول تو سے تے چاہیے ہکا و سکا کاک

مطلع
 اس کا رنگ کی اس کا رنگ کی اس کا رنگ کی
 اس کا رنگ کی اس کا رنگ کی اس کا رنگ کی
 اس کا رنگ کی اس کا رنگ کی اس کا رنگ کی

سینہ و فہرہ سے تھکے ہوئے ہونے سے پہلے
 چھپا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
 چھپا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ
 چھپا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ

<p>چرخ گوہر میں شام و اہم کروں تو وان آئینہ سخن پہ معانی کے شکل کا لالہ راوس کے یہ پھرین اپنے جسطرح صنعت بین شعر کی غزل پنج بیت کا نچو نہنگ جو معانی سے کام ہے یعنی شجاع الدولہ بہادر کے فیض کا کہ اس غزل کو در کہ تیری جناب میں</p>	<p>وزہ سکتے نہ صاحبی نہنگ رنگ نہنگ رکھتے ہیں جنگی لفظ نہ رنگ نہنگ نہنگ کہتے سخن کا وسوسہ نہنگ نہنگ نہنگ کہتے ان یہ قافیہ کو نہنگ نہنگ نہنگ سمجھے سخن کو کیا کوئی نہ چنگ نہنگ نہنگ بہر پتیا ہو جسکے لاکھوں ہی نہنگ نہنگ نہنگ داد اسکا چاہتا ہو بہر نہنگ نہنگ نہنگ</p>
--	--

غزل

<p>دیکھا جو ریکو گیم نہنگ نہنگ نہنگ گزنا پریشانی جو پانا اور خونی بیخ کیا تجھ کو کھل کو نسبت کہ کئی طرح ساقی نے بھر کے جام زہر کو یہ کس دیا وہ این کہ اکون درد دیوار باغ کا نہیں بجا جو منتہم ہے کہ کیے سخن کے پیچ تیری گوہ زبان جو کہ چہرہ ہر آن نطسقی</p>	<p>کچھ ایک سا رکھیں ہیں ہم نہنگ نہنگ نہنگ یاد و وقار لگے ہیں ہم نہنگ نہنگ نہنگ بہر پتیا سکتے ہو کوئی ہم نہنگ نہنگ نہنگ ہم بادہ اسپین خوش ہم نہنگ نہنگ نہنگ رکھتا ہے یاد بن غم ہم نہنگ نہنگ نہنگ اتنا بھی دہر کا جو کچھ نہنگ نہنگ نہنگ ہوں گلستان کے کچھ ہو بہر نہنگ نہنگ نہنگ</p>
---	---

چون حلقہ ہونیکے جو وہ شہر کے ہون
 کا لیے بین ہونیکے جو وہ شہر کے ہون
 عاشق کا رنگ نولون کہ مستوف کے ہون
 جلد بیکار ہو سکے دیکھ کے ہون کیا ہیں سب کو
 اوسکے کمان کا وصف کروں کیا ہیں سب کو
 شہر و جبارم سے تا مادنگ رنگ نہنگ نہنگ
 شہر اسکے بن چلے ہو کہ اجن کے سگنوں کو

۱۱۵
 کتبہ جامعہ لکھنؤ
 کتبہ جامعہ لکھنؤ
 کتبہ جامعہ لکھنؤ
 کتبہ جامعہ لکھنؤ

چند بہادر درم زور جنک
 چرخ گوہر میں شام و اہم کروں تو وان
 چرخ گوہر میں شام و اہم کروں تو وان
 چرخ گوہر میں شام و اہم کروں تو وان

باندہ دین باکون کا اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال

شرق و غرب تک عب سے تیرے کا
 او سکی خونریزی سے بلین فوج عد و گھو گھو
 کا فوجی و موذی و منافق ملد
 کیا بیان تجھ سے کروں وصف پر گار سے
 شست انداز سے تیرے ہو عد و کیا تیر
 تیرے شہزاد کے جلوے تیرے جو دیکھے
 پہونچ کر کہا و سکو چلا و یکے تیرے ہم دگت
 دیکھے و سپر و تجھے وقت کما زار کے
 تیری پیکر میں جو دیکھا ہو میں او کا تھیار
 روز میدان وہ اگر فرج عد و پر کر کے
 تیرے ہاتھی کا بیان تجھ سے کرو نہیں لیکن
 رفعت و شان ہر گئی میں کون کہا او سکی
 اسطرح مستک نگین پہ ہوا سکی گجیاگ
 جلوہ گر ہیں شہب سچو رہیں گویا دوشع
 پائل تبادہ چلے ہے کہ سے ہا در کر

باندہ دین باکون کا اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال

دھاک ہر رخ ہونہ کی تیری ہنسال
 جون ہر نو سے فرم کے پلٹنا ہوسال
 ایک چورنگ ہو چارونکا اسو ہنسال
 سایہ ہر شوت ہونہ تیری پیٹھ پہ ہوسال
 دائم انگشت و قضایا کے تیرے ہو ہوسال
 سکے وہ او سکو کہ پتیا زردہ حسن ہوسال
 سالماگر وہ در کین دوٹنے کا استعمال
 ہے حیران نشانی کی طرح چشم خزاں
 برق کے ابرو ہو این نظر آئی تھال
 ہر زاز ساعت لاکے صحتا عدایہ وال
 چھوٹا منہ اور بڑی بات نہیں اور کا
 مرتفع جبکے مہ و ہر سے ہو میں گھنسال
 جون فلک پر شفق شام میں نگو ہوسال
 حسن کو و انون کو اسکے جو کیا ہنسال
 جھٹے دشمن کے تیرے عمر ابد جسکی چال

باندہ دین باکون کا اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال

۱۱۷

باندہ دین باکون کا اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال
 اور سے ہوا حال

دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ
 دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ
 دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ
 دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ

مطلب ثانی

باد کی مروت کے طلب سوسہ سنگ
 وان اوٹھ کے گدین دوڑ بیٹھا ہوجان
 نت مہر و وفا عا کر کہین شرم و حیا سنگ
 دل مرغ کے سینے پر گویا باز کا ہو چنگ
 نیشے کا اونھونکے ہو ٹھکانا جگر سنگ
 چھٹا و سکر وزیر اب ہو جسے ہند اور
 اون نام مفصل نہیں اب کا پڑھ سنگ
 چلو میں ہمند رہنیں آتا ہو کسی سنگ
 جو ام شریف اوسکے بھنے کا ہو سنگ
 جو خوبی ہے دنیا میں لگو اوسکو نہ پان سنگ
 عاری رہیں مولج کو کنکر لب سنگ
 لانا لبون تک کوئی غیر از جرس زنگ
 وسعت بھی زمانگی حضور اوسکو سنگ
 ہمت کا جہان یح سجلا سکا ہو سنگ
 ہیبت بھان اوسکے ہر صا اور سنگ

ہو خام طمع کو قدر جہنم سے ان کے
 اظہار کہین کو سے دین جہنم میں سر
 او پھر تڑپنے اونکے دل ویدہ کہ اطراف
 جہان سے گرفت اتنی ہو یہ ما حضرا پر
 ہے افسے غلط چاہیے صبا و زخم
 دنیا میں توقع نہیں انسان کو کوسو
 کیا منہ ہرا اور کیا لب لجر ہو کہ اوسکا
 اس بحر میں وہ نام بزرگ دی سو کیونکر
 ان بیٹوں کے ہر حرف سر صرع نظر کر
 شہہ جو بیان کیجیے انصاف کا اوسکے
 اطراف و کرم کا جو شمار اوسکے کردین
 انصاف یا ب عہد میں اوسکو کہ فریاد
 و کیا نہ یہ میں حوصلہ جزا اوسکے لشکر کا
 فعل اوسکے تین بخشے کنکر سے کین
 باز و کا اوسے زور شہ ہند کا کیے

کے ہر حرف سر صرع نظر کر
 شہہ جو بیان کیجیے انصاف کا اوسکے
 اطراف و کرم کا جو شمار اوسکے کردین
 انصاف یا ب عہد میں اوسکو کہ فریاد
 و کیا نہ یہ میں حوصلہ جزا اوسکے لشکر کا
 فعل اوسکے تین بخشے کنکر سے کین
 باز و کا اوسے زور شہ ہند کا کیے

کتاب سورت
 ۱۱۸

دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ
 دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ
 دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ
 دل سے غائب کو ماب ہو بہت سنگ

باز سے وقت کے بیان دو عالم ہے نیار
 ہر دیکھی کوئی کا نیکو کا کب ہمیں
 ہر دیکھی کوئی کا نیکو کا کب ہمیں
 ہر دیکھی کوئی کا نیکو کا کب ہمیں

لھینچا ہو زبس سر نیک ل سے تیرے
 آتش لہو یون آب میں انصاف کے تیرے
 تجھ چشم کا ہو تر گس شہلا چمنستان
 دل بھرنہ گیا شہوہ احسان سے تیرے
 پس جو کوئی تجھسا ہونسا وہی ہو مجھے
 جس مرتبہ میں تجھ کو سمجھتا ہوں میں مدوح
 کتنے سخن واقعی میں عرض کیے ہیں
 سو وہ اچل لگا کہ یہ جاو اد ہے
 قبضے میں تے قوت تیرے تیرے
 پرواز ہما جب ہو سوے اور ج سعاد

بیران کی طرف دیکھ کہ ذرہ ہمیں
 آئینے میں جس شکل ہو عکس رخ گنگ
 پاتا ہوں مروت کو تین اور تین
 خالی ہو کوئی در عدن سو جن گنگ
 ہرگز نہ سے مانیو کب مجھ میں ہیں پود
 یہ مع تو وان عار ہے مدح سو ہو گنگ
 خواہ او کو گہر سمجھے تو اب خواہ انھیں گنگ
 کر قطع سخن کا تو دعائیم یہ آہنگ
 لے شام سے تار دم رہو دم سو تاز گنگ
 شہباز کا طالع کی ترے او سپہ رہو گنگ

در مدح نواب زیر الممالک شجاع الدولہ بہادر بہر جنگ

خون مرے دل میں نہیں تشنہ ہو گیا زانا
 اگر دشت دہران آنکھوں کی بلا گردان
 جہنم سے ہوئی آبرو سے چشمہ خضر

شہر سے ہوئی تری پونجی ہو آتش گداز
 بخت برگشتہ کا ہر گان کے تصدق
 دم جیسی کیلیے موج بسم و مساز

بیران کی طرف دیکھ کہ ذرہ ہمیں
 آئینے میں جس شکل ہو عکس رخ گنگ
 پاتا ہوں مروت کو تین اور تین
 خالی ہو کوئی در عدن سو جن گنگ
 ہرگز نہ سے مانیو کب مجھ میں ہیں پود
 یہ مع تو وان عار ہے مدح سو ہو گنگ
 خواہ او کو گہر سمجھے تو اب خواہ انھیں گنگ
 کر قطع سخن کا تو دعائیم یہ آہنگ
 لے شام سے تار دم رہو دم سو تاز گنگ
 شہباز کا طالع کی ترے او سپہ رہو گنگ



نقد جان پر نہیں راضی جو اردن اور پیکار
 مال دزد تھا سو دیا عشق میں تیرا
 دل کی کوئی نہیں سکتا میں کوئی غار
 کوئی اسٹا نہیں ہو جادو سے پیکار
 اسٹا نہیں ہو جادو سے پیکار
 اسٹا نہیں ہو جادو سے پیکار
 اسٹا نہیں ہو جادو سے پیکار

حق و عالم بین راستے تجو سدا با اعزاز
 نیز نے اعدا بہن نظر و بین تانہ زلیں

اصناف و صفاتی شست و
 سمان و صیدہ و زعفران

اعلام بہتے نہ کہے کہ پونہ کام تہ
 ہے ان کمان حلقہ کبوش و غلام

اور لکے رہ جاسے جہان و سکتے تگا پو کی گرد
 کیا گردن و صف تری و فیل فلک سیکر کا
 یون ہماوت کی ہو اوں متک نگین پہ
 حسن میں سیاہ قلم کی ہو وہ تصویر اس
 اسطرح دانو بہن ہر طوم ہو اسکے جیسے
 پائل سیا کہ عجب کیا ہے بوقت رفتار
 بے تکان بیڑے ہو دریا میں ڈھانسی
 استفد رہے وہ دلاور کہ روز ہیا
 لاکہ گرد تو پدغے اسکے جاذبی تو وہ
 عرض اس نظم سے تو یہ نہ سمجھو مدوح
 خلعت و اسپ گہ تریے نہ گے کچھ چیز
 ہو تصدق جو مقرر سیری خاطر او سین
 بہر پوشش مجھو ملتا ہو وہ جامہ جس کا
 مجھکو کچھ کام نہیں تو مجھے جو چاہو رکھ
 مطلب اس یہ جو سودا ہو زرا پر غلام

طائر وہم کو پوچھا و نہ و ان تک پر دان
 نابند اپنی زبان سے نہ سخن ہو آغاز
 ماہ نوجون شفق تمام میں ہو جلوہ طراز
 خانہ صنعت حق کی نظر او پر دان
 سویم سے کہ ہوں کوتاہ دن و رات اور
 سایہ اپنے کو رکھے ہر ہی اپنے سے بار
 رنگ کھا تو بہن جسے دیکھ سوران جھا
 استقامت کر مو او سکی جگر گوہ گراز
 سمجھے پتہ کی طین او کی و غابین آواز
 کہ طبع پر تریے مداح کی ہو عرض نیاز
 نہ وہ میں ایسے تجھ پاس کروں دستار
 نکمیں شیرین کو ہو ذائقہ سے سیر کام
 دامن آلودہ کی گو حرس کہ ہنابے بار
 میں ہوں بندہ تر لا اور تو ہو مرا بندہ نواز
 اور کیا ہو سکے جزیہ کہ دعا بعد نام

اوتنا ہی چست بیٹے ہو ادا بان تمام
 خوبی کا حق کرے ہو عاشق اد سپہ ہو
 قربان چاہیے لب معشوق اد سپہ ہو
 اس سچ سے ہاتھ کے بونے سبھی کہ
 تودری چو پے سوا جیل کا پیر تیر
 پونہ تریے اسکے ہاتھ سے جڑا تھی ترے

۱۲۱
 شست و

ہون بیل کھینچی علم یہ پیشہ
 بیاد کس سوارت ایسا کہ ام تیر
 پونہ تریے ان تری تری جس
 پونہ تریے ان تری تری جس
 پونہ تریے ان تری تری جس

بہتے نہ کہے کہ پونہ کام تہ
 ہے ان کمان حلقہ کبوش و غلام
 اوتنا ہی چست بیٹے ہو ادا بان تمام
 خوبی کا حق کرے ہو عاشق اد سپہ ہو
 قربان چاہیے لب معشوق اد سپہ ہو
 اس سچ سے ہاتھ کے بونے سبھی کہ
 تودری چو پے سوا جیل کا پیر تیر
 پونہ تریے اسکے ہاتھ سے جڑا تھی ترے

پہلی زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 دوسری زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 تیسری زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 چوتھی زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 پانچویں زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 چھٹی زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 ساتویں زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 آٹھویں زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 نوویں زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے
 دسویں زبان سے کہوں کہ وہ بیان ہووے

نہیں ممکن کہ وہ بیان ہووے
 دو رٹھو کر کے گروان ہووے
 اس قدر زیر آسمان ہووے
 بدتر از گرد کاروان ہووے
 کبھی اور قفل پاسبان ہووے
 قاصر اب کہنہ میں زبان ہووے
 چاہے رشتک خسروان ہووے
 کہ نہ وان پیل و پلبیان ہووے
 نہ پھر کتاب زیر ان ہووے
 کہ نہ قیمت میں جو گران ہووے
 نہ طلایا نہ نہ نشان ہووے
 جس پتاسونہ میمان ہووے
 پیر ہو کوئی یا جو ان ہووے
 آصف لذولہ اور ہمان ہووے
 تو ہ اور عسرا و ان ہووے

خلق کو اس قدر ہے استغنا
 رہبر و آگے اگر پڑا ہو گھر
 کبھی دیکھا نہ یون کہ زبے قدر
 رہ نور و تکی نظر و نہیں آسیر
 در گنجینہ پر نہیں اب رسم
 مستول یہ خلق ہے جس کی
 جو گہار و زشب کہ سائل تھا
 در و دروازہ یون ہے اب کسکا
 کون ہے جسکے تازی و کبھی
 نہیں برین کیلے اب وہ لباس
 نہ کوئی باندے جب تلمک ہتیار
 حزان نیت نہیں ہے ایک کاپون
 عین و عشرت سے ہے سدا ساز
 ہو جو کچھ جس کئے ہے اسکی عطا
 و کیسکر جبکو خلق پرے ہے

کلمہ کلید
 ۱۲
 کب و آتش سے تن میں جان ہووے
 و برین حسن خلق سے پیکر ہووے
 خلق رطب اللسان بیان ہووے
 بوسے مذکور خلق سے فی انفور
 و بن خلق عطر وان ہووے
 دہن سے بجا نوا ان ہووے
 کب تو ان کے حافظت کو
 و آہ خاک کی حفاظت کو
 باو شہد آسے پاسبان ہووے
 شاک اس عین میں ہووے
 چہتے پتھر کی زبان ہووے
 دل پہاڑ سے عسرا و ان ہووے
 رکات او سکا سپر کی او سکی
 روز سیدان سکا سکا ہووے
 کوئی او سکا سکا ہووے
 دیدہ زخم خون چکان ہووے
 تیب

کلمہ کلید
 ۱۲
 کب و آتش سے تن میں جان ہووے
 و برین حسن خلق سے پیکر ہووے
 خلق رطب اللسان بیان ہووے
 بوسے مذکور خلق سے فی انفور
 و بن خلق عطر وان ہووے
 دہن سے بجا نوا ان ہووے
 کب تو ان کے حافظت کو
 و آہ خاک کی حفاظت کو
 باو شہد آسے پاسبان ہووے
 شاک اس عین میں ہووے
 چہتے پتھر کی زبان ہووے
 دل پہاڑ سے عسرا و ان ہووے
 رکات او سکا سپر کی او سکی
 روز سیدان سکا سکا ہووے
 کوئی او سکا سکا ہووے
 دیدہ زخم خون چکان ہووے
 تیب

اور پھر میں اس کے لئے خواہی ہوں
 ہو گا تریب و کلب کے دن کو
 ان بیماریوں کے لئے اور اور
 اور طوطا کے لئے اب وہ انسان کا
 اور پھر دونوں کے لئے صفا
 چارچون سے ہر ایک کے لئے
 دم و سودے ہر ایک کے لئے
 عیسیٰ اور یار و نہیں ہو دو
 عیسیٰ اور انسان کا نہیں
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے

ہر ایک ہو شرف اندوز زبان بد نینوال
 پے حصول سعادت بدرگہ اقبال
 ترافز و وسیلہ ان سے بھی ہو جاہ و جلال
 غلام داعی ہو اختر کا تیرے بدرگہ کمال
 کس طرح کا کوئی نذریان کر و زوال
 قنطاری عید جو لایا ہے عزا سوال
 جوان ہو جب تین ایسیے قبلہ آمال
 سدا بخون عدو تیغ خون شفق بین لال

کوئی تو سیم کوئی زر کوئی لہر کوئی لعل
 ہوا ہو بندہ بھی حاضر در سخن لیکر
 اگرچہ تو ہے سہمی بے جھٹلاؤ
 تری تھلی طالع ہے کہ چرخ او پر
 عروج جاہ کی آگے ترے نہیں کہ قدر
 مگر یہ تیرے نمایاں ہیں آستانہ کی
 یہی جناب میں حق کہ دعا ہو سودا کی
 ہے مجھوں پہ سایہ ترا سپر کی طرح

پیر لازم کہ کسی کا سبب ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکم کے لئے ہر ایک کے لئے

قصیدہ در مدح حکیم میر محمد کاظم

شرف اسبہ اطباء ہیں جہا نہیں باہم
 فہم کی گوش جو اپنی تو نہ رکھتا ہوا ہم
 یہ ہو حسین تو پھر سیف بھگت اور سکی فہم
 جو کما یعنی ان چیزوں کا ہو دو عالم
 ہوئی فی الغیر جسے اصل مرض مستفہم

علم ظنی ہو طبابت تو یہ سن رکھ ہمدم
 قاعدہ فن طبابت کا بیان تجھے کروں
 کام اس فن میں کہو سب سے تھو خفیض
 فی الحقیقت ہو اطباء میں وہی شخص طبیب
 جنہیں نبض سے اور لون سے قارورہ کے

حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے

حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے
 حکیم کے لئے ہر ایک کے لئے

اندام جو بار بار پاپ عاقلان سے
 کتبہ جاجو ویکھون ہوں کیا لیل کر یا بنا
 جاتا ہے نستان سے جو رویدگی پویم
 ہوتا جو اس یقین کا دلین و بین
 تہا جو اس یقین کا دلین و بین
 تہا جو اس یقین کا دلین و بین

معمول سے زیادہ مفید ہوں لگی سال
 پس ہلکار لالہ خود سے یہ کہین
 و گلے ہزار رنگ کے ہنسا دین ابر کو
 تقسیم کر دین فرقہ بچھو جان حل بندین
 کہ دین کہ چار ہرے گلشن کو صحن باغ
 بار و دو گولی پیرخان میکہ کے بیچ
 بند و قین بکشتیوں کے بھر بھر کہ بیچے
 جتنوہین ذنوار جہان بیچ اب کرین

جس طرح چاہیے کہین اس فرج کا سنگار
 رنگین شتاب مشک فیلان کو ہزار
 بیچ ہوا ملک ہو زرہ پوشا کی بار
 دین دو پنے رسالہ گل ہو امیدوار
 چار آئینہ کونج کے رہین مستعد کار
 رکھین نہ اب سولے مگر کیسہ نہ ہنار
 آکر شتاب صحن چین میں کرین نہار
 پیشہ وہ کرتے بجائے کا اختیار

باہر اگر نہیں تو اسے آن دکھیے او
 پایا ہے امر مطلع ترے نے اشتہار

ترکش لگا کے دینے کو تصویح بہار
 لازم ہو تجکو پیکے تڑاب طرب کا جام
 ایک گلزمین نہیں کہ جہاں آب تپ سے
 غصے سے سگر کے مرنے ہیں کہ بیچ
 بن خود ایک دم نہیں ہنسا سر حباب

گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہو اہوار
 گر مرے تو سیر گلستان کرا کی بار
 کرتا ہوں وے کھینچ کے شمشیر گیار
 گرداب ڈھال وے کے ہمارے جو جب کما
 ڈالے رہو ہونٹ پہ چلم سنگ آفتاب

گر پارچہ بھی اپنے سے چکا چارچہ سدا
 کھجالی کی طرح سے نیکو ابدیدہ پیار
 تھاجستند کہ نہ بھلا و شکار سے بیزار
 ستار زمین سے جو بہل و شکار سے غریب
 آسودگان خواب علم میں جھٹکتا رہتا
 اوٹھکے خاکدان سے کہیں شہر آشکار
 کرتے ہیں طائران چین اب بیز مروت
 ۱۳۵
 پاپ عاقلان سے بار بار
 کتبہ جاجو ویکھون ہوں
 جاتا ہے نستان سے جو
 ہوتا جو اس یقین کا
 تہا جو اس یقین کا
 تہا جو اس یقین کا

بہار
 بکشتیوں کے بھر بھر کہ بیچے
 ذنوار جہان بیچ اب کرین
 لگا کے دینے کو تصویح بہار
 جام
 جہاں آب تپ سے
 مرنے ہیں کہ بیچ
 نہیں ہنسا سر حباب
 گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہو اہوار
 سیر گلستان کرا کی بار
 کھینچ کے شمشیر گیار
 ڈھال وے کے ہمارے جو جب کما
 ہونٹ پہ چلم سنگ آفتاب

ایک چمکھن دولت براق کا
 بعد ازین پیدائش ہو کر
 اب ہم کو خزان ای کی بگلا
 گلہ نشی کی طرح جو پوچھے زینش
 دین نی میں سے تو ابھی یا نہ علم
 نہایت سے عویذ تو کا فریاد
 یہاں ایک اور سانس کا بولن

وارہ زمین کمان سیدہ نوزدر کنار
 ہو پشت پر حریف تو نکلے جگر سے پار
 مانگے ہو رنگ بید سے خنجر کو ہر چار
 قمری ہر ایک کنتی ہو یون نعرہ مار
 لڑیو قدم کو گاڑ کے یار ان طرح
 شہر چین میں آن کے وہ ناواں زار
 مائی تو باری آن کے سے عصا کا
 کتلاو گرچہ ہاتھ میں شیشہ ہو میر پار
 کنتون کا سر میں توڑو نگا پتھر ہی پار
 کچھ آگ سی لگا کے ہو کچھ تم اعتبار
 پایا ہو آتش غضب و کین نے یہ قرار
 دستے اگر انار کو پتھ میں سے فشار
 پوچھا کہ سن تو کس بے خاور کا ناچار
 کی جمع فوج قاہرہ اتنی کہ بے شمار
 ہاں امر سلطنت کا نرالا ہو اختیار

از سایہ ماے بید مولہ ہر طرف
 ترک صبا کو ہو مرا پتہ باز گشت
 خالی سمجھ کے ہاتھ کو اپنے ہر ایک م
 وامن کو باندھ باندھ ہو دستہ مستعد
 ایسا ہو کہ طعن کرین ہکو بلبلان
 تر گس کو باوجود ہو بیماری شہید
 لاکارتی ہو یہ کہ دو پیمان ہو جو کئی
 کمر کھ کے ہر درخت کیون سنگترہ کا نخل
 لیکن تو دیکھو کہ خدا وہ گھڑی کر
 گو لوں کے ہر درخت کو غصہ ہانڈوں
 ولین غرض ہر ایک کے میں کیا یا کروں
 تکلیں بچا ہی دانہ شر کہ چھو عجب نہیں
 القصہ آج پیک صبا میں صدم
 قتل خزان پر مستعد اتنا کہ جس لیے
 ایسا تو اس سے آج تک کچھ نہیں ہوا

کیا کو پوچھو تو رکب کا شہسوار
 ناز کو پوچھو تو رکب کا شہسوار
 سیکو مشرق و مغرب کا شہسوار
 اور یہ صفت کتنی کر کے خاور کا ناچار
 اور یہ صفت کتنی کر کے خاور کا ناچار
 اور یہ صفت کتنی کر کے خاور کا ناچار
 اور یہ صفت کتنی کر کے خاور کا ناچار

۱۳۶
 کلا

ابھی کے ولین صبا کی اطاعت کا خوار
 اثبات تھوچہ ہم نہیں او سحاب تک
 اپنی تو اختیار کے کھوٹی بند بزار
 کس سے مرے اور پوچھو صدم
 کیا اختیار ہو کے دلوں سے
 بجا اختیار ہوئی دلوں سے
 کین سے اور کے پتھن کا لے
 گلشن سے ایک صبا سے
 کس نے گارنے کا کس نے
 اتنا تو ہو کے خاقان نہیں
 پورا اب تک خاقان نہیں
 جو وہ جگے خزان
 جب میں سارا بان صبا سے
 دو ہیں پڑھا یہ مطلع
 دیوے

کی برائے جوین چھوڑ کر
 شفاف پاشنک بن گیا کل
 جلاو اور خدین ہو جو رال
 اوس نظر دو چون رہی باقوت
 یون جلاو کہ دم و کلا پیا
 کوئی سیاہی اس کا تا
 موم ہمار فضل کا تا
 کیفیت کیا ہے نہ
 کیوں ہو کھڑی او دین
 مستی میں چھٹ سب جال
 پی پی شراب سرخ جو
 وان بو ہم ہر دین
 بوجہ مستی سے دل
 انقصہ کے دلین
 جو مدعا ہو باغ
 بوسے کہ مدعا تو یہی ہے

وہ گل زمین زیر فلک کر کے
 آب و س جگہ کا آب خضر کی ہو آبرو
 عزیز از برای بند خلائق شمر کبھو
 سرسبز وانکی خاک سے صد تخم آرزو
 جمعیت ولی سے پرے غنچہ ہو ہو
 دیے ہمیشہ وانکی گلستاں کا رنگ بو
 مطلع یہ جھلکے حق میں سخن کی ہو آبرو

دل چاہتا ہو یون کہ بنا کجے ایک باغ
 فیض دم مسیح کا جسکے ہو او فخر
 لاو و ناوسن بین کی دستوں کی کیشنگ
 ہوئے ازل سے تابا بدہر چین کے سج
 مانا فراخ خاطر آسودہ سے ہو کل
 بینائی و منام کو عیسیٰ کی تعینت
 مسیح اوس چین کے سج ہون آہ غم ہر

مطلع

طوطی کرے ہمیشہ فصیح گفتگو
 جو ایک و مکان ہو معلوم ہو دور
 موزون ناس صفا ہو گلستا میں ہو کھو
 کوثر ہو آب شرم سو وان جسکے آبرو
 چین بر چین نقاب تلے چون رخ نکو
 خوبی کا جسکے ذکر نہ کر سکے بے وضو
 چون روح دوڑتی ہو رگ جان کی سمت کو

بلبل ہو وانکی بلبل لیل سے دو بدہر
 یون منکس صفا و عمارت میں ہو چین
 آئینہ خانہ او سین ہو ایسا کہ ایک سب
 ویسا ہو سطح کرسی پر اوس گھر کے ایک ص
 چادر ہونے آجکے یون سنگ بشار
 پاکیزگی سے جاری ہو ایسی ہی آئینہ
 جو جی کو ہر چین روان یون ہو و کا آب

مستی میں چھٹ سب جال
 پی پی شراب سرخ جو
 وان بو ہم ہر دین
 بوجہ مستی سے دل
 انقصہ کے دلین
 جو مدعا ہو باغ
 بوسے کہ مدعا تو یہی ہے
 خانہ بستان
 او سین بستان
 اس سیکوہ میں کبھی
 عزیز خارا و نو بہ نہ
 مطلب کر اسطرح سے وہ ہو
 تانہ چین و واکی ہو
 کے کے دل کی اوس سے
 عالم میں خا بیا نہ سے
 دل یا اس غزل کو پڑھیے
 حیرت

خانہ بستان
 او سین بستان
 اس سیکوہ میں کبھی
 عزیز خارا و نو بہ نہ
 مطلب کر اسطرح سے وہ ہو
 تانہ چین و واکی ہو
 کے کے دل کی اوس سے
 عالم میں خا بیا نہ سے
 دل یا اس غزل کو پڑھیے
 حیرت

بہر حال اسی وقت سے متعلق اور جو ہم نے
 ہرگز نہیں دیکھا ہے کہ اس میں ہر جانب توجہ اور
 تکیہ کس طرح سے محیط کندہ ہو گیا ہے اور
 مولانا صاحب کو نہیں ہونے کی وجہ سے
 اسے دل سے نہیں ہٹا سکتے اور اس کی طبیعت کی
 ایک چیز کی ہے اور اس کی طبیعت کی

اب ہر بار باغ کو یاد سے پرست
 مقبول تھی چشم کو ہر موسم سے جلیق
 ایک چیز طبیعت استغذرا انسان کو ہر موسم سے جلیق
 دھو دھو کر اسے کوئی تارا بد نہیں ہو
 شہباز خانہ ازین مطلع ہیں چنگ
 ایک چیز طبیعت استغذرا انسان کو ہر موسم سے جلیق

۱۲۵
 مطہر
 شہباز خانہ ازین مطلع ہیں چنگ
 ایک چیز طبیعت استغذرا انسان کو ہر موسم سے جلیق

جو ہرگز نہیں دیکھا ہے کہ اس میں ہر جانب توجہ اور
 تکیہ کس طرح سے محیط کندہ ہو گیا ہے اور
 مولانا صاحب کو نہیں ہونے کی وجہ سے
 اسے دل سے نہیں ہٹا سکتے اور اس کی طبیعت کی
 ایک چیز کی ہے اور اس کی طبیعت کی

<p>جس نیت میں ہوا ندون سو واکا بود باش دیکھا جو بین نوے وہ عجب اک مقام ہو</p>	
<p>اور وہ سن حکم ہو دیون نظر آیا کہ کیا کہون گد ز لے سے پانوں کے او سے ہر ایک خیال ہر صحتان بزم سے او سے اگر کوئی مانے شیشے کے گلگون دین کو کھول احوال نو یہ کچھ ہو جو میں کیا بیان اور تاتے جو کچھ تو کہنا ہے اس سے یہ بعد از سلام شوق یہ کیوں ہمار دوست پر تو نہیں کہہ پیو پیچھے دو پانوں میں مگر جسے تھے قدم سے جدا ہو کے رہ گئے مانند برگ خشک کہ ہو نخل سے جدا اب آرزو ہی ہو کہ او سے جو باوند تقصیر عفو کی ہے تے یا گناہ کی یز سے کرم نے جھکو ہر آموز کر دیا</p>	<p>نے طاقت شہود ہونے تاب گنگو اور پانوں سے گد ز گیا او سکا ہر ایک وان جا کے پوچھتا ہو کھو و سکو حال چاہے کہ کچھ کہے تو ہو کی ہے وہ لہو اس میں حواسن سکو جو آجائیں ہیں کھو جا کے بسنت خان بہادر کو جو تو لے بوستان دل کی تناسکی رنگت بو کوڑی رنگ رنگی ہے سردا جھکو آرزو نے دین کی ہو تلاش نہ دنیا کی جستجو کرتے پھرے ہیں دشت میں نالے لکھو جو شعلہ آگ اپنے تئیں دین پشت و انصاف یہ نہیں مجھ مجھ جو سمجھو تو سخی در نہ معصیت کی کہ اس کو سمجھو</p>

سودا
 کی نیت میں ہوا ندون سو واکا بود باش
 دیکھا جو بین نوے وہ عجب اک مقام ہو

خلاف نے ہرگز ان کا بیکار ہونا
 ارشاد کیا کہ کسی نے ان کو
 غلط نہ کہ کسی نے ان کو
 عقیدہ پہلے ہی بائیں سلیب سے
 بنایا اس کو ہے بیعت را افضی
 چاہے کسی نے ان کا بیکار ہونا
 چاہے کسی نے ان کا بیکار ہونا
 چاہے کسی نے ان کا بیکار ہونا

سننا ہی میں یہ کسی نے پیر عا و فساد
 میں تھے پوچھے آیا ہوں مولانا
 کہ دیکھ ماہ محرم بنی کی است میں
 پہن لباس مکلف پرو زنا شور
 دیا جواب کہ ہم سنیوں کے مذہب میں
 یہ بات ہوتی ہو آتی ہو عہد حضرت سے
 حنا کو ہاتھوں سے لٹا لگانا مارے کا
 بڑا ثواب ہو اسکا کہ ہو یہ روز عید
 یہ سنکے کہنے لگا پھر وہ ہولوی جیسے
 دیا جواب پھر ہولوی تو اس کے تئیں
 حسین دیکھا ناسخ عم اپنا شہدوں کو
 مگر تہ مجھے تھا وہ آیہ اطیعوا اللہ
 خلاف امر اولی الامر کا ہوا ایسا کچھ
 اگر بزدلی کی جاتا حسین بیعت کو
 علی نے صلح کی تھی کیوں معاویہ سے

کہا یہ ہولوی سا جہرہ جا کے تٹا پا پا
 کسی کتاب میں ہو تو کیجئے ارشاد
 درست ہو کہ یہ دین یکدگر مبارکباد
 کرین معافہ آپس میں ہو کے خرم و نیا
 عمل یہ مذکور کرتے ہمیں بن کچھ ایسا
 ہزار جا ہو کتب بیچ اس کا استشہاد
 لباس پہنکے پڑھنا وظیفہ و اوراد
 کرین نہ گو یہ عمل شیطان نزاہ عناد
 غم حسین کا پاس اسپین ہو مگر اسکا
 غم حسین سے جا ہے نہ یہ خوشی بر باد
 ملا کے پنجم کو اپنے یہ پنجم فولاد
 یعنی پراد سکے کلام خدا سے ہوا سنا
 کہ چون چرائے رکھے کوئی برادر
 بنی کے آل کی برباد ہوتی کیوں نیا
 حسن بھی کر گیا بیعت برای رفع فساد

بنی کے بعد مقرر ہوئے خلیفہ چار
 کہ جس نے تین قائم جو دین کی سبب
 علی خلیفہ تھا عثمان بعد با کوئی اور
 جز کوئی اور تھا تو اس کے تین نہیں
 علی خلیفہ چارم درست ہے اور زاد
 محمد اور وہ آپس میں تھے اور زاد
 تیار کہ جسے میں بعد از نماز عشاء
 معاویہ نے خلاف از بکلیت یاد
 ہونی زبان محمد سے بار بار سننی
 صحیح سننے میں اس ہولوی کو سواد
 ہوا اس کے تین سے سننی کو تو نہیں
 ہوا اس کے تین سے سننی کو تو نہیں
 ہوا اس کے تین سے سننی کو تو نہیں
 ہوا اس کے تین سے سننی کو تو نہیں

۱۴۹

بیت

کھتا تھا کوئی پورکوی نہیں پڑا
 کھتا تھا کوئی بیگا و لاسٹ کھتا
 کھتا تھا کوئی گھوڑے پورکوی نہیں پڑا
 کھتا تھا کوئی گھوڑے پورکوی نہیں پڑا

مانند اسپ خانہ شترنخ پیو پانوں
 اکدن گیا تھا مانگے یہ گھوڑے رات میں
 سبز سے خط سیاہ دسیہ سے ہوا سفید
 پہنچا غرض عروس کے گھر تات ہونچا
 مٹھا تو اسقد ہے کہ وہ جو کچھ کہہ مٹھا
 دہلی تک آن پہنچا تھا جس دن مٹھا
 مدت کے کوڑیوں کو اڑایا ہو گھر میں بیٹھ
 ناچار ہو کے تب تو بند چایا میں اوسیدین
 جس شکل سے سوار تھا اوسدین میں اپو
 چاکا بٹھو دونوں ہاتھ میں رکھو تھلے میں
 آگے سے توڑا وہ سے دکھلا تو تھلے میں
 ہرگز وہ اسطرح بھی لاتا تھا اور براہ
 اس مضحکہ کو دیکھو ہوئے جمع خاص عام
 پتے سے لگاؤ کہ تاہو ہے یہ رون
 میں کہا کہون غرضکہ ہرک اوسکی شکل دیکھ

جز دست خیر کے نہیں چلپا ہونہا
 دو لہجا جو بیات ہے کو چلا اوسپہ پوسوار
 تھا سر و سا جو قد سو ہوا نشان بار بار
 شینو خیرت کے دیے سے کر اوسطرف گذار
 لیکن باکین کی حقیقت کہ نہیں پام
 مجھے کہنا قیاس آکر ہے وقت کار
 ہو کر سوار اب کر و میدا نہیں کارزار
 ہتھیار باندھ کر میں ہوا جا کر پوسوار
 دشمن کو بھی خدا کرے یوں فیمل خونوار
 ہاتھ تاسے پائنتہ کہ مے پانوں تھو فگار
 پیچھے نصیب ہانکے تھا لاشی سے مار مار
 بلتا نہ تھا زمین سے مانند کہ ہمار
 اکثر مدبرو نہیں سوکتے تھو یوں بکار
 یا ابدان باندھو یوں کے و اختیار
 تیغ زبانی کا لکے کرتا تھا گل تیار

دھوبی کھتا ہے کیا دوزن ڈوان گزار
 اس پوجیوں میں کیا جیال
 اس سے اوسکو اپنے گھرے کا جیال
 ہر کسے تھا دھوبی کان لہو پیچھے تمام
 کھتا تھا دھوبی کان لہو پیچھے تمام
 کھتا تھا دھوبی کان لہو پیچھے تمام
 کھتا تھا دھوبی کان لہو پیچھے تمام

۱۵۵

کھتا تھا کوئی پورکوی نہیں پڑا
 کھتا تھا کوئی بیگا و لاسٹ کھتا
 کھتا تھا کوئی گھوڑے پورکوی نہیں پڑا
 کھتا تھا کوئی گھوڑے پورکوی نہیں پڑا

باز در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست

آید صد آنگیندش از جبین سپهر
 دل در نجیب است که گلگد ستهای او
 وصف کتابه اش چو نسیم که در نظر
 حاجت دران حرم بفرغ چراغ نیست
 فی الفور میرسد در خانه قبول
 بر سطح او مقابل محراب جوض نیست
 ویدم چو عکس قبه زین او در آب
 که سی او ز مرتبه انبیا بلبل
 جاروب صحن شکل خطوط شاعری
 هر چند جای زفته بے دیده ام و
 آئیند در شمار نظر فزده های خاک
 چاهی باین لطافت و خوبی بچ او
 مردم بگرد او همه وقت از پی وضو
 نقاشی عمارت آن سجده گاه خلق
 نقاش او که رنگ طراز است چون

بگر که نشان فرختم از عرش بر زرت
 هم در بهار و هم بخیزان تازه و زرت
 چون سر نوشت صاحب بیان نمود
 شب تا سحر تجلی حق شمع مبرست
 آنجا بر لب مرغ دعا فیض شهرت
 چشمم بر آب جانیا بروی دلبرت
 پیدا شستم که مهر کبوتر شناور است
 صحنش بسعت گرم خنی بر ابر است
 جاروب گش بصورت سلطان در
 دل را از ان صفا که بر او دید یاور است
 عکس اگر درون ز بهای کدر است
 آتش چنان تفریب بالی بر ابر است
 چون صورت صفا فزوده دیده تری
 در نازگی ز باغ جان هم فزوده تری
 انگش بر گلی که زد بولر تا در است

باز در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست

۱۵۷

باز در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست
 در باغ وین بوی جادو پیوست
 در گوش لبیل است آواز جادو پیوست

او جنھوں کو ایک دن تم اپنہ آیا
 ہونم زندگی سے اپنی مایوس
 پر ایسے وہ بیابان بین گمین ہے
 مگر جاشے کوئی ایسا ہی جابناتہ
 کما سنکر پارسے سو وہ ہم بین
 خدا پر کر نظر جاوینگے ہم وان
 نہیں ہو ہکو حفظ اونکے سے انکا
 جنھوں کے ساتھ ہو حفظ آہی
 غرض اسنے اوٹھے پینتا و خرم
 گھر آکر اپنے یارون کو بلایا
 وہ بولے ہم بھی ہین چلنے کو حاضر
 یہ لکھنے مارا ہاتھ پر ہاتھ
 پھر اوسکے بد باہم ہوکے کدل
 غرض پونچے یہ خون تون بود کیا
 پٹھے نزدیک جسم اسنے وہ ٹھانوں

عمل سے پلٹے ان کو یون بتایا
 طرف مشرق کے یاسے ہو وہ ہو کو
 گذرا انسان کا جس جا نہیں ہے
 جو اپنی زندگی کافی سے ہونا ساز
 کہ روز و شب میان درد و غم ہین
 اور اوسکو ہر طرح لاوینگے ہم بان
 ہوئی گلزار ابراہیم پر پار
 بچپن سو طرح کی کھا کرتا ہی
 کیا عزم سفر دل پر مصمم
 سببم کا سخن او کو سنایا
 جہان ہو وہ چہینکے اوسکے خاطر
 کہ سے یہ قول ہم ہین آپکے ساتھ
 چلے کرتے یہ منزل منزل
 نواہی سچ اوس صحرے ناگاہ
 جگر کسکا کھچھڑ گئے دھڑے پالوں

اس کی توجہ جی اوسکے اور کیوں نہ ہو کہ
 چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف نظر آجائے
 اس کی توجہ جی اوسکے اور کیوں نہ ہو کہ
 چھوڑ کر اپنے گھر کی طرف نظر آجائے

عجب ہے وہ بوجھ خفت و نظر تان
 دیا و نکو و ایسا و خشت
 بیابان تھا وہ ایسا و خشت
 کہ و خشت جسکی تھی عالم کی خور
 نہ جاوے خشت کی اوس تان
 کر کے بوم او طرف منظر تان پات
 کسی اور بیدگی سے تھا خندان پات

۱۴۹
 تکیا

ہزاروں طرفی اوس جاہلیات
 نظر نہ ہو کہ وہ طالب عجائب
 کی تھی وہ عزائب عجائب
 اس طرف خون دہاے او جگم
 نظر و بینکے ایک جگہ خور
 کہیں کہیں تان سوزن تھا اور گاہ وان
 کے روستے کی جان پھنکار
 ہوا کا نام اوس جان پھنکار
 کہی اوس جگہ ازورد کی پھنکار
 نظر تان کچھ او تکیو جہان
 تھی کیا تھی یہ انسان تھی پان
 کی ایسی جان تھی وان تھی پان
 کی ایسی جان تھی وان تھی پان

خط ابول کی پتہ لکھا
 سوچ دیا کاغذ پر ہی بن کر
 چاہیے اپنی خوب کلمہ
 یا ابورہ سے پورے بیان ہو
 روز سے خط کتابت اور بیان
 رشتہ ختم کرنا ہے یہاں تک
 مثنوی چہاں مثنوی چہاں

بہتر سے پہلے خط لکھنا
 کہ بھیجے خط لکھنا
 یہ خط لکھنا ہے اس کا
 وہ قلم کی زبان سے کب ہو ادا
 سخن چہاں مثنوی چہاں
 شوق چہاں مثنوی چہاں

گناہوں سے بچنا
 راست گناہوں سے بچنا
 دل کو دل کی جگہ سے
 چہاں مثنوی چہاں
 بیت مثنوی چہاں
 مثنوی چہاں مثنوی چہاں

<p>سب پر روشن ہو کر ہے تم کو سلام تشنہ دیدار ہوں بچو اب ہوں روز و شب حیران ہوں آئینہ سا چشم اختر سے لگی ہے ٹکٹکی تار مشرکان ہے رگ ابرسیاہ وا شد سر پہچہ تفتدیر ہوں قصہ وقت نہیں ہوتا ہو کم نمکونہ بھیجے یاں نہیں پہنچے غلط اے کرم فرماے من وہ ہیں تشنہ انتظار خط میں تھی واہریان ڈاک بیٹھی ہے ادھر کو یا نہیں ناماے شوق لکھنا لا کھ بار ایک قلم زنگس نہ طوہ تا کہ میں اپنی آنکھوں سے محضیں انکسار جب قلم کا سینہ شوق ہونے لگا</p>	<p>شع سان سر شستہ الفت تمام کچھ نہ پوچھو ماہی بے آب ہوں تم بن اب ہا چشم نظارہ کنان یاد میں شب کو بیاض صبح کی چشم طوفان خیر ہے کیا اپنی آہ دل گرفتہ غنچہ تصویر ہوں مختصر کر کے کرو نہیں کیا رقم اپنے لکھا تھا ہم نے چند خط خط اگر آتا تو لکھتے ہیں جواب صورت ہر لفظ چشم یاں یہ نہ تھا معلوم کچھ کہتے یقین خط کے آنے پر نہ کرنا انتظار گر ہو پوچھ سکتے نہ جلدی اک میں بھیجتا با آرزو ہاے تمام کیا لکھوں بس حال ہجوری سبلا</p>
---	---

بہتر سے پہلے خط لکھنا
 کہ بھیجے خط لکھنا
 یہ خط لکھنا ہے اس کا
 وہ قلم کی زبان سے کب ہو ادا
 سخن چہاں مثنوی چہاں
 شوق چہاں مثنوی چہاں
 گناہوں سے بچنا
 راست گناہوں سے بچنا
 دل کو دل کی جگہ سے
 چہاں مثنوی چہاں
 بیت مثنوی چہاں
 مثنوی چہاں مثنوی چہاں

کریچکامین و علیٰ بن ابی طالب
 بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام
 بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام
 بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام

راجنہ پریہ
 کرباسانی نے لکھا ہے

پھر ملے گا نہ سوز سا انسان
 پیچھی بھر کے ہوئے نہ آوین با

اوسکو ہر طرح تو غنیمت جان
 کیسی ہی رام ہوں کیسے سا
 یوں تو صید آگے اے کرم گستر
 تجکو بخشہ ہے خلق کی خوبی
 سنکے باہم تری وفاداری
 دستگیری کا تیری دیکھ پناہ
 گرموت سے تیری کچھ مذکور
 کرے تحلیل سنتے ہی وہ ذکر
 جز جو یہ تجھ میں ہے سخاوت کا
 وہ کوئی تجھے عرض ہمتے
 تجھ بشارت پہ متفق ہے گروہ
 رزم اور بزم میں علم ہے تو
 صف اعدا میں یوں ترا سر چنگ
 لیکن اس نظم سے نہ سمجھو تو
 اس سے کہ کتاب ہے یہ دل مجور

پھر ملے گا نہ سوز سا انسان
 پیچھی بھر کے ہوئے نہ آوین با
 دام الفت سے تھے جاو کہ ہر
 حق نے ایسی کی بہ ز مجبوری
 نئے ہو عمر و حضر میں یاری
 ہونہ مرگان سے طفل ایشک تباہ
 تہیجے تو نہیں یہ عقل سے دور
 شعلہ کو خس کی دوستی کی فکر
 انتہا اوسکی لے سکون میں کیا
 جو تے آگے و وجہان رکھ کے
 تو سرا یا جگر ہے صورت کوہ
 صاحب سید اور قلم ہے تو
 جاوے بیٹھ جیسے تیر و تفنگ
 کچھ صلہ سے عرض ہے سودا
 مہربان دوستی تری منظور

فکر کا غنیمت کا غنیمت
 جی اپنا
 قوی ہانتی سبلی بن
 زبان خامہ بیان کا بناوین
 اگر ہر ان کے سو
 ہونہ مرگان سے طفل ایشک تباہ
 تہیجے تو نہیں یہ عقل سے دور
 شعلہ کو خس کی دوستی کی فکر
 انتہا اوسکی لے سکون میں کیا
 جو تے آگے و وجہان رکھ کے
 تو سرا یا جگر ہے صورت کوہ
 صاحب سید اور قلم ہے تو
 جاوے بیٹھ جیسے تیر و تفنگ
 کچھ صلہ سے عرض ہے سودا
 مہربان دوستی تری منظور

بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام
 بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام
 بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام
 بہترین نصرت کا پیر ہے جگدو سلام

خداوند ایہ جس کے نظموں کو دیکھ کر
 غمناک ہو گیا اور اس کے ہاں
 یہ غم جو تھا خدا کو کب تک
 ہو گا آقا پر اس کے ہاں
 یہ غم جو تھا خدا کو کب تک
 ہو گا آقا پر اس کے ہاں

گویا وہ اسکی آواز اور ہے
 بہت اسکی بزرگی سے ہو یہ وہ
 اسے کہتے ہیں اہل طبع زمین
 بلندی عرش سے پراسکی افز و
 کہ چہرہ ہر کوئی ایسا یقین ہے
 بے چرخ پیچشیں ہنتر بار
 نظر وہ اس بزرگی پر نہ آسے
 نہیں دم مارنے کی اس جگہ با
 نہ ہیل راہ زیت سنگھ جی سا
 کہ لڑھے ہو پڑاے شام تاروم
 ہماوتنہ پر کرے آقا کے سر کال
 یہ گردن پر ہو اس کے خلق کا خون
 و خاک کے روز ٹیکانیل کا ہے
 لیے ہو فوج پر اپنے ہی بے پیر
 ہزاروں نیزے مارین بجالہ ہزار

کرین ہن آفرین او سپر سو گیا ہو
 نہ لگو اسے کبھو مشک پسیند
 ہو آگیا گر نہیں کرتا ہے زمین
 ہنوے قرو قمارت میں موجود
 بھلا اس شان کا ہاتھی کین
 ہماوت دل ہو نالہ بجالہ ہزار
 نہ کچھ پیسے کبھو نہ کچھ وہ کھاوے
 کوئی ہاتھی کی ہوتی ہو یا وقت
 عرض ہانٹھی خدا دیسے تو ایسا
 چانی جسکی گھڑیا لی نے یہ دھوم
 کوئی ہاتھی ہو یا آفت وہ چندال
 کلا وہ کونہ سمجھے اس کے گلگون
 کے کون او سگو پچھ فیل کا ہے
 پکر خرطوم میں او سوقت زنجیر
 جو ہنٹیا ہی پہ آجاوے وہ خوشوار

کتاب کے لئے
 خداوند ایہ جس کے نظموں کو دیکھ کر
 غمناک ہو گیا اور اس کے ہاں
 یہ غم جو تھا خدا کو کب تک
 ہو گا آقا پر اس کے ہاں
 یہ غم جو تھا خدا کو کب تک
 ہو گا آقا پر اس کے ہاں

خداوند ایہ جس کے نظموں کو دیکھ کر
 غمناک ہو گیا اور اس کے ہاں
 یہ غم جو تھا خدا کو کب تک
 ہو گا آقا پر اس کے ہاں
 یہ غم جو تھا خدا کو کب تک
 ہو گا آقا پر اس کے ہاں

بہار کی چھٹی جگہ سے لے کر چھٹی جگہ تک
 چھٹی جگہ سے لے کر چھٹی جگہ تک
 چھٹی جگہ سے لے کر چھٹی جگہ تک
 چھٹی جگہ سے لے کر چھٹی جگہ تک

<p>سب میٹ لسنے لایک ہی باہی رکھنے گلے میں کر گیا سب چٹ مانگے پھر یہ دعا اوٹھا کر ہاتھ جھکوا رک آسمان سے گلڑے جو ہم پہنچے وان چا دو بنات لطف نہ جا کر کسی کے وہ پہ کرو پڑے اس بھوک پر خدا کا غضب خلق سمجھے کہ پہنچی فوج غنیم کہین آفت کہ ہر سے یہ آئی جان یارب ہماری اس کے بچے وگن کو کاٹ کاٹ کھاتا ہے یا کوئی دیو بولے سلا یا ہے کیا کرے لاشی اسکی لاشی سے جب تک پہنچو اوسکا اس تک وار کسے پہلی تک کھا جائے</p>	<p>گو نرت چاہل مصالح لکھ کر کاری مطلق اسنے نہ مانی ڈاٹا ڈپٹ خراج کر یہ سلوک دوسرے کے ساتھ یارب اتنی تو اب مری بس لے وہ بھی لیون ہی چلا کر ہو نرت چاٹ کر اوسکو اپنا پیٹ بھرو قصہ ہماری کا سنا تم سب جاوے بازار کو اگر وہ لیسیم تان یا بیسے گنچے حلوانی جو ہے وکانین سوا و سکوٹے بھوک میں جب دھر یہ آتا ہے جن ہے یا آدمی ہے یا کیا ہے نہیں ڈرتا یہ لاشی پاشی سے آوے جو کھینچ سائے تلوار مورچے کی طرح یہ پسر آئے</p>
---	---

شام سے صبح تک
 متنوی از روزگار
 طفل ضائع روزگار
 کاشی کا باز
 ۱۹۶
 ایک ایک لڑکا ہوتا ہے
 ہوسا جاتے سے جھوڑو ق
 چھکا گارے کا کب تک نہیں
 ہوتی چھٹی کی جھوڑو نہیں
 ایک ایک لڑکا ہوتا ہے
 ہوسا جاتے سے جھوڑو ق
 چھکا گارے کا کب تک نہیں
 ہوتی چھٹی کی جھوڑو نہیں

ایک

کتب قدیم میں مذکور ہے کہ وہ
 جسے کہ جلاب سے ہرگز نہیں
 ہوا ہی سفار سے بیان ہو نہ
 صبح جو نشت اور نشت کے
 ہر ایک دن کے بار میں وہ کان
 سے لگا کر اس کو دیکھنے کے
 چل چکے ہر غوث کو دیکھنے
 نجا کو وہ اور اسکو تو مطلقاً
 دونوں جو آپس میں لین
 دیکھا کہ یہ بات رکھے ہر
 اپنے کہا ہے جان کے قبول
 وہ دونوں کے کئی م

اور کوئی آپ سا ہم کو بت
 بچھون تری گور پہ گل اور
 منہ میں ہوئی جاتی ہو ساکت
 لائی قضا اسکے تئیں اسکی گھر
 وق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
 صبح سے لے تمام تک غور
 پر طہ کے وہ کہنے لگا بہار کو
 ان نے کہا اوس کا وہ وفغان
 پر مجھے مدقوق کہے ہو طیب
 کہنے لگا اپنی وہ دار طعی
 منہ میں بچھون رزرا بنا د
 کہنے لگا اوس سے کہ سنتا ہو بار
 کون ہو وہ جن ذکی ایسی
 کہا میں بتاؤں تجھے ہر بیان
 ہو وہ ساگٹ شوک سے رشت زبون

خوب چو کرتا ہے لو اپنی دوا
 روزی سے خاطر ہو مری تاکہ
 کیا کہوں تشخیص کا اوسکی بیان
 ترے سے اک شخص کہ تقاردر
 دیکھے نبض ان نے بصد فکر و غور
 مشورہ ویا کسکے چندین ہنہ
 جا کے جو مشورہ ویا عطار کو
 کیا تجھے آزار ہے او نوجوان
 میں تو نہیں جانتا کچھ وچیب
 سنتے ہی یہ دلو کوئی اسکے چوٹ
 ہے یہ کس بھڑے کی ایجاد ہے
 کہے یہ عطار نے ہو سببت رار
 شکل کو اوسکی تو مجھے سے بتا
 سنکے وہ عطار سے بولا جوان
 شکل سے کسکی لے قشیدہ دون

جب چلے آ پھینکے
 کہ چینی پیچھے سے
 ۲۰۱
 ہر ایک دن کے بار میں وہ کان
 سے لگا کر اس کو دیکھنے کے
 چل چکے ہر غوث کو دیکھنے
 نجا کو وہ اور اسکو تو مطلقاً
 دونوں جو آپس میں لین
 دیکھا کہ یہ بات رکھے ہر
 اپنے کہا ہے جان کے قبول
 وہ دونوں کے کئی م

اور کوئی آپ سا ہم کو بت
 بچھون تری گور پہ گل اور
 منہ میں ہوئی جاتی ہو ساکت
 لائی قضا اسکے تئیں اسکی گھر
 وق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
 صبح سے لے تمام تک غور
 پر طہ کے وہ کہنے لگا بہار کو
 ان نے کہا اوس کا وہ وفغان
 پر مجھے مدقوق کہے ہو طیب
 کہنے لگا اپنی وہ دار طعی
 منہ میں بچھون رزرا بنا د
 کہنے لگا اوس سے کہ سنتا ہو بار
 کون ہو وہ جن ذکی ایسی
 کہا میں بتاؤں تجھے ہر بیان
 ہو وہ ساگٹ شوک سے رشت زبون

مہندی بہترین ہے۔

سین خان

حکایت

کہ رکھتا تھا نہت کیسا کا خیال
گیا ایک دیش کامل کے پاس
کیا ایک نقت پا کر سوال
تو تہے کو بھی اپنے ارشاد ہو
تو تہے دتا ہوں جسکو سنا
یہ ترکیب ہے اسطرحے بنا
کہا اس میں اک شرط ہے درمیان
کچھ دلیں نیدر کا خطرہ نہ لاک
جو خطرہ ہو دلیں نہ جاو کہیں
تو اس حرف کا کون مذکور تھا
کہ پردہ میں مٹی مرد عارت کی بات

سنا جاو ہے ایک مونس کا حال
یہ کچھ کر کے دل بیچ اپنے قیاس
رہا اکی خدمت میں تا چند سال
اگر کیسا آپ کو یاد ہو
کہا ہے ہی گرتا رہ عسا
یہ اتر ہیں اسکے تو جا اور لے آ
غرض طور جب کر لیے سب بیان
یہ سنو تو جسوت لیکر بناے
کہا اپنی یہ بات ممکن نہیں
تھیں اسکا دنیا جو منظور تھا
نہ مجھا غرض اسکے رمز نکات

کہ جب لگو خطرے پہ قادر کیسا
تو پھر سچ ہے خطرہ کیسا

یہ اس کا نام ہے اور وہ کام
میں وہ جان کرے اور نہ وہ جان
کہ کیا ہے اس کا نام
یہ اس کا نام ہے اور وہ کام
میں وہ جان کرے اور نہ وہ جان
کہ کیا ہے اس کا نام

کلیات

یہ اس کا نام ہے اور وہ کام
میں وہ جان کرے اور نہ وہ جان
کہ کیا ہے اس کا نام
یہ اس کا نام ہے اور وہ کام
میں وہ جان کرے اور نہ وہ جان
کہ کیا ہے اس کا نام

یہ اس کا نام ہے اور وہ کام
میں وہ جان کرے اور نہ وہ جان
کہ کیا ہے اس کا نام
یہ اس کا نام ہے اور وہ کام
میں وہ جان کرے اور نہ وہ جان
کہ کیا ہے اس کا نام

کھلے دل پر بنانا با برین
 کرے پروردگان پروردے تحقیق
 در صمدی اصل سے بچنے
 نامہ چرخ طالع ان کے لئے ہے
 جان پر بنیں شاگردان

کیا سقون کا خامنسان آباد روزین کے تمام اب کو سے جن نے یکبار بھی پیادہ آب	تیرے ہاتھوں سے ای کو زمین فریاد چینی بھریانی لے کے ڈوب سوے عشر تک نیر خاک ہے سیراب
--	--

تہمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکی شولہ زن کر آتش دل وہ دل ہی ہو جو پیش غم مہمور ہو شور انگیز چشم گریہ آلود رہے یوں کلفت تن میں لریاک کرامت کردہ عشق آتش انگیز درام اک ناز پروردہ جرات ہمیشہ خون رگ تاک بریدہ زویج جاشک و خنجر گلو کو امید دیکے اٹھا عالم سے سزاں کر ایسا شغل دل جبرائی	تپے دل کی بقدر خواہش دل شک سرسبز چون شان زنبور لب زخم جگر کو رکھ نمک سود کہ نہان ہو جو خاک کہ تاہر استخوان سیرا ہو گل تیر کرے خلوت میں دل کی استراحت ہو آبتنا سر مرگان رسیدہ نیابت خون ساکے مویہو کو ایش شمس دل کر شاہد یاس ہو روشن جس سے شمع آشنائی
---	---

جان پر بنیں شاگردان
 کھلے دل پر بنانا با برین
 کرے پروردگان پروردے تحقیق
 در صمدی اصل سے بچنے
 نامہ چرخ طالع ان کے لئے ہے
 جان پر بنیں شاگردان
 کھلے دل پر بنانا با برین
 کرے پروردگان پروردے تحقیق
 در صمدی اصل سے بچنے
 نامہ چرخ طالع ان کے لئے ہے
 جان پر بنیں شاگردان

کھلے دل پر بنانا با برین
 کرے پروردگان پروردے تحقیق
 در صمدی اصل سے بچنے
 نامہ چرخ طالع ان کے لئے ہے
 جان پر بنیں شاگردان

کے دل میں غم کی آواز تھی
 جو ہر لمحہ میری طرف سے
 میری طرف سے میری طرف سے
 میری طرف سے میری طرف سے

نہایت اگ کیز کہہ کر
 جہاں گرم سخن ہوتی تھی وہ نال
 ضیعی سے کہوں اسکی میں کیا بات
 جھکا تھا بسکہ پیری سگرہ قات
 رکھے ہے بات میں پوچھو پھان
 غرض اس ڈول پر یہ کاروانی
 ہوئی در پے فنون ساز کی جب
 سجانے کیا کی اس کا فرسے تو میر
 جب اس حالت سے آئی کہ پیراہ
 تھا گویا شاق اس پر کلفت دار
 لگودہ غم تھا کچھ اسکے لیے کم
 غرض جیسا ہے جل نکلی سواری
 تھا صبر و سکون اسکو نہ آرام
 کیجو کہتی تھی خویش و قوم کا حال
 بہ نومی قصہ دستاں مستول

کرد کش ظلم سے جیسی ہر اک شتر
 تھی دان دلدادہ تھا کہ کیا مال
 کہنے کی تھی بڑھیا اک کہ کمانہ
 تھی ہر رٹھو کہ دینے نہ ظلیت
 کہیں تھی ادبھی اس سے پانوں کی مان
 تھی گویا مادر نکیتی کی تانی
 ہوئے اس سے جلا جھٹنے تھے دان سب
 کیا تھی سخن میں اسکو تسنیر
 سواری میں وہ بیٹھی اور یہ پہراہ
 یہ کیا کیجے ہے لازم گنج کو مار
 کہ گرد و ج پھوڑیا اس نغم پہ یہ غم
 ہوئی ودنی وہ اسکی بیتیاری
 پہ وہ باتو نہیں کرتی تھی اسے رام
 کہ تجھ میں زندگی ہے اسے اشکال
 کیجو کہتی تھی اس وحشی کو شوق

پہاں سے ہے مالک سے جوان
 گھولتے مورسی میں نہ پیراہ
 غرض اس سے وہ لوگوں کے بوجھان
 جہاں سے تھی اس جا کوئی دم
 ۲۲
 گھولتے مورسی میں نہ پیراہ
 غرض اس سے وہ لوگوں کے بوجھان
 جہاں سے تھی اس جا کوئی دم
 ۲۲
 گھولتے مورسی میں نہ پیراہ
 غرض اس سے وہ لوگوں کے بوجھان
 جہاں سے تھی اس جا کوئی دم
 ۲۲

گودہ نیک ہوا ناگ
 اسکو دیکھ کر
 اسکو دیکھ کر
 اسکو دیکھ کر
 اسکو دیکھ کر

یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس کا نام ہے "یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ"۔

شہزادہ نے کی آخر شہزادہ
 لگا کر ماہ سے اور تا بہا ہی
 گری ہے طاقتی سے ان غناک
 پکڑتے تھے اُسے ہر چند احباب
 گلوں پر تھی اُسے یونان غنطاری
 اسی صورت سے یہ غلطان تھی کچھ وہ
 اٹھا دو دو اُس جاگہ کچھ ایسا
 بہانے پھر کہ ان کا حال کیا تھا
 کیا جن نے تامل ایک دم میں
 اُسے اُس گورنے اس طرح کھایا
 ہوئی چون آب پہناں تہ خاک
 الائنے ساقی وردہ غم
 نہیں یہ دورے دور جان ہے
 شہابی کر کے عالم شہابی
 جو کوئی آب دگل سے یان ہے

بدن میں یک یک آئی حرارت
 نظر میں چھا گئی یک سیاہی
 طرح پانی کے ریزی طرف خاک
 یہ نکلی جاتی تھی ہاتھوں سے جون با
 انکاروں پر ہوں سچ کبابی
 کہ جذب عشق نے لکڑی کی وہ گور
 نظر آتا ہے کتے ہیں کیسا
 یہی وہ گور تھی یا از وہ تھا
 لیا اُس ناز پرور کہ شکم میں
 نہ ماہی بیچ یونان یونس سما یا
 رہے باہرہ سارے مثل ظنناک
 اٹھا ہوا ہے یہ ساری بزم ماتم
 تنگ فہمت کو بیان عرصہ کمان
 نہیں گرجام لا ایدھر گلابی
 مال اُس کا یہی آخر فنا ہے

یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس کا نام ہے "یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ"۔

یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس کا نام ہے "یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ"۔

یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اس کا نام ہے "یونان کا ایک عجیب و غریب واقعہ"۔

از احتلاط اول یک میخوایند
 از بزرگی اختر مار زرد آفتاب
 ماگر شویم یا شود او گنگ تا کجا
 آید به بیش ما که ز سموره جهان

شمرنده درویشم سون نتر بلخ ما
 شمیا ز خالفت است بزنگ کلغ ما
 سازد برزه گوئی تا صبح داغ ما
 رو کرده چند هم پر سوک داغ ما

شاکي زنگدستی خود در جهان بیم
 سود انصیب شمره باشد فراغ ما

چون دل تو از که کند ترک قارا
 در سلسله ام نیت بجز در سیر
 بوسه که در پیشش بشکفتن گل نیت
 تقدیر بجا ماند چنان جزیم نیت
 بود که هر طره سبیل در چین نیت
 او قائل خلق است هر کس نیت
 با من بندی که عزیزان ضرورت است
 ببار تو سیکت سحر که به پر ستار
 ممکن که بیش تاب لب ما بر سازند

انکاست ام مهر به عشق تو جفارا
 من طرفه نیت می شرم لفظ تارا
 تا او بچین وانگند نیت قیارا
 آن روز که مشرکان ترا کرد صفت آرا
 این عقده که در او سپید صبا
 در جلوه حسن تو چین ناز و ادا
 بشا ختم ام و دست بخوبی هم تارا
 در صحت ما و خل و واران غدارا
 در کوزه خضر آنکه کند آب بقارا

از احتلاط اول یک میخوایند
 از بزرگی اختر مار زرد آفتاب
 ماگر شویم یا شود او گنگ تا کجا
 آید به بیش ما که ز سموره جهان
 شاکي زنگدستی خود در جهان بیم
 سود انصیب شمره باشد فراغ ما
 چون دل تو از که کند ترک قارا
 در سلسله ام نیت بجز در سیر
 بوسه که در پیشش بشکفتن گل نیت
 تقدیر بجا ماند چنان جزیم نیت
 بود که هر طره سبیل در چین نیت
 او قائل خلق است هر کس نیت
 با من بندی که عزیزان ضرورت است
 ببار تو سیکت سحر که به پر ستار
 ممکن که بیش تاب لب ما بر سازند
 انکاست ام مهر به عشق تو جفارا
 من طرفه نیت می شرم لفظ تارا
 تا او بچین وانگند نیت قیارا
 آن روز که مشرکان ترا کرد صفت آرا
 این عقده که در او سپید صبا
 در جلوه حسن تو چین ناز و ادا
 بشا ختم ام و دست بخوبی هم تارا
 در صحت ما و خل و واران غدارا
 در کوزه خضر آنکه کند آب بقارا

بشماره اول
 در بیان فضل خاندان
 در بیان فضل خاندان
 در بیان فضل خاندان

زلفش چون منقش شود از جبینش نسیم
 سرگرم عجب شغف ایام غنیمت
 چون سطله هر کسی که کشد بر آسمان
 شاه بخت که هست درش قبله مراد
 پرور گشت شسته ام امیدوار طفت

یارم به بزم غیر و در گزردی مهر
 سوواستم بجان من خسته جان رود

چیسبب الفت کیمیا کا ماز جهان و شایسته
 در فراموشی شماران کم بود یاد آور
 گردش دوری بود در گیسایه سپهر
 خالی از حکمت نخواهد بود ربط نمازها
 بود کی شرم که تشریف آوری از طفت
 بیوایها شمارا بود نمود و یدر ه
 نادر انصاف از زلفش بر سر ناست
 کم کسی هر کفر بر گردو با بیان درست

آتش شود ببلند با لادخان سود
 دولت که آوری بگفت در لاجان رود
 مثل شره شتاب این خاگردان رود
 باید مراد هر که بران آستان رود
 نوید بنده زمین در دولت جان رود

در بیان فضل خاندان
 در بیان فضل خاندان
 در بیان فضل خاندان

راز باره بجز بخت
 غنیمت طلب بیایم
 غنیمت ز بخت بیایم
 غنیمت ز بخت بیایم

۲۴۱
 در بیان فضل خاندان
 در بیان فضل خاندان
 در بیان فضل خاندان

کادش از باجاست
 کادش از باجاست
 کادش از باجاست

مثنوی کی سب سے بڑی شہرت اس کی غزلوں میں ہے۔
 دزد اور سنگ مار سب سے بڑی شہرت اس کی غزلوں میں ہے۔
 نقد جان مثنوی کے دہلے کی زبان سے لکھی گئی ہے اور اس کا
 ایک اور نام ہے مثنوی کا مثنوی کا مثنوی کا مثنوی کا

پڑھے درود حسن صبیح و بلج پر تو رون آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہے یکس کوئی مرے تو بچے اپنے دل مرا ہم تو قفس میں آنکے خاموش ہو رہے	جلوہ ہر ایک پر ہے مجھ کے نور کا ہو کہ نہ جھکو پائیں تجھے سے حضور کا گو یا ہے یہ چراغ غیر بانگلی گوہر کا لے ہر صیغہ فائدہ ناسخ کے شور کا
تسو اگھی نہایت عطا کی گفتگو	آوازہ دہل ہے خوش آئینہ نور کا
ساتی سے کہہ کہ ہر شب منہاں جلوہ گر رنگ اترتا ہے پیکر اسکے تین لارہ نامکا خبر جو بہری کیا جانے کوئی قدر جو امر گالی دی مجھے اُن نے دعا غینے اسکو رنگینی اشک ہے چہ چران ہون کہ در آن ہو نماز داد اسکی میں ہر طرح کا ہتیار	دو سب سے پوش ہو کے تو ساغر بلور کا کرتی ہر بار اسکے تواب کا مخران کا سمجھے ہر سخن س ہی سخن میری زبان کا مہم نہیں نادان و اشفاق نہان کا رنگین کسی رنگ سے ہو آئے ان کا قابل نہیں محتاج ہر تیر و نسان کا
سو اگھی کہا کیوں ہو آغوش بیکارک	ہو نہیں سبب ک کی مشاق پیا کا
مستکریہ کہا بار اٹھایا نہیں جانا	نا ملا قتی شیب سے اب ناز بان کا
کسی جاوے پوچھا کہ ہے چلن آگاہ کا کفر کی سیری تھیلی ہے نظیر سے طور	اٹھ گیا جیدہ قدم تیر سے بیت قدر کا پوچھو جہاں بت کو میں کہہ رہا ہوں قدر کا

مثنوی کی سب سے بڑی شہرت اس کی غزلوں میں ہے۔
 دزد اور سنگ مار سب سے بڑی شہرت اس کی غزلوں میں ہے۔
 نقد جان مثنوی کے دہلے کی زبان سے لکھی گئی ہے اور اس کا
 ایک اور نام ہے مثنوی کا مثنوی کا مثنوی کا مثنوی کا
 مثنوی کی سب سے بڑی شہرت اس کی غزلوں میں ہے۔
 دزد اور سنگ مار سب سے بڑی شہرت اس کی غزلوں میں ہے۔
 نقد جان مثنوی کے دہلے کی زبان سے لکھی گئی ہے اور اس کا
 ایک اور نام ہے مثنوی کا مثنوی کا مثنوی کا مثنوی کا

سودا کا رنگ سودا کا رنگ سیاہی کا
 خاک ہی کہتا ہے جلا جلا خاک اس کا
 جسے خاک آئینہ دیکھو اس کا
 خواجہ نے اس آفاک کا افسانہ کیا ہے

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا
 سودا کا رنگ سیاہی کا

سودا کا رنگ سیاہی کا

۲۵۵

کون دیکھ کر یہ حال ہے اور گدگد کر کے مر گیا
 کسب شامی سرگودھا سے مر گیا
 کئی بیوی کی سرگودھا سے مر گیا
 بیوی بیوی کی سرگودھا سے مر گیا
 اس کو کو تو دوسری سے مر گیا
 یاد اور کوئی ناکام سے مر گیا
 بلانان عبت پر تو مر گیا
 گدگدی چھت پر تو مر گیا
 کے دل سے چھت پر تو مر گیا
 کے دل سے چھت پر تو مر گیا

<p>میرہ سوو اسلی دل کو دے در بردنت سے کیا حاصل پھیرا</p>	<p>زخم کا دیکھ کر ترونازہ ہے انگو سردا جسکی ہم تنجنگی ہو گھائل مارب جو نہیں شوق کسی دیکھے لوپنیے کا گوندی شیشہ گردون کے گلنگ بھے یار کی دیکھے تیل جو تو ہو سی کی طرح ایک شب کوئی دوسو زردیا اپر</p>
<p>جاری تہا ہری چشم کانا سور سدا چشم زخم اس سے زنا نیکار ہو دور سدا دیکھتا ہوں میں نمی آنھو کو غمور سدا خون دل سے تو مر جام ہے سمور سدا سنگ سے ترے نیکے شر طور سدا شع تک گور ہمار سی جلی دور سدا</p>	<p>دوستوں سے ہو سوو کا خرا حافظ ہے عشق کے ہاتھ سے رہتا ہر پیکور سدا</p>
<p>اگنی لے لے جا رہی سو اس کس چیز کو چھوڑا پکٹا ہر ٹارا تو کو یوں پکٹا ہر چوڑا چمن میں آہ گلین سے کس ملال کا دل توڑا کہ شل شل شل شل شل شل شل شل شل شل بس کے کیا تو رہی جو تو رہی میں سدا</p>	<p>پہری شمع یہ کتنا کہ میں دہا ہے منہ توڑا پیشے اندون دلی نی صورت نکالی صبا ہر سحر جھکو ہو کی باس آتی ہے بیتا ہر بنا کشتی نیم ہستی میں طلب میں ایک ہو کو تم کیا گے ہے</p>

۲۵۴
 جن دیکھا تو گھبرا کر کہا سبحان اللہ
 قدرت حق سے نایاب تو تھا سو ہوا
 کون دل شمع بنا تھا سو ہوا
 کون دل شمع بنا تھا سو ہوا
 کون دل شمع بنا تھا سو ہوا
 کون دل شمع بنا تھا سو ہوا

قابل نماند ہوئی زلف تو تھا سو ہوا
 کسبی بول کہ یہ نشان نہ ہوا تھا سو ہوا
 غلک تو رہی تو ماہ میں پہرہ کسی نہ ہوا تھا سو ہوا
 روق جھوٹک کا بھگے پر ہوا تھا سو ہوا
 ہوزہ میں درخشان تو تھا سو ہوا
 کمان نلق صبح از صبح تو تھا سو ہوا
 کمان نلق صبح از صبح تو تھا سو ہوا
 کمان نلق صبح از صبح تو تھا سو ہوا
 کمان نلق صبح از صبح تو تھا سو ہوا

لوہا جو جیٹل ہے زہر زہریلی ہے
 کارٹا بیابان اسٹھ فلک سے چھوڑ گیا

کراہیوں سے جیب سے بیان بیان بنا گیا
 کیا جانے کل فدا ہے کھسا لگان بنا گیا

انہی خندان غمنازاد بیان بیان
 فی خندان جان نمان بیان بیان

میں سے میرا تھوڑی سا تھی یہ سہرا قلم لیا
 ہر ایک کبکے پار ہو ترا حرام لیا
 نظر سے خلق کے کرتے نہ جھکو تمام لیا
 کہ زندگی کا انھوں نے مزہ تمام لیا
 حسد کی کوئی اسپر کہ جن سے تمام لیا
 سلام کر کے کسی نہ لاکھ دام لیا
 کھو نہ فکر تو دوسے کوئی کام لیا
 اُدھر ہا رہے ہر ایک گل کے جام لیا

یہ خیر و شرخ سوجن گل پالا میو سخی
 بساں طار رنگ خاقدم کے کر
 ترسک چشم تھا میں کہ او فلک توتے
 سناش اہل جن طے رشک ہو سوا
 کسی کا میں سے مہو نہ والی دم
 کہیں واسطے نصیب کے ہیں ہوائی
 کھو میں آنکھ نہ بکھا تلاش دنیا میں
 ادھر شروع ہوا صبح نغمہ بلبل

دوسرے کو اول بیا بیان کے
 غصہ سے تو ہمیں یہ سہرا قلم لیا
 دست سے ہر ایک کبکے پار ہو ترا حرام لیا
 غصہ سے ہر ایک کبکے پار ہو ترا حرام لیا
 غصہ سے ہر ایک کبکے پار ہو ترا حرام لیا

ان خندان یکہ مرا حال ردو یا
 دیکھ ان خروں حریف کردو گدو ہوا
 کیوں باتیں تم بتاتے ہو تم میں چل دیا
 زاہر بنے چٹکے اُسے پھیر دھو دیا
 پلیمیں اٹھا کر ملک لون کا بلو دیا
 نارنگہ میں اشک کا داہہ ردو یا
 ہم پی گئے اُسے ہمیں قسمت نے چو دیا

تائیر عشق سے مزہ درد کھو دیا
 منو ترے مرین کا بھلے کو جو دیا
 ہوس کا دھڑلے کر دو جھکو دی رہے
 ملنے کی دست تڑکی تو کھائی تھی میں تم
 تاراج تاخت فوجی خط کی کہوں کیا
 دیکھا میں جب گل میں تھی ہا دست غیر
 ہوسکے ڈالنے کو نہیں شہد م میں فرق

کلمات سودا
 ان خندان کے زہر سے جسے سردان بنا گیا
 ان خندان کے زہر سے جسے سردان بنا گیا
 ان خندان کے زہر سے جسے سردان بنا گیا

لوہا جو جیٹل ہے زہر زہریلی ہے
 کارٹا بیابان اسٹھ فلک سے چھوڑ گیا

کراہیوں سے جیب سے بیان بیان بنا گیا
 کیا جانے کل فدا ہے کھسا لگان بنا گیا

انہی خندان غمنازاد بیان بیان
 فی خندان جان نمان بیان بیان

اعمال و کتب کا نام لکھا گیا ہے جو اس کتاب میں مذکور ہیں۔
 اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔
 اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔

فوید پچگان موسم ہزار آیا قسم نہ کھائیے ملنے کی قبر سے ہرگز بزرگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہو ہماری خاک کو چشم تر کرنے نہ کی گئے مہانے کیا کیا ستیزہ جو نہ خاک مانتے کیا تیرے شہرہ آفاق	ہر ایک تاک کو گلشن میں گل دہا آیا کہانہ تم نے میان ہکو اعتبار آیا جو اپنے دل پہ کسی شکل سے خبا آیا ہمیشہ گریہ کنان ابرزار زار آیا کہ گل جبا تو بھروسے بے شمار آیا دگر نہ میں سر کر چہ سے لاکھ بار آیا
---	--

قبر لے وادی میں سووا کی یون شب ہے آج
 کہ ایک شیخ کسی بے گنہ کو مار آیا

ب دل سستگان کے گروں میں ماں آیا سینے میں عاکو لایا چو شب یون تک ملنے کا ایک دم بھی ان صفت دل جو مان کو نہیں تک ملی تھی جد لگی جو قیمت بخشش تو وہ بہا لگی آئی تھی بہت نہر نازان نہ تو اسپرگز جگر سنگ میں ارباب ہم آگے وہ صاحب ہنر نہر	ہر بے صدادہ چینی حسین کہاں آیا کہنے لگی اجابت کید ہر خیال آیا اوگتا کے اٹھ گیا وہ تب جی مجال آیا قسمت کہ یک نگہ پرین اُسکو وال آیا لیکن بیان زبان تک حرف سوال آیا گو ہر نکاتے کا کسب کمال آیا کینہ کیلے دل سے جسکو نکال آیا
--	---

اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔
 اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔
 اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔
 اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔

اس کتاب کے نام سے مراد ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے
 وہ سب کچھ ہی ہے جو اس کتاب میں مذکور ہے۔

بہن کا کہنا کہ وہ سب سے زیادہ سزا دے
 میں نے سزا دے دی ہے اور سزا دینے کا
 حق میرا ہے اور میں نے سزا دے دی ہے

حباب سا کیا ہوگا استغفا تمام اپنا
 بیچو بیچو مٹی غشائی ہستی کو مری ہرگز
 اگر کچھ تو خاک سے صبا کرنا کچھ بھی نہیں
 کہاں سے شیخ جو کچھ مری کے کرتے کو
 رکھا خود میں نظر سے اس میں جاننا
 کہ میں نے کیا کئی نہیں تیار نام اپنا
 نہیں گو یا زبان شعلہ دہن کس کو پالم اپنا
 کہ ہر بندہ خدا کا کر لیا جن نے غلام اپنا

سنا حباب اس تھا ہر ذکوہ صراحت مجھوں سے
 کیا تیرے غزال کے تین سو دانے رام اپنا

جھونکی نظر دین میں ہم سب کے ہیں جھونکی
 کروں کیا آہ امید مٹی ہو کس طرح اپنا
 نگر کر بواؤ کچھ دکھنا پوچھا اس تو دکھ ہمارا
 جو وہم آئی ہے تیرے غشائی ایک علم میں مری
 اثر ہمارے غم کا غلام نہیں ہے ایک تیرے دل میں
 جہاں تیار چول ہمارا کچھ تو غلام تو ان گذر کر
 جھین میں عقل وہ کرین ہیں طلب اس کی
 ہونے و نہ ہونے میں کون ایک مری ہیں ہیں
 اگر ان طبیعت سے ہوں ہر ذکوہ جی طبیعت

عجب طے مٹی کی مٹی اور غشائی ہے ہر ایک اپنا
 نہ گھیر میں نہ ہاؤ کسا شیوہ یہ ساتھ کچھ ہمارا
 یہ درد سن اس میں کس کس کی مٹی کچھ ہمارا
 جس میں شہزاد اس کی ہر مٹی کچھ ہمارا
 وگرنہ نہ سنگ کے نہ ہاؤ ہوگا نہیں ہمارا اپنا
 کوئی بھی ہر مٹی کچھ ہمارا کچھ ہمارا
 جو ہم ہونے تو ہر ایک مٹی ہر مٹی ہمارا اپنا
 نہ ہر مٹی کچھ ہمارا کچھ ہمارا ہر مٹی ہمارا
 خدا کا ہر مٹی کچھ ہمارا کچھ ہمارا

بہن کا کہنا کہ وہ سب سے زیادہ سزا دے
 میں نے سزا دے دی ہے اور سزا دینے کا
 حق میرا ہے اور میں نے سزا دے دی ہے

بہن کا کہنا کہ وہ سب سے زیادہ سزا دے
 میں نے سزا دے دی ہے اور سزا دینے کا
 حق میرا ہے اور میں نے سزا دے دی ہے

بہن کا کہنا کہ وہ سب سے زیادہ سزا دے
 میں نے سزا دے دی ہے اور سزا دینے کا
 حق میرا ہے اور میں نے سزا دے دی ہے

بہن کا کہنا کہ وہ سب سے زیادہ سزا دے
 میں نے سزا دے دی ہے اور سزا دینے کا
 حق میرا ہے اور میں نے سزا دے دی ہے

غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا
 غنم تھا ایک خانہ میں اس لڑائی کا

یہ مرغ دل ہریشہ گرفتاری رہا بلیں کے گل نظر میں نظر ہی رہا چھاتی پہ میری اہم سنگاری رہا تجھ عشق میں دیدہ خوبا نہی رہا پھر جنگ جہا پس دیواری رہا سووا کے دیکھنے سے تجھ غاری رہا جیسے ہوا وہ خلق بد اطواری رہا	چھوٹا بوز لخت تو پھینسا دم خط کے بیچ جاتی رہی تجھ چین سن کی بہار جیسے ہوئی ہو قابل شمشیر وہ کمر سوکھا نہ ایک پل مردانان دستین دیکھا ہی تجھ کو در پشیر جن نے ایک بار اک دوزا کی تیرے اس شوخ سے کہا بولنا کہ تیرے حق لہو فت اس امر میں
---	--

آنا تو وہ بڑا ہے کہ پرے کا جس کے رنگ
 بہر عمر اسکی شکل سے بیزاری رہا

پروا نہیں میں بھی وہ دل نہیں رہا ملنے سے جبکہ ہم سے پھر تو کہیں رہا نیلری مہیان تاہم واپس رہا پشیر بھی میری جان تجھے مجھے کہیں رہا	گو کہ میں سب کیلئے تو امی ہمیں رہا کیا فائرہ کہ در پے تحقیق ہم رہیں اسباب میں دوزخوی کبھی خیال میں صبر قرار و ہوش دل دین فرا کیا
---	---

نکلا کسی ہی طرح دل سے ترے حجاب
 سووا سے تو تیار سدا شرمگین رہا

آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا

آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا
 آرزو وہ دل میں یہ دل بھٹکا ہی رہا
 کونسی طرح کی ساعست کربتے ہوئے رہا

میں تیرے چہرے پر اب دیکھا
 جس پر کون سے عیش میں
 دل نہ تیرے چہرے پر دیکھا
 جو لہجہ دل سے لطف آتا
 اور نہ یہ جب عتاب دیکھا
 اس وقت میں تیرے چہرے پر دیکھا

میں تیرے چہرے پر اب دیکھا
 جس پر کون سے عیش میں
 دل نہ تیرے چہرے پر دیکھا
 جو لہجہ دل سے لطف آتا
 اور نہ یہ جب عتاب دیکھا
 اس وقت میں تیرے چہرے پر دیکھا

کیوں یاد لینے سے رزقہ مشکین کو کرتے
 ڈوبے اچھلے تو بہت کچھ ہیں کوریا کے
 استقامت کے عجیبے نہیں حسن لغزش
 عیش آلودہ انوس کے اسجا کرنا
 فضل حق ہو تو منزل ہی ترقی ہو جا
 آہ ناکہ سحر دل پیچھے اُس کا
 تیج کا خرم اٹھا سنبھلے انسان لیکن
 سو جی تیرے تقدیر کو ہمارے کی

کسین بھی خیر شاہین میں پلٹے دیکھا
 ڈوبا اس چہرہ فراق کا نہ اچھلے دیکھا
 نخل کا پائوں نہ میں رہتا جھلٹے دیکھا
 جسکو یو بچی تو آستہ تہی ملتے دیکھا
 قطرہ گوہر ہر صورت میں نکلتے دیکھا
 میں ہوا ہے نہ کبھی سنگ بگھلے دیکھا
 سامنے تیرے گئے نہ سنبھلے دیکھا
 جب کبھی قتل عاشق کے نکلے دیکھا

اپنے منہ کے نکلا کن نے سخن کو گو ہر
 نعل سو وہا ہی گوہر ہے اور گلے دیکھا

پرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا
 کیونکر نہ بکون میں ہاتھ اسکے
 کچھ میں ہی نہیں کون ایک
 بے جرم و گناہ قتل عاشق
 کچھ ہو تو ہو ہر دم میں راست

پر وہیں تھا آفتاب دیکھا
 پوست کیلے میں خواب دیکھا
 اسکے لیے بان خراب دیکھا
 مذہب میں تیرے خواب دیکھا
 ہستی میں تو ہم عتاب دیکھا

میں تیرے چہرے پر اب دیکھا
 جس پر کون سے عیش میں
 دل نہ تیرے چہرے پر دیکھا
 جو لہجہ دل سے لطف آتا
 اور نہ یہ جب عتاب دیکھا
 اس وقت میں تیرے چہرے پر دیکھا

میں تیرے چہرے پر اب دیکھا
 جس پر کون سے عیش میں
 دل نہ تیرے چہرے پر دیکھا
 جو لہجہ دل سے لطف آتا
 اور نہ یہ جب عتاب دیکھا
 اس وقت میں تیرے چہرے پر دیکھا

میں تیرے چہرے پر اب دیکھا
 جس پر کون سے عیش میں
 دل نہ تیرے چہرے پر دیکھا
 جو لہجہ دل سے لطف آتا
 اور نہ یہ جب عتاب دیکھا
 اس وقت میں تیرے چہرے پر دیکھا

سو اور چونکہ میری بیعت ہے ان کے ساتھ
 حال کے وقت میں بھی میری بیعت ہے ان کے ساتھ
 حال کے وقت میں بھی میری بیعت ہے ان کے ساتھ
 حال کے وقت میں بھی میری بیعت ہے ان کے ساتھ

جو کہ بات میں ہے وہ اس کے ساتھ
 جو کہ بات میں ہے وہ اس کے ساتھ
 جو کہ بات میں ہے وہ اس کے ساتھ
 جو کہ بات میں ہے وہ اس کے ساتھ

کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ

کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ

پھر ہوں دست میں ان کا وہ تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا
 کہ جو بیٹو تو زمی تو مہربان تھا

کہ ہر کوئی چھوڑ گئے بلکہ مہربان تھا
 اگرچہ مکونہ چھوڑ گئے بدگمان تھا
 اکیلے آئی کی تکو تباد نہیں تقریر
 ہوا ہر دل صفت شرک گامی و ہر سیات
 جسے حال سے محبت کے صاحب محل
 سنا ہو جو سو وایہ مصرع صاحب
 کہ اچکھن میں اس کو میں اکیلا دیکھ
 دیا جواب دم سے ہر باغ می خواہد
 جو ہو گا اس کو میں بھی چلون کے بیچ

سنا ہے تو کتنے لگا کہ پونج کو
 گرفتہ ایم اجازت ز باغبان تھا

آہ میں پر یہ سنو دیکھو کہ کیا تھا
 وہ بند پیر میں میں دیکر گرہ گیا تھا
 شاید سنا میں جو کچھ فرم کہ گیا تھا
 ورنہ نہ ہوتی باتیں تیری میں سگیا تھا

جب ہم میں تباہی دیکھ کر کیا تھا
 غنچے نے حال گل کا تجھے کہا کہ اس
 وہ سوخ آج ہنسے نظر میں نہیں ملاتا
 کیا کیا دلا کے نیت کھامیں بازو لگو

کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ
 کہ میں نے اس کے ساتھ

کلیت سے ہے بیمار و گلاب در در
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن

صبر و صبر و دین و دل عارفانگ خواب
 یہ عیش و شمع کہ تو ہو نہیں بیخ تنگ خواب
 کچھ سچی ریل غش کا ظلم تنگ خواب
 ماٹھنگے بنت پھر بھی کہ ہو بگاڑت خواب
 رنگس کا ار گیا ہو ریل غش تنگ خواب
 بکجا کر جو شوخ ہمارا شکر خواب
 ایسی تو یہ کہا کہ صد آفتنگ خواب
 پاؤ طلب کہ وہ عرض سکے تو تنگ خواب
 پارہ کتو اس کے کا دل تنگ خواب

کیا کیا کہوں تو مجھے سے عشقے لیا
 پھولوں کی بیخ چڑھ سوتو کیا ہوا
 گناہ کی بھنگ کی لگی گسٹرو کو
 کیا کیا لڑائیاں تھیں سرک سو نہیں ہم
 سے نہیں آج کے آنکھیں لڑائیاں
 چھوٹے نیگ بین نہیں آتی ہو سکون
 تو ماہ صوفی شیخ تو جو دگر انکی نیند
 دوسرے شکست خواب دل خستے فلک
 جو ابلی و جو شیر و شاکی وہ شمر و

دلیل ہے تو ہی شیب غلاب پھر
 دیاں ہوئی ز نغمہ دیجا بید
 دیاں ہوئی ز نغمہ دیجا بید
 دیاں ہوئی ز نغمہ دیجا بید

احسن الکریم

سکر نیند پاتا ہے کہ سوون میں شیر حسن
 سو واپہ کہ شور سے کام و تنگ خواب

فکر کبھی کبھی گری ہو گیا یار
 رہتا ہر ہی سوچ کہ گھر ہو گیا یار
 کیا جانے اس وقت کہ ہر ہو گیا یار
 ایدر بھی کہیو اسکا گز ہو گیا یار

بھلا شک میں ن ابراز ہو گیا یار
 آرزو ہوا تاکہ میں جاتا ہو گیا یار
 گزرتی شب و ذرا سی فکر میں جگہ
 آخر تو پھر کچھ نہ سہ خانہ بخت

کلیت سے ہے بیمار و گلاب در در
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن

کلیت سے ہے بیمار و گلاب در در
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن
 کھینکے کی پتی دست کی دگر مٹی بن

بہار نوری درخت کا پھول ہے جو کہ
 پوری دنیا میں بہت ہی نادر ہے
 اس کی جڑیں زمین کی گہرائی میں
 پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور اس کی
 پھولیں تو آسمان کی بلندیوں پر
 لہکتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا ہے: ﴿وَاللَّهُ يَخْتَارُ﴾

<p>فصل گل ہے ایک گلگشت چمنی گلگشاہ پکے پانی ہو پھل ہوا ہوا ہوا ہوا بیجا ہو سر سے تار ہو شراب اٹھائے سکر ارض سما کے پردے کو</p>	<p>ستار اپنے میں ساتی ہیں پیر میں ایک دم باقی ہو ماہی جاب بزرگ و نہ ختم ہوں خاک پاؤ شراب نگہ کے آگے سویر کوئی سوا شراب</p>
---	---

رویت الہام

<p>دوا ہے جو کہ سر کو شکست لکڑہ گام دل میں رو کا سر سے وہ دکھ نہیں چھوے کہ یہ کار کا ٹاٹا شکستہ دل زہوں کس طرح کہ عاشق کے جو پوچھا حال کچھ آج سے نہیں بیان بیان کیا کہ دن میں زشت کوئی کا</p>	<p>تھوڑے روز کہ پونجی زشت شکست کہ پونجی تار زکوہ کشت شکست پیادوی پاؤں میں خاکیں زشت شکست بیان زلف تان کہتی پونجی شکست ازل کو سکھو میں نہی پونجی شکست نیل سحر کہ جسے دیو ایک شکست</p>
--	---

غزل ہے جو اتری کے نوح ہوئے شاعر
 کہ چون لے شہ شطرنج کر ز کشت شکست

شہنی شکست کر گیا رہا ز کشت شکست
 نظر زمین عشاق کے جوتے اور کشت

پھر وہ روز کا پونجی پونجی
 ہوا ہے جو کہ سر کو شکست
 لکڑہ گام دل میں رو کا سر سے
 وہ دکھ نہیں چھوے کہ یہ کار کا ٹاٹا
 شکستہ دل زہوں کس طرح کہ عاشق کے
 جو پوچھا حال کچھ آج سے نہیں بیان
 بیان کیا کہ دن میں زشت کوئی کا
 تھوڑے روز کہ پونجی زشت شکست
 کہ پونجی تار زکوہ کشت شکست
 پیادوی پاؤں میں خاکیں زشت شکست
 بیان زلف تان کہتی پونجی شکست
 ازل کو سکھو میں نہی پونجی شکست
 نیل سحر کہ جسے دیو ایک شکست
 غزل ہے جو اتری کے نوح ہوئے شاعر
 کہ چون لے شہ شطرنج کر ز کشت شکست
 شہنی شکست کر گیا رہا ز کشت شکست
 نظر زمین عشاق کے جوتے اور کشت

نوران

سودا اور سو داغہ شائع ہو گیا ہے
 اس کتاب کے لئے میں نے غرض ملاقات کی ہے
 اس کتاب کے لئے میں نے غرض ملاقات کی ہے

سودا نہ ملا کر اپنے تو اسے مذکی پر رسم
 ہے اس ان کی طرز ملاقات کے طرح

کھسپ کی دیکھ کر روئے زمین کو کھیلے
 کچھ بھی اچھا نہ خراب اس لئے کھیلے
 وہ نہ گلشن پرین سے میری کوئی طائی طرح
 سیل کی طرح اس کے گھر کوئی اور کھیلے
 سیکر کی زلفوں سے تیری ان کے گلزار کھیلے
 تو اگر کوئی تھے ہیں تو تھانے کی طرح

شع میں چکر سے گزرا جی کی طرح
 یا تبسم یا نگار یا عدو یا گاہے پیام
 لیلیٰ کو کوہوں کی زبان کی کاہیں میں
 بجز ان آنکھوں سے میری ہم سے صحران
 لگا کر بیٹھے جو ناخن سے تیرا کرتا ہے نہ ہر
 گھر کیا ایسا تان و لنگر دوسری ب

باہے گل تو اسے کی چین یا چین سے پہنچا
 کچھ نظر آتی ہے اسے سودا بہا ر آنے کی طرح

نالہ کرتی ہے تو میری ان نثار کی طرح
 دوسری میری اس شوخی پر بہا ر کی طرح
 تیغ اگر خیزد ہر ان پتی ہو کسار کی طرح
 کو بظاہر نہ سیدھی ہی گشتار کی طرح
 طالب ہم کی نظر سے گشتار کی طرح

آہ کس شوشن سے ہوا ر کی طرح
 طفل کب تک کاہی دیکھا کبھی بلیہم
 نہ بندھی قصید گاہ ناک ہم سو کر
 تجھ فروتن کی ہر جوں نقش گلشن سے
 دیکھا ہو نہیں تھی ہم میں ایک گانٹھ

اور تو اس کے لئے کھیلے
 کچھ بھی اچھا نہ خراب اس لئے کھیلے
 وہ نہ گلشن پرین سے میری کوئی طائی طرح
 سیل کی طرح اس کے گھر کوئی اور کھیلے
 سیکر کی زلفوں سے تیری ان کے گلزار کھیلے
 تو اگر کوئی تھے ہیں تو تھانے کی طرح
 باہے گل تو اسے کی چین یا چین سے پہنچا
 کچھ نظر آتی ہے اسے سودا بہا ر آنے کی طرح
 نالہ کرتی ہے تو میری ان نثار کی طرح
 دوسری میری اس شوخی پر بہا ر کی طرح
 تیغ اگر خیزد ہر ان پتی ہو کسار کی طرح
 کو بظاہر نہ سیدھی ہی گشتار کی طرح
 طالب ہم کی نظر سے گشتار کی طرح
 آہ کس شوشن سے ہوا ر کی طرح
 طفل کب تک کاہی دیکھا کبھی بلیہم
 نہ بندھی قصید گاہ ناک ہم سو کر
 تجھ فروتن کی ہر جوں نقش گلشن سے
 دیکھا ہو نہیں تھی ہم میں ایک گانٹھ

یادوں دماغ اسکے قدر کا کیا
 تو ایسے سے ار کی رفتار فلک سے
 سینہ پر گردوں کی تیز گولیاں
 جیہ جیہ ہیں جیہ جیہ ہیں
 جیہ جیہ ہیں جیہ جیہ ہیں
 جیہ جیہ ہیں جیہ جیہ ہیں

برسات میں کھانچو اسکی دکھانے بہت میں تو منجھی کی لگا پھا کو پیا ظہار سخن کچھے کیا خاک زمین پر مدد تری یوں ہی ہومری خاک میں تجھ کو سو عیار پنجو میں اٹھنے مزدنگا ساتی بیٹھے لیکے پونج جلد من میں الہ کا ستون ہونہ مرا کبشب تار کلا جو منجھے ہوا شہرہ آفاق یوں کی نہ تھی سیف کی سہیت یہ کسکو پھل جا ہوا گردین کے تم نخل سوار شیخ اس صید کو مصبوط گره دیو مبادا	مانتو پیچھے کے کرے تیر ہوا پر ڈالا ہے زمانہ نے یہ اندھیر ہوا پر ڈھونڈ رہے تھلا صاحب اک میں پر جسطرح کلا لون کا پیر جاک میں پر رہتا ہوں میں باویرہ نراک میں انگر ایان لیتا ہو پونج تان میں تو گر میں اک ان میں فلاک میں پر بیٹھی ہو سخن سچو نکلی یہ ڈاک میں پر صحرے کی مریخ جو ہڑھاک میں پر تو جاو و صنو گاڑو مسواک میں پر یہ کھل نہ پڑو یہ فتراک میں پر
--	---

گر ہو کشش شاہ خراسان کی سووا
 سجدہ نکرون ہند کی نایاک زمین پر

تیرا ہے زہر خریدار فلک پر ماریو یہ نیم شب تار فلک پر	یوسف کی تہمتی گرمی بازار فلک پر پونجی ہومری آہ شریار فلک پر
---	--

یوسف کی تہمتی گرمی بازار فلک پر
 پونجی ہومری آہ شریار فلک پر
 تیرا ہے زہر خریدار فلک پر
 ماریو یہ نیم شب تار فلک پر
 سجدہ نکرون ہند کی نایاک زمین پر
 گر ہو کشش شاہ خراسان کی سووا
 اس صید کو مصبوط گره دیو مبادا
 پھل جا ہوا گردین کے تم نخل سوار شیخ
 یوں کی نہ تھی سیف کی سہیت یہ کسکو
 کلا جو منجھے ہوا شہرہ آفاق
 الہ کا ستون ہونہ مرا کبشب تار
 ساتی بیٹھے لیکے پونج جلد من میں
 تجھ کو سو عیار پنجو میں اٹھنے مزدنگا
 مدد تری یوں ہی ہومری خاک میں
 ظہار سخن کچھے کیا خاک زمین پر
 بہت میں تو منجھی کی لگا پھا کو پیا
 برسات میں کھانچو اسکی دکھانے

کلام ہوا

۲۹۱

اس

کلام آیتہ کبریٰ ہذا میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل میں غم و غصہ اور کینہ و کدورت رکھے اور اسے دیکھ کر کسی اور شخص کو دکھ ہو جائے تو اسے دیکھ کر اپنے دل میں غم نہ لے اور نہ ہی اسے دکھ ہونے دے بلکہ اسے مسکرائے اور اسے دعا دے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے لبردار کرے اور اسے اپنی رضا سے نوازے۔

شراب شوق کی جیت تک پیا کرے سووا
 تجھے نصیب ہوا مرگت کا مہربان مانو

سو جتن کیجے تو تک نکلے ہر گھر سے باہر
 صبر فرمائے ہے مقدر ریشہ باہر
 نے سے بھی نہ لے نکلتا ہوا شرکے باہر
 عیب کو اپنے پونچھا بھی پتھر باہر
 در نہ دان کیا ہو جو ہو اپنی نظر سو باہر
 نکلوان اس غائب سید کے گھر سے باہر
 درد لانا ہے بہت حقن جگر سے باہر
 نکلنے کے لیے دیدہ تر سے باہر
 نکلے شکر شکر شکر شکر سے باہر
 طفل آدمی کو کچھ تو گے ڈر سے باہر
 نکلے ہر گھر کی جان گھر سے باہر
 سر نکالنا نہ دے خون سے سپر باہر
 پر قدم میں نہ رکھا دکنی نگر سے باہر

یہ تو مرگتا شیبہ ہے گھر سے باہر
 طاقت اک آن نکل گیا میں ان دوست
 خیر آہ تجھ کو کچھ بھی گھر سے سینہ میں
 منفعیل ہو عمل رشتہ ایوں گھر میں
 رازدیر درم فشا نگرین ہم ہر گز
 دل کا آؤ تو تکی سو فلک کے سپہا
 صنعت کمال بھی ابل سو نہیں کتا
 اشک تہ پھون آن کہ غیب سے گذر کر
 اتر آن باؤن تہ تھ میں نکلیا شکر تھیر
 اسی کہ پھیر سے نہیں ضرور شکر
 آدمی گھر سے نہ زاہر پسر اس طرح جو
 جین پر چڑھنے سنی تیغ تری جدم سے
 بیو کہ ملک سلیمان کے بلا یا نکلو

کلام آیتہ کبریٰ ہذا میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل میں غم و غصہ اور کینہ و کدورت رکھے اور اسے دیکھ کر کسی اور شخص کو دکھ ہو جائے تو اسے دیکھ کر اپنے دل میں غم نہ لے اور نہ ہی اسے دکھ ہونے دے بلکہ اسے مسکرائے اور اسے دعا دے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے لبردار کرے اور اسے اپنی رضا سے نوازے۔

کلام آیتہ کبریٰ ہذا میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل میں غم و غصہ اور کینہ و کدورت رکھے اور اسے دیکھ کر کسی اور شخص کو دکھ ہو جائے تو اسے دیکھ کر اپنے دل میں غم نہ لے اور نہ ہی اسے دکھ ہونے دے بلکہ اسے مسکرائے اور اسے دعا دے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے لبردار کرے اور اسے اپنی رضا سے نوازے۔

کلام آیتہ کبریٰ ہذا میں ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے دل میں غم و غصہ اور کینہ و کدورت رکھے اور اسے دیکھ کر کسی اور شخص کو دکھ ہو جائے تو اسے دیکھ کر اپنے دل میں غم نہ لے اور نہ ہی اسے دکھ ہونے دے بلکہ اسے مسکرائے اور اسے دعا دے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے لبردار کرے اور اسے اپنی رضا سے نوازے۔

اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب
 اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب

تازو عتاب اٹھائی کسی ہو بھگوان
 تو ہی انہو تو سپر جن ہے کیا حصول
 شیرازی گرتہ بھگو میسر ہو ہنگار

سو واکا دو جان میں یا مریضے
 اب کون ہے تا تو حسرت دیدار تھ بھینہ

جام کل تیرے اب بیل کوستی ہو
 خندہ گل نے کیا ہے بلبلو کا قتل عام
 جوش ہو میر ہو جنوں کی کیا خوش تی ہو
 آستان باز ہے ہو کس اسپر بھگوان
 کسکو گلگشت چمن کا ہے داغ او باغیان
 دل نہ تو کو کہاں سخن گرم کر اور جنوں
 شور شکر ہنوا یوں کا ابلتار ہو دل
 عارض گل برینین شبنم عرق شہر کا
 کسی آنکھوں سے کہوئی ہو سنی بیکر
 خوش گوارو عنید بے گلشن میں بہن

بکاو آنکھوں سے یہ ذوق ہی پرستی ہو
 پیر اب گلشن میں کیا بیخو لیکے ہی ہو
 سپرین میں گل کی نہیں جی آتی ہو
 آتش گل سے کوئی دین جلائی ہو
 کبھی کبھی اگر بان یاں آتی ہو
 کیوں مجھے ہر حال تاجی شاقی ہو
 رخصت کیا آ آ صیاد جاتی ہو
 وہ بھگوان جنوں بارہ بواجی ہو
 اس بیس گنج کیا دھو میں جاتی ہو
 جائزہ تیرا حال بلاتی ہے بہار

اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب
 اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب

اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب
 اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب

اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب
 اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب

اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب
 اب فدا خاطر ہو سو واکا جو اب

۲۹۵
 گلزار ہمایا

روشن صاف و جملہ

راز مہر کرمان ہو جو ہر مول میں جانو جس میں
 سب سے پہلے کھینچ نہیں آتا اس کے لئے جس
 میں سے پہلے کھینچ نہیں آتا اس کے لئے جس
 میں سے پہلے کھینچ نہیں آتا اس کے لئے جس

یک قطرہ جو نے آڑی سووا کو جگہ سے
 باروت کے توڑے رہے بس ایک تل آتش

یہ سچ فراموش وہ نہا فراموش
 اس گھر کے فضا گر گیا سمار فراموش
 نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش
 اور ہنسنے کیا رخنہ دیوار فراموش
 دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش
 جگو نہ کیا دل سے میں نہا فراموش

دین شیخ و بہن نے کیا پار فراموش
 دیکھا جو حرم کو تو نہیں یر کی وسعت
 بھولے نہ کھینچ ل سے مرا صرح جاگاہ
 دل سے نہ گئی آد ہو س سیرین کی
 یا نالے کو کر منع تو یا گریہ کو ناصح
 بھولا پھرون ہوں آپ کو اک سیرین کی

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سووا
 وہ تاشنوا حرف میں گفتا فراموش

باغبان عالم بھی سو یا ہوا میں خروش
 اسی مسلمانوں ہو مسجد میں کان فیروش
 خون ناحق نے ہماری خاکستار ہو خروش
 یان جسکو دیکھے سو ہوا ہوا کفن بدوش
 ایہ صرول بچے ہوا دھرو نہ خروش

آشیان کو مست اجازت کے فرماؤ خروش
 دیکھے وہ آنکھیں کج فی خراب برد کو تلے
 لالہ و گل سے پوچھو یہ زمین سخن رنگ
 اُبھرے ہو کیا جاب نطاعے حریر پوش
 سکھ تیند ز ہفت خلعت نیک سو سکون

مادان تلکاش طرہ زرت سے تو باز
 چون شیخ بونک نوکر تر از اس کے جس
 اپنے نسوا کسی کو ٹپا یا جیبتے جس
 کی قطع رو رو گیا اسے اس وقت باج
 سووا بسر فراموش سے اس وقت باج
 وہ باج گناہوں اسے جس میں مران فراموش
 اس کے قطع سے جو عہد ان اخصاص
 کہیں ہو یا جیبتے اسے اس وقت باج
 کہیں ہو یا جیبتے اسے اس وقت باج
 کہیں ہو یا جیبتے اسے اس وقت باج

۳۰

تو ہوتے ہیں اس کا
 نام ہو اس کا
 کہ جو ان سے اس کا
 کہیں ہو اس کا
 عبات دوستی اس کا
 کہ باہر میں کیا ان سے اس کا
 کہ باہر میں کیا ان سے اس کا
 کہ باہر میں کیا ان سے اس کا

بہارِ حیات میں لکھا ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو پڑھیں اور اس میں سے کچھ کلمے یاد کر لیں ان کو اللہ تعالیٰ بڑی رحمت سے نوازا کرتا ہے۔

سب سے وہ حق قرآن کے جو تو وہ عطا
مجھے یہ فکری ہو تو اپنی ہرزہ گوئی کا
خدا کی واسطے چہرہ اتر تو منبر سے
ستا کسی سے تو نام بہشت پر تجھ کو
ثبوت حق کی کر بھی سمجھوں یہ ہو لیکن
اڈرون ہوں میں کرین مذہبی آجھی کا
ہزار شہدہ مگر اس میں تین چھپاتا ہے
سخن ہے وہ کہ موثر دلوں کا ہونا دان

پہلے دہن کے تئیں اپنے کر فوہ عطا
جو اب یو بگا کیا حق کے رو برو عطا
حدیث و آیہ کو مت پڑھ تو ہو ضو و عطا
گل بہشت کی پہنچی نہیں ہو پوہ عطا
تری تو نفی کرم پر ہو گنگو و اعظ
تبرکات میں داخل ہر ایک معہ و اعظ
تری جو گپڑی ہی یہ صورت ہو و اعظ
یہ لوح گوئی ہے جس سے ہو گنگو و اعظ

کہا تو مان لے سو واکا تو بہر اس سے
لب دہن کے تئیں کرے شہدے شوہ عطا

ردیف عین حملہ

اشک کے قطرے نیسان کا اثر کھتی ہو شمع
کون ہو میرا بجز یہ نہ داند مرغ نامہ بر
تو مرے غم سے نہ رو یا اور میری خاک

سر سے لیکر تاق دم سلک گھر کھتی ہو شمع
شرح سے مکتوب کے میرے خبر کھتی ہو شمع
شام سے تا صبح اپنی چشم تر کھتی ہو شمع

بہارِ حیات میں لکھا ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو پڑھیں اور اس میں سے کچھ کلمے یاد کر لیں ان کو اللہ تعالیٰ بڑی رحمت سے نوازا کرتا ہے۔

بہارِ حیات میں لکھا ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو پڑھیں اور اس میں سے کچھ کلمے یاد کر لیں ان کو اللہ تعالیٰ بڑی رحمت سے نوازا کرتا ہے۔

بہارِ حیات میں لکھا ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو پڑھیں اور اس میں سے کچھ کلمے یاد کر لیں ان کو اللہ تعالیٰ بڑی رحمت سے نوازا کرتا ہے۔

ادویات فین مجرمہ

یہ سوز دل سے سوز عشق تڑپا تو کبھی کبھی کھانسی
 سینه سے سوز عشق تڑپا تو کبھی کبھی کھانسی
 پانچوں کر جب سے نہو جائے سوز دل
 فوٹا پتھر دھونڈنے سے دوچار دل
 ہاتھ لگائے دل پر پکارا اس سے دوچار دل
 دل سوز عاشقان کوئی سودا سا نہیں
 پروانہ بل مے تودہ ہوشیار دل
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 پروانہ کی اور شمع کی نسبت ہوا دوش
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 عاشق ہی کیسے کوئی اس زباں پر

لوہو انگشت کہ جو کہو بہان کھتی ہوش شام سے صبح تک شک وان کھتی ہوش ایک عالم کے تئیں گریہ کنان کھتی ہوش ہم بھی کہدیں کوئی بچھو کر ان کھتی ہوش	گنتی ہو عمر تاسف ہی میں سن کم کچھ ترے بیمار کے بالین پر تہنا آپ ہی شمع تہلے شمع کی طرح اپنے ساتھ شہرہ تاب تب زبیں ہوزبان داسک
---	--

سوز تاسوز تفاوت ہو یقین کر سودا
 داغ جو دلیم ہوا اپنے سوکمان کھتی ہوش

سینہ بھی یان بے صف جنگ ہو سچ میںخانہ شکل کعبہ میں تنگ ہو سچ آئینہ خانہ در نہ بہ رنگ ہو سچ مانند امن چمن و گنگ ہو سچ روزی برے کو رو کر لنگ ہو سچ شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہو سچ گلشن میں تڑپے گل و رنگ ہو سچ دو گز زمین ندان رنگ ہو سچ سودا کی واسطے قہ رنگ ہو سچ	مراگان کی گرفتار کبڈن شک ہو سچ زادہ جگہ نہ وان ہو تو حاضر ہو گھر مرا نقص صفائی اپنا نہ پوچھا تو دان ملک دامان سیل اشک مرا بر زمین ترے پے ہمتی سب باگ دو کا ہو در زیا چڑیا سے بے پجا ہو نہ میرے تک کھو تاکون کی واسطے ترے نیر کے سوناز خواہش جن میں ہو ملک کی انکھ میں زخم بادہ پر گو کہ عرصہ کیا محتسبے رنگ
--	---

کیا سودا

عاشق ہی کیسے کوئی اس زباں پر
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 پروانہ کی اور شمع کی نسبت ہوا دوش
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 عاشق ہی کیسے کوئی اس زباں پر
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 پروانہ کی اور شمع کی نسبت ہوا دوش
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 عاشق ہی کیسے کوئی اس زباں پر

سوز دل سے سوز عشق تڑپا تو کبھی کبھی کھانسی
 سینه سے سوز عشق تڑپا تو کبھی کبھی کھانسی
 پانچوں کر جب سے نہو جائے سوز دل
 فوٹا پتھر دھونڈنے سے دوچار دل
 ہاتھ لگائے دل پر پکارا اس سے دوچار دل
 دل سوز عاشقان کوئی سودا سا نہیں
 پروانہ بل مے تودہ ہوشیار دل
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 پروانہ کی اور شمع کی نسبت ہوا دوش
 سوزش میں کوئی سودا سا نہیں
 عاشق ہی کیسے کوئی اس زباں پر

از صفا تا پیدہ کی فزادہ کی طرف
 در وقت قاف
 بسبب نہ جان ہو گل گلزار کا
 جو گل دار سو تیرا گل رخسار کا
 جو دل سے پیران عاشق ناوار کہ
 عشق ہو اور ہم دینا کا عاشق
 عشق کو محبت کے عذری ہوین دین
 نے بچہ کا طالبان نذر قار کا
 بایں مجھ جانی ہوں باہم
 ہوں ایسے اس پونہ کا عاشق
 اور سر سے قامت کے تری قری تو
 چکارہ بچانہ سے اسے

ثابت ہوئے خون مراد باز پرس
 پتھر کی ایک تھا سخن اسکا ہزار صفت
 ترے کے تیرے واسطے صد چو شاد ز دا
 بولین کے روز حشر سو جلا و کھٹرون
 بولی زبان تیشہ نہ فرما دی طرف
 قمری گئی ہو کاٹھے مٹشاد کی طرف

سو دا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی کہ
 ہوتا ہو تجکو میرے استاد کی طرف

مائل تھا بسکہ دل مرا پیدا و کھٹرون
 غیر دن کی بات نہ کہوں کان نہ کھو
 پہچانیں ہم نہ گل کو نہ ہم گل کے شناس
 جو رستم تھدی داندوہ و درد و غم
 سامان نالہ شب ہر تہیا پرا و اثر
 خون بہ چلا بدن سے تو جلا و کھٹرون
 لیکن کبھی تو میری بھی فریاد کھٹرون
 مٹھ کر کے آنکھیں لیان صیا و کھٹرون
 مائل ہوئے ہیں اس دل نالہ و کھٹرون
 میں دیکھتا ہوں تیری بھی اندر کھٹرون

خون کر رہا ہو جو پیش رک جان میں تری
 سو دا نہ دیکھ نشتر مٹشاد کی طرف

مرضی جو آئی چرخ کی پیدا و کھٹرون
 تصویر ہو کے آپ ہی جیران رہ گیا
 دیکھے جو ایک آن تر آمد و خوشترام
 مائل کیے دل اس تم ایجا و کھٹرون
 بیٹھا تو مٹھ کو پھر جو ہزار کھٹرون
 قمری نہ دیکھے پھر بھی مٹشاد کی طرف

کھٹرون
 سو دا
 کیا قدر ہے کہ غزل اس کا
 جاکہ ہونے و نشترہ فریاد کا
 جس سے ہر کچھ رسوا ہوئے
 عشق کو یاد دھنسا لگا نہیں
 غزل کے خون کا ہر کچھ
 گاہ اجاری جوان کا نام
 اس طرح ہر کچھ جو روئے
 کیا ہوں اسے ہر کچھ
 مٹھ کر کے آنکھیں لیان
 مائل کیے دل اس تم ایجا
 بیٹھا تو مٹھ کو پھر جو
 قمری نہ دیکھے پھر بھی

از صفا تا پیدہ کی فزادہ کی طرف
 در وقت قاف
 بسبب نہ جان ہو گل گلزار کا
 جو گل دار سو تیرا گل رخسار کا
 جو دل سے پیران عاشق ناوار کہ
 عشق ہو اور ہم دینا کا عاشق
 عشق کو محبت کے عذری ہوین دین
 نے بچہ کا طالبان نذر قار کا
 بایں مجھ جانی ہوں باہم
 ہوں ایسے اس پونہ کا عاشق
 اور سر سے قامت کے تری قری تو
 چکارہ بچانہ سے اسے

کیا بنا ہے جان قدرت نے ازین گلے گلے
 بنو دریا پر جس سنگز سے تون با بنو
 کیان کی پین ازین پین گلے گلے
 بنو دریا پر جس سنگز سے تون با بنو

چون لالہ داغ داغ ہو دل تیرا بہن
 جس جا کہ ذکر حسن ہو تیرا تو اس جگہ
 بندہ میں بیدرم ہوں ترا اسکو جان

نسبت نہ غنڈ لیب سے سودا کو دیکھو
 بسلیر آن کا ہو تری وہ شہید گل

جائتا ہو دل تو جا میو ہیشا راجکل
 خنجر مرثہ ہو تیرنگہ تیج ابروان
 کوئی دو انہیں ہو موافق بغیر حیل
 گرز فر میہی ہو ہمارا تو ہم صفر
 بستج گریہی ہو جو رکھتا ہو شہ
 عرصہ سچہ ہمارا کاساقی پہنچ شتاب
 گری ترا سلوک یہی ہے اسی صنم
 دست چل تو اس لٹک سے کہ عالم قدم تلے

تیری زبان سے عہدہ برا کیونکر ہو کوئی
 سووا سے ہو جو کچھ تری گفتار آجکل

روایت ہے

تھا ہوا ب تخطا آیا جو کس سلوک میں
 کھا ہو دل شہنشاہ کا نہیں ہو
 باجین عوی بیوت کا نہیں ہو
 خفا ہے عجب وہیل بر جون کو نہیں ہو
 چھوٹے ہیں شرف ہم جہل آج نہیں ہو

۲۱۵

کھا ہوا ای اریون پریا میں
 کھا ہوا ای اریون پریا میں
 کھا ہوا ای اریون پریا میں
 کھا ہوا ای اریون پریا میں

کوئی سووا سے ہو جو کچھ تری گفتار آجکل
 سووا سے ہو جو کچھ تری گفتار آجکل
 سووا سے ہو جو کچھ تری گفتار آجکل
 سووا سے ہو جو کچھ تری گفتار آجکل

سیدنا ابو بلعہ کبریٰ کی روایت ہے کہ میں نے اپنے پیغمبر کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔

اسے کسی دل پر جب آفت زد چشم ہو قاتلہ ارتکب کہ ہرہہ نظر چشم دیدانگی سے ہو بچہ بزم بال پر چشم دیکھا نہ بجز اشک کوئی نامہ پر چشم تا عجب برابر پڑے سود و صر ز چشم رکھتا ہی ترے جلوے کو میری ہر چشم عالم میں نہیں قدر شناس گھر چشم	مہر جو بلا کا ہی سو ہو وہ نظر چشم اتنا ہی نظر رونے سے ہر دم کے بچو اور گئے ہی جلوے پر حسینوں کو میری نگہ کتب غم اس عشق تلک سیل سے بچو دیدار کے وعدے پر زکھ منتظر اتنا چاہے تو جہاں ہرے پار کہ تصور موقی کو حد نہ کے ہرے اشک بچو
---	---

یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔

سر نہ تو ان آنکھوں میں ہو پر کیا کون سودا
 آفاق کے ہو موجب نور بصر چشم

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوں تمام صیاد سے ہوں ای اثر ناکہ منغل اشک آنکھ سے تھمے تو رہے ناز سوزیل آتش کو رنگ گل کے صبا تو نہ پونگدی	ذرا بھی ہم ترپنے نہ پائے کہ بس تمام آتش ہی آسنے دام کو ٹورے نفس تمام جب قافلہ بھگے تو ہوا بانگ جس تمام سلواے آشیان کے مرے خار خوش تمام
---	---

سودا ہوئی ہر شاہ کو زلفین آگنی راہ
 اس دست نارسا کو ہی کیا دسترس تمام

۳۱۶
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔

یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔
 یہاں تک کہ وہ اپنے سر پر ہاتھ رکھتا تھا اور فریاد کرتا تھا کہ اے اللہ! میری قوم کو ہلاک نہ کر۔

فانی ازون سے ہوا میں پناہ دیا جانے والا
 راہ میں ہر پل کو پھولوں کی طرح پھیرا گیا
 دل کو توڑنا ہوا تو دل سے ہر گھٹکے کو لے لیا
 عید تو زبان سے کہتا ہے قدم کی بجا دہم
 فانی نے ہر لمحہ سے تڑپا ہوا ہر لمحہ
 عین نکلا ہے اس کی طرف سے ہر لمحہ
 طوق غم کی اس سواری کو اب ازاد ہے

کام سے شمع حرم سے فرج دیر سے
 دوستی کا غیر کے کیا ذکر اس میں کہ دوست
 جس جگہ تیری جگہ ہیں ان پر وہ ہم
 آشنائی میں ترے ہیں سچے بیگانہ ہم

جب تصور سچ ان زلفوں کے چپکے ہو چکے
 کرتے ہیں آنکھو خیال اپنے میں سودا شاتہ ہم

عاشق تو نا مراد ہیں پراس قدر ہم
 کہتا تھا کل کسو سے کر ڈنگا کیسے قتل
 دیکھیں تو کسی چشم سے گریں نہیں نشانی
 بیٹھانہ کوئی چھانوں پایا کیسے بھل
 قاصد کے ساتھ چلتے ہیں تو کیا پیرنگ
 اتنا کہاں ہو سوز طلب تل تنگ کا
 یا شاگ نہیں ضعیف کہ کئی ہیں میر کھنڈ

سو واہ کہتے تھے کہ کیسے تو دل ندے
 رسوا ہوا پھر سے ہو تو اب در بدر ہم

خانو پر در چین میں آخری صیاد ہم
 خندا گل بے شک فریاد طبل بے اثر
 اتنی خدمت ہے کہ ہو میں گل سے گل آواز ہم
 اس سخن سے کہ تو جا کر کیا کرینگے یاد ہم

۳۱۸
 سوز و غم کی آواز ہے
 دل کی آواز ہے
 سوز و غم کی آواز ہے
 دل کی آواز ہے

سوز و غم کی آواز ہے
 دل کی آواز ہے
 سوز و غم کی آواز ہے
 دل کی آواز ہے
 سوز و غم کی آواز ہے
 دل کی آواز ہے

کھا جائے تو اس کا فائدہ بھی اتنا نہیں ہے جتنا کہ اس سے پہلے کھا جائے۔
 روایت تون

یہ روایت تون سے ہے کہ اگر کسی کو اس وقت روکنا ہو تو اس سے پہلے کھا جائے۔

وہ بولی شکہ وہ یوں بھی ہوا باقر اور ہوا	تو کیا چھینے تھی میں گل کا گلی تو اور کھینچ
مجھے وضع جہان میں شاکہ محفوظ رکھا ہے	ہمارا آخر ہوا گل میں گل کدھر کدھر
ترے آگے سے خورشید کا منہ خوش نہیں آتا	
چمن سے ورنہ کیوں جاتی رہی وقت ہر شبنم	
پتیا ہوں یاد دوست میں ہر شبنم جام	بے یاد دوست مج کو ہر پتیا حرام جام
اچھی سرکشی نہ کراتے فروغ پر	ہو کلنبہ فقیر کا بیدر تمام جام
کیوں شیخ اسکو منجھ نہ لگاؤ نہیں کس لیے	لاتا ہوں تیرے یار کے ہر دم پیام جام
رہتا شمال جام دہن و تمام عمر	دیتا نہ زخم دل کو اگر اقیام جام
جمشید کو تھی مملکت جمہوری ستم	گرتا نہ جلد آن کے گرا تمام جام
سو و تھا وقت نزع کے گلے کا شکر	
جنش لبون کی دیکھی تو کرتا تھا جام جام	
وہی ہیں جن ہی اتین ہی ہر فجر و شام	وہی ہر روشنی مہر و مہر کچھ تھی مدام
نجانو در محبت کا کیا ہوا یارب	کہ دوستوں سے جدا کر کے گوشل پیام
ہمیں لے آئی ہو شہر غریب بنے	کبھو انھوں کی سیرت نہ نامہ پیغام
علی انخصوص تغافل کو میر صاحب	کہو نہیں کس سے کہ باوصف تھا جام

یہ روایت تون سے ہے کہ اگر کسی کو اس وقت روکنا ہو تو اس سے پہلے کھا جائے۔
 روایت تون

۳۱۹

یہ روایت تون سے ہے کہ اگر کسی کو اس وقت روکنا ہو تو اس سے پہلے کھا جائے۔
 روایت تون

کے لئے ہے لیکن اس طرح اور ظالم
 کو اپنے لئے جو کچھ کرنا چاہتا ہے
 وہ کر لیتا ہے اور اس کو کوئی
 ٹھکانہ نہیں ہے۔

عکس گلہن رنگ ہو گل کار گل کی نہیں
 خوش صدا ہوتی ہو وہ چینی کہ حسین بزم
 مختلط انسان سے ہو غیب کی کی تجویز
 شہر ہو آفتاب نیل اس چشم پر بر نہیں
 زلف کی اسکی گرہ کچھ غنچہ رشبو نہیں
 نیل بگڑا ہو کہیں بارو یقین مجھ کو نہیں
 حامل کشتی ہو دریا ہو کچھ آج نہیں
 خواہش ترک نیاز و ناز دہنو نگاہ نہیں

گر نہیں باور تو دیکھ آئیے میں ہا جاں
 بولنا بھانا نہیں اسکا جو اور ہو
 جب بیدار ہوئی ہو تو یوں ہی ہو باہر
 تیغ کہہ سکتے نہ اسکو در کمان کی بلال
 شانہ کھولے گا صبا میر محل صبحک کا
 شے ترک عشق برائے یوں بلا سوخ
 روئے برسوں پر نہ پونجی نزل مقصد چوہم
 خط سبز اسکا یہ کچھ درد ہو امیر اسفید

مگر آئینہ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے
 وہ کر لیتا ہے اور اس کو کوئی
 ٹھکانہ نہیں ہے۔

ہیں کہا سو داسے وہ جی ہانتا ہو جگہ یارا
 یوں لگا کنے محبت ہم میں کچھ کیسو نہیں

مجھے عاشق نہ جوہ اپنا جفا کا کہ میں حاصل
 جہاں چھو مجھے جرم نہ ہا اپنے قابل ہوں
 ذیجان دا اسکے تو ہر کچھ میں ہیں لیکن
 نہ دانہ آبلہ چھتے شہن میں میری مائتہ آئے
 نرم و صدمت میں کیا کیا بادہ جوشی بار بار کھا

مگر آئینہ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے
 وہ کر لیتا ہے اور اس کو کوئی
 ٹھکانہ نہیں ہے۔

لگا لہو شہید نہیں کے کا یہی بود اصل ہوں
 میں سر سے تا قدم یار و نثار تیغ قابل ہوں
 گرہ کا میں پیشانی کے دقت نابل ہوں
 جو ہر دم برق کامور وہی اسخ من کا صاف ہوں
 فلک کے شیشے میں گرا سنی سے بغافل ہوں

میں کہا سو داسے وہ جی ہانتا ہو جگہ یارا
 یوں لگا کنے محبت ہم میں کچھ کیسو نہیں

مگر آئینہ تو جو کچھ کرنا چاہتا ہے
 وہ کر لیتا ہے اور اس کو کوئی
 ٹھکانہ نہیں ہے۔

عاقبت شہزادہ تامل تو اضع حال
 خیر ہوسن کھانی کھانے سے چون جواب
 فتنج و کمان کیلئے ختم و جہت ہریان
 خیر ہوسن کھانی کھانے سے چون جواب
 فتنج و کمان کیلئے ختم و جہت ہریان

دو ہن ہارے ہر سنگ نفرتہ سودا کو یہ ظالم اگر بیٹھے ہوسے دیکھے فلک دو چار اسپین	دل جان بدہ صبح و شام تیری آہ لیتے ہیں ہمارے درد کی تدبیر ایسی نہیں سکتی چکے انصاف جس و عشق کا جب گہری ہلاکت تری شہج کا دشمن نہیں ہر دیر میں اپنے
--	---

دو ہن ہارے ہر سنگ نفرتہ سودا کو یہ ظالم
 اگر بیٹھے ہوسے دیکھے فلک دو چار اسپین

ور نہ لیلی ہر ہر اک محل میں سمجھو تو کہوں زور ہر جھمکا ہوش گل میں سمجھو تو کہوں شیشہ ہر پتھر کی ہر اک سل میں سمجھو تو کہوں جھمکا ہر عاشق ہو گیا اک سل میں سمجھو تو کہوں عیش ہر دنیا کی جو محفل میں سمجھو تو کہوں آپ ہی جو خیر قائل میں سمجھو تو کہوں	قیس کی آوارگی ہو دین سمجھو تو کہوں چشم کم سے خلق کو آپس میں مٹا بھاگرد سیکدہ اور کہیں کیا ہر تفاوت شہج جی ناہو کیفیت ان آنکھوں کی کیا پوچھو تو کہوں جانتے ہو عیش تم دنیا میں جھو نہیں کرتے ہو ہر دم جو وصف چشمہ ارجحیات
---	--

تم جو پوچھو ہو بھڑک دل ہی کا سودا سودا
 جو تڑپ کا ہر مزا سہل میں سمجھو تو کہوں

خوب نمون لہری کی روش کہت ہریان
 خواہان جان جو پاپا تو عالم بہت ہریان

دیکھا جو باغ و بہر زمانہ
 کمر فتنی ملاپ کی باہر بہت
 آریا ہون نازہ دینا کج
 پور جا ہون سے وکلی
 سووار کسے کی نام کہت ہریان
 کا شوق ترسنا ہنہ یہ ملک و مہلت ہیں
 ۳۲۱
 کھانے کی دینا میں آئے منظر
 ہر جھمکا ہوش گل میں سمجھو تو کہوں
 شیشہ ہر پتھر کی ہر اک سل میں سمجھو تو کہوں
 جھمکا ہر عاشق ہو گیا اک سل میں سمجھو تو کہوں
 عیش ہر دنیا کی جو محفل میں سمجھو تو کہوں
 آپ ہی جو خیر قائل میں سمجھو تو کہوں

وہ خط اس کو کتابی بہ ہم پہنچا ہوا
 ہر وہی گردن عشاق کو بڑے تیغ جفا
 صاف پلٹتے سے نہ خود کو خط میں تیار
 ہجر اور وصل سے کچھ کام نہیں ہو چکا
 عمر دورہ بھی عشرہ ہو خرم کا سا
 کار فرما جو ہمیں لو چھے تو کیا دینگے جواب

سیکڑوں دن ستم کہہ رہے ہیں نہ مایوس ہیں ہی حامل نہ کبھی دست نگارین جہین زہشت رو کا ہر دل اٹینہ سے کھینچتے ہیں بات وہ کبھی کرنا کہ لکھتے ہیں جہین کہ دل اپنے کو سدا یاد دہن عکسین ہیں وہ کیا کام نہ دینا ہوتی نو دین جہین	وہ خط اس کو کتابی بہ ہم پہنچا ہوا ہر وہی گردن عشاق کو بڑے تیغ جفا صاف پلٹتے سے نہ خود کو خط میں تیار ہجر اور وصل سے کچھ کام نہیں ہو چکا عمر دورہ بھی عشرہ ہو خرم کا سا کار فرما جو ہمیں لو چھے تو کیا دینگے جواب
--	---

لطف کیا رکھے ہو اس باغ کی سیرا سو سو
 شاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گلچین حسین

حیران ہو کر کس گل گزار پریشان ہر طرف مہر رخ گرفتار پریشان کر دیکھتے جہیت کسار پریشان ہر در طلب سجہ و زنا پریشان یوسف کی ہو جہیت بازار پریشان تاغم نہ کرے خاطر خنجر پریشان ہوتی ہو فلک پستی پریشان	تجھ جہین ہر رخ ہر رخ پریشان سنبھل سے صبا کسکے لے آئے قفس تو کیا چیز دل اسکا ہر جونا کی جہت کہ کفر کا مل ہو یہ دل کہ سو اسلام اس جنس کا انسان ہو تو پیار کو کچھ دیکھ میں دہل اس واسطے کرتا نہیں اظہار اختر نہ سمجھو یہ مری آہ شر بار
---	---

عاشق کے دیر و صبر و وفا
 حجاب لب جو بینا اور انجلیان ہم
 حین کو رے کوئی وہ دیکھتے ہیں
 خوشی کو میرے شانے میں رو رو
 ایک جگہ جوں جوں کرتے ہیں
 جو شاعر اسے کہتے ہیں
 کی زلف کا ہم سنبھل سکا ہوں
 خدا دیندوں کو وہ وہ خط و کتابت
 ہر طرف مہر رخ گرفتار پریشان
 کر دیکھتے جہیت کسار پریشان
 ہر در طلب سجہ و زنا پریشان
 یوسف کی ہو جہیت بازار پریشان
 تاغم نہ کرے خاطر خنجر پریشان
 ہوتی ہو فلک پستی پریشان

۳۲۵

فوت آوا جو کوئی دم دردم
 فلسوں کو نہیں بنائیں
 نام سار و دو زلف و دو خط
 لاکھ ہونے پر بار بار
 کیا بکال آنی وہ سار کون
 زمین آن جو نازان کا جو طبل
 نالہ آواز کا جو طبل
 اسے ترسے کہے ہیں
 اسے ترسے کہے ہیں
 اسے ترسے کہے ہیں
 اسے ترسے کہے ہیں

میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں

کوئی تعمیر کی میرے نہیں ہر پر سیاہات
 فکر موز دن نہیں کرنے کو گرفتار سے
 سو چون ہوں اپنے نہیں جن کو نہ زیاد
 گرم جوشی نہ کرو مجھے کہ مانند چنار
 ہونیں نہ جوشی دم خوردہ کہ تاداشت علم

صفحہ ہستی پر ایک حرف غلط ہو سودا
 جب مجھے دیکھتے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہوں

نے بلبل چمن نہ گل تو دمیدہ ہوں
 گریاں بچل شیشہ و خندان بطرز جام
 تو آپ سے زبان زد عالم ہو در نہ میں
 کوئی جو پوچھتا ہو کہ کس بیچ ہو داد خواہ
 تیغ نگاہ چشم کا تیرے نہیں حریت
 کس سے کروں میں عوی دل جا کے بچا
 کرتا ہو جا کے گل کی تسلی چمن میں تو
 غافل ہو کیوں ترا میری فوج سے گوش دل

میں موسم بہار میں شیخ بریدہ ہوں
 اس سیکیدہ کہ بچ بچت آفریدہ ہوں
 یک حرف آزر سے بلند رسیدہ ہوں
 چون گل ہزار جا سے گریبان ریدہ ہوں
 ظالم میں قطرہ مژدہ خون چکیدہ ہوں
 دل داوہ زلف رخ دلبر زیدہ ہوں
 خون جگر سے میں بھی تو دامن کشیدہ ہوں
 اری بختبر میں ناک حلون بریدہ ہوں

میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں

میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں
 میں کیا ہوں اگر وہ ان کو دالوں

کوئی تعمیر کی میرے نہیں ہر پر سیاہات
 فکر موز دن نہیں کرنے کو گرفتار سے
 سو چون ہوں اپنے نہیں جن کو نہ زیاد
 گرم جوشی نہ کرو مجھے کہ مانند چنار
 ہونیں نہ جوشی دم خوردہ کہ تاداشت علم

کون ہی نہیں ہو گا وہی لکھو دلکھو چین
 کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر جنا
 جو ن برف ہو گئے ہیں جنک تان بہند

<p>مگر کان نہر سکین ہو لگا ہیں پھید لیان جس بگینہ کے خون ہیں چاہیں یو لیان اتنے تو بلکہ گم رہیں کابل کی رو لیان</p>	<p>کیون ہی نہیں ہو گا وہی لکھو دلکھو چین کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر جنا جو ن برف ہو گئے ہیں جنک تان بہند</p>
---	--

سو د ا کے دل سے صاف نہ رہتی تھی زلفت یار
 شانے نے بیچ پڑ کے گرہ اسکی لکھو لیان

<p>سبب کیا کاروان رد کی سدو دین ہیں بیا سو رو یا خاک چسپے اگتی ہیں آہیں بجائے دانہ ل ہو دیں گون زین کا ہیں یہ ظالم مار ڈالیں بات کے کہتے جسے چاہیں</p>	<p>نہ اشاک لکھو تو ہون دے اگتی ہیں ہیں مرے گلشن میں کجا لہ ترا سر سبز تو مری روئی ہیں و زہر سز میں پر چاہیے برقان بتان کی دوستی پر لکھن ہو کے سو کا تر ہو</p>
---	--

نہ ہو چا نزل مقصود کو مجنون بھی او سو دا
 جھک جا یہ لکھتی ہیں ملک عشق کی راہیں

<p>یہ اگر سچ ہو تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں رو دیا ان نے اور اتنا کیا کیا کہتے ہیں ایک شیشے کو کبھی ثابت نہ رکھا کہتے ہیں پوچھی اہل حنون سے کہ وہ کیا کہتے ہیں</p>	<p>تو نے سو دا کے شین قہل کیا کہتے ہیں جس سے پوچھا کہ دل تو شہ کو کہتے ہیں محتسبے کسی منجنا نہ میں جا اور اہد تو تو اس معنی سے کیا شاد ہو ہو گیا</p>
--	---

کجا لہ ترا سر سبز تو مری
 روئی ہیں و زہر سز میں پر چاہیے برقان
 بتان کی دوستی پر لکھن ہو کے سو کا تر ہو
 جھک جا یہ لکھتی ہیں ملک عشق کی راہیں
 یہ اگر سچ ہو تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں
 رو دیا ان نے اور اتنا کیا کیا کہتے ہیں
 ایک شیشے کو کبھی ثابت نہ رکھا کہتے ہیں
 پوچھی اہل حنون سے کہ وہ کیا کہتے ہیں
 تو نے سو دا کے شین قہل کیا کہتے ہیں
 جس سے پوچھا کہ دل تو شہ کو کہتے ہیں
 محتسبے کسی منجنا نہ میں جا اور اہد
 تو تو اس معنی سے کیا شاد ہو ہو گیا

کجا لہ ترا سر سبز تو مری
 روئی ہیں و زہر سز میں پر چاہیے برقان
 بتان کی دوستی پر لکھن ہو کے سو کا تر ہو
 جھک جا یہ لکھتی ہیں ملک عشق کی راہیں
 یہ اگر سچ ہو تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں
 رو دیا ان نے اور اتنا کیا کیا کہتے ہیں
 ایک شیشے کو کبھی ثابت نہ رکھا کہتے ہیں
 پوچھی اہل حنون سے کہ وہ کیا کہتے ہیں
 تو نے سو دا کے شین قہل کیا کہتے ہیں
 جس سے پوچھا کہ دل تو شہ کو کہتے ہیں
 محتسبے کسی منجنا نہ میں جا اور اہد
 تو تو اس معنی سے کیا شاد ہو ہو گیا

عجلہ کیا صحت کو دین کے وقت میں
 آئے تھے بھی منقسل کبار تہ دام
 پیارے نگہ لطف نہ بھر عمر کی تو نے
 بچہ حسن کی اس واسطے ہو گری بازار
 اکدم نہ تھنبا خون مری نگھو تو گھو پیا

آزاد ہوئے اور گرفتار رہا میں
 آنکھوں کو تری دیکھ کے بیمار رہا میں
 او شوخ ترا بسکہ خریدار رہا میں
 از بس ترے ہاتھوں نے دل افکار رہا میں

صد شکر کہ رحمت کا سزاوار ہوں سودا
 گرجے کے نزدیک گنہگار رہا میں

ناوک نے تیرے صید کچھوڑا راز میرا
 کیونکر نہ پاک گریبان دل کروں
 زینت دلیل مفلسی ہو تاکان کو
 احو مرغ دل سچے کے تو چشم طبع کو کھول
 چلے میں کھد کھنچ کیا قد کو جو کمان
 پایا ہر ایک بات میں اپنے میں تھے
 دست گرہ کشا کو نہ تر نہیں کر توفک
 ہر ساجھے تو ایک میں تھے ہن کمی
 سو وا خدا کی واسطے کر قہر مختصر

تر پہ ہونے قبلہ نما آشیانے میں
 دیکھوں میں تیری لبت کو زینت شام میں
 نقش و نگار چھپتے نہیں کچھ اسکے خانہ میں
 تو نے سنا ہو دام جسم کدوہ دل نے میں
 تیر مراد پر نہ بٹھایا نشا نے میں
 سعی کو جس طرح سخن عاشقانے میں
 سخی بندھی و کیم میں گشتا زین
 جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانے میں
 اپنی تو نیندا گئی تیر ہوسا نے میں

شہ اس ختم ہو گیا مری حیرت میں
 نیشتر سے پور ہو گیا کس نے جہان میں
 سبب ناز پر چا کس نے جہان میں
 ختمش لیبو کا کے شوق کس نے جہان میں
 موم گل اور جہان میں کس نے جہان میں
 اپنے جی سے عداوت کس نے جہان میں
 کب کو خا کس نے جہان میں

۳۳۵

فلک کی روئے کی گلوں میں
 عجلہ نہ جیسے دل میں تو شکر باد میں
 تو کہ دہوں تو ہوں عجلہ باد میں
 عجلہ نہ جیسے دل میں تو شکر باد میں
 تو کہ دہوں تو ہوں عجلہ باد میں

اور وہ عجلہ نہ جیسے دل میں تو شکر باد میں
 تو کہ دہوں تو ہوں عجلہ باد میں

نور گلشن میں زلف کس نے جہان میں
 کمان

دل آہ آہ سے کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو توڑ دیا ہے
 دل آہ آہ سے کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو توڑ دیا ہے
 دل آہ آہ سے کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل کو توڑ دیا ہے

دل آہ کو اپنے پھر مت سنگ نامت
 ایسی ہوتا ہر نادان عشق کا انجام دنیا میں

تگر سوا تو شکوہ ہم سے دل کی سقاری کا
 محبت کی کو دیتی ہو میان آرام دنیا میں

خوار بازار ملامت ہو بسودا بتان در میان کیا کروں شیخ کبری پستان کاش دیتا میں کسی سنگ دل جہان اب کی طرح بھی تم ہیں یہ جو جہان کیا میں تم سے کہوں فسون تان ہا بتان تم ویسے دام مجھے اور میں بھر پائے تان	ای خوش حال ہوا جو کئی رسوا بتان کفر سے اچے مراد ہو نہایت نزار الفت و ہر کی ذرہ جو میں نہیں ہو بو بیگنا ہوں یہ نیا حق جو تم کرتے ہو دل ہی تم جنس کو بیدار کیے رکھتے ہو مول لیتے ہو جو اس دل کو تو یوں ہی لہجے
--	---

اب خدا ہی تمہیں سمجھا دے مرے دل کا درد
 تم سمجھتے ہو کوئی سووا کے سمجھائے تان

ای آہ کیا کروں نہیں بکتا اثر کہیں جسکو پچھارتا ہوں سو کتا ہر کہیں ظالم میرے ہو جام تو جلدیے بھر کہیں دامن گر نچوڑیے ای ابر تر کہیں	جی تک دیکے لون جو ہو کار کہیں ہو نہ نہیں ہو صبح نہ آتی ہو جگہ ٹیند ساقی ہواک تبسم گل فرست بہار پھرنے لگے جو تو کھنچے ریا بہا
---	---

دل آہ کو اپنے پھر مت سنگ نامت
 ایسی ہوتا ہر نادان عشق کا انجام دنیا میں
 دل آہ کو اپنے پھر مت سنگ نامت
 ایسی ہوتا ہر نادان عشق کا انجام دنیا میں
 دل آہ کو اپنے پھر مت سنگ نامت
 ایسی ہوتا ہر نادان عشق کا انجام دنیا میں

۳۳۷

دل آہ کو اپنے پھر مت سنگ نامت
 ایسی ہوتا ہر نادان عشق کا انجام دنیا میں
 دل آہ کو اپنے پھر مت سنگ نامت
 ایسی ہوتا ہر نادان عشق کا انجام دنیا میں

کیا کروں یا کس کی کا شمع کی اسکی بیان
 دست پیش کا طبع ہو کر کعبہ دل کا طوطا
 چشم من مست جمیور و خدا جانے فلک
 یہ کہیں لڑنے کی ہمت تو کھائی ہر قسم

بیچوں ہوں خواب سے صوفیوں میں غلام کو
 دور کر اسے شمع من سے جائے احرام کو
 پوچھے ہر دامن سے کسکے تیغ خون آشام کو
 دل جو دیتا ہو کوئی تو جان کر آرام کو

کر کے تو بہنا صفا سودا مصلے کل ہوا
 آج پھیر لی ہو مصلتا رکھ کر دو جام کو

بادشاہت و جہان کی بھی جو ہو تو مجھ کو
 شہ پر اسکو ہر نظارہ خواب کی تلاش
 کی میں جیب عرض تمنا تو یہ ظالم بولا
 شرم من برق زدہ کا ہون وہ اندر کھجے
 خشک کے کہتی ہے کبھی چشم جو دامن مجھ تن
 کچھ کہیں گو کہ خالیوں مرے حق میں ہوا

ہوں گریبان دل یا رہیں الفت کامل
 داغ نہیں امن صحت چھ سو و سٹے مجھ کو

آلودہ زقعات ترق و کچھ حسین کو
 اختر ہر سے جہاں میں فلک پر زمین کو

ہرگز بجان اس کے عیب نہیں
 لگتا نہ فساد نام سے اگر کرم
 جو نہ دروغ ہے ہر حال میں
 کس کی ہمت تو کھائی ہر قسم
 دل جو دیتا ہو کوئی تو جان کر آرام کو
 بادشاہت و جہان کی بھی جو ہو تو مجھ کو
 شہ پر اسکو ہر نظارہ خواب کی تلاش
 کی میں جیب عرض تمنا تو یہ ظالم بولا
 شرم من برق زدہ کا ہون وہ اندر کھجے
 خشک کے کہتی ہے کبھی چشم جو دامن مجھ تن
 کچھ کہیں گو کہ خالیوں مرے حق میں ہوا
 ہوں گریبان دل یا رہیں الفت کامل
 داغ نہیں امن صحت چھ سو و سٹے مجھ کو
 آلودہ زقعات ترق و کچھ حسین کو
 اختر ہر سے جہاں میں فلک پر زمین کو

جو نہ دروغ ہے ہر حال میں
 کس کی ہمت تو کھائی ہر قسم
 دل جو دیتا ہو کوئی تو جان کر آرام کو
 بادشاہت و جہان کی بھی جو ہو تو مجھ کو
 شہ پر اسکو ہر نظارہ خواب کی تلاش
 کی میں جیب عرض تمنا تو یہ ظالم بولا
 شرم من برق زدہ کا ہون وہ اندر کھجے
 خشک کے کہتی ہے کبھی چشم جو دامن مجھ تن
 کچھ کہیں گو کہ خالیوں مرے حق میں ہوا
 ہوں گریبان دل یا رہیں الفت کامل
 داغ نہیں امن صحت چھ سو و سٹے مجھ کو
 آلودہ زقعات ترق و کچھ حسین کو
 اختر ہر سے جہاں میں فلک پر زمین کو

عشق سے صہان پہلو سے تازا
 علم و تہذیب سے پیمانہ تازا
 دل سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 من سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں

اوہو سے ترسے سر کے دیوار در آلودہ کتا ہو نہوے گا بار در آلودہ یہ ہر کہ آدھرو دھویا روہین دھرو آلودہ پاؤن سے جو تو خون میں ہوتا بس آلودہ آشا ہی کہا بھر کر آہ اثر آلودہ	جس سمت لکچے اوہو نظر آتا ہو جہین بچھو بچھا کر وہ آئین جو تار ہوں لیکن نصیحت ہو بیفائدہ کیا حال اس بات میں ہی نادان تہا تو فرما کیا ہو بسوقت فرض ان نے یہ بات سنی مجھے
--	---

لذت کو مٹا ہل کی کیا آتمکو چاؤن میں
 ہو کام و دہن جہنگا شہد و شکر آلودہ

دسے کو باد صبح کو گارے کے پوائینہ دیکھ پاویگا کہیں گریہ کے منہ کو آئینہ ہا تو میں شانے کے جہنم کیسے ہو گیا آئینہ روہو ہونیکا گر پا دے گا قابو آئینہ عکس و تیرے سے ہوجاتا تو ہر آئینہ روہو دیکھوں ہوں اسکے پار پہلو آئینہ	تندر سے آٹھے ہو جہنم دیکھتے ہو آئینہ حسن لاشانی کا تیرے دوسرے ہو گا شکر چاہتا ہو سینہ کو لپٹنے کو ہن چاک باز رکھے گا تاشے سے تجھے گلزار کے فیض تیرے حسن کا یہ عام ہوا تو ہوش اس قدر رہو شوق نظارہ سے اپنے بار کو
---	---

کیا لگا لیتا ہو مہویون کو سودا آپ سے
 چشم میں اپنے مگر رکھتا ہو باد آئینہ

دل سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 من سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 عشق سے صہان پہلو سے تازا
 علم و تہذیب سے پیمانہ تازا
 دل سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 من سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں

دل سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 من سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 عشق سے صہان پہلو سے تازا
 علم و تہذیب سے پیمانہ تازا
 دل سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں
 من سے نغمہ جاری ہو کر
 دیکھ جان ہماری اور کراہیں

دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے

نہ درد دل ہی کے کہنے کی ہوتے طاقت
 نہ چپ ہی رہنے کی تاب تو ان باقی ہی

سرتا بقدم کا فریب دین نکلیں ہو
 جون پہلو سے مہوشہ پر دین نکلیں ہو
 فنذق سے جودہ دست نگارین نکلیں ہو
 جون سر پہ ترسے طرہ زین نکلیں ہو
 ہو ترش تو حرف لب شیرین نکلیں ہو
 اس دل کو تری شہنی کین نکلیں ہو

کیا کہیے وہ ہت آگ کس کین نکلیں ہو
 قطرات عوق کا ترے عارض پر جو وہ لطف
 کب یگل وزنگ پر گلشن میں خزاں
 چرخ کب جو شمع کے شعلہ میں نہ دیکھا
 میٹھا جو لگے بوٹے پھرا سکی تو کیا بات
 کجا پشتہ خواران جفا مر طلب ہیں

سو وہا یہ مرے شوخ کو کیا چاہیے زینت
 جون حہر بن آرائش و تزین نکلیں ہو

دیکھو تو کہیں کوئی خریدار ہنر ہا
 جسکو ہنر آیا اسے انکار ہنر ہا
 اس عاصی کو مدد سے سروکار ہنر ہا
 دلپہر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہا
 اگر شمع یہ بندہ تو پرستار ہنر ہا

دل جس فرو شدہ بازار ہنر ہا
 تا قدر شناسی سے خلائی کے جہانین
 آید ہی ہنر وہ کہ چہرہ میں جس گئے بخت
 عاشق جو ہنر ہا ہنر ہا ہنر ہا ہنر ہا
 کہے کو نہ پوچھو ان ہنر ہا ہنر ہا ہنر ہا

دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے

دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے
 دل جلیجے وہ جلیجے نہ سہا یہ عزیز ہے

نہاں میں کیا ہو کرے دم ستر کر کے
 اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر
 اور پھر پھر پھر پھر پھر پھر

میں بندہ ہو گیا سو وہ اب اس نازکیالی کا
 کر یا اپنے کو کھجوں ہوں مرے ہیلو میں بیچارو

ناصح جفاے عشق اگر میں ہی سہی
 دریاے عشق کیا میں تباہ کہ جسکے
 یوں نہ کھول زلف کلام خدا کو مان
 پکڑے ہاتھ تیرے ہاتھ کو ہر ایک دم قریب

تو نے بھی کچھ زراہ بھیت کسی کی
 کشتی پیرے ہر عقل کی تیری ہی ہی
 لاکھوں گرہ جہان میں تو پہنچی ہی ہی
 ہینتے بھی گو کر تری ذرہ گئی گئی

ہسو وہ تو چہرے کو ترے جیسے ہوا آفتاب
 کہتے ہیں گو کہ اسکو مثل سب ہی ہی

بیماری آج اپنے سر شام خبر لے
 پیغمبر حسن کے تجھے بولیں گے عشاق
 ہو تنگ مانے میں بہت عمر کا عرصہ
 و کہہ دے کہ سنی لکھتے ہیں باغ جہان
 خاک اسکی پرکھ پر جو کوئی جو بہی شین
 چون خضر ہوس عمر ابد کی نہیں جگو
 دیکھ اسکو اکیلا جو کیا عرض سنا

اس رات خدائی ہو تو ظالم وہ بھرے
 قرآن کی صورت جو خط اس کی پڑا ترے
 اس میں عمل نیک کیا چاہے تو کرے
 گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ترے
 آگے لب دندان کے ترے لعل کرے
 اس دم کی تنہا ہی جو کچھ پاس گذرے
 بولا کہ تجھے خیر ہو کچھ اپنی خیر لے

ناس را بی تو چھپا کر چھپا کر
 اس میں چھپتی چھپتی نور ہے اور
 انورہ میں جون کے مقابل کھجوں
 سا قیام ہے اس خند سے زاری
 ویکہ کتا ہوں تو اس تلخ بھی ل
 توڑوں ہوں اسے سب سے بے جا
 اور سو وہ اسے بن چھپا کر
 ۲۵۹
 در نہ دو ہاتھ کے لگا لگی ہاڑی
 دینا عام کر دیش افلاک سے بنی
 ہر نفس کو یہ سنا ہو کہ خاک سے بنی
 حکن نہیں ببار ہو خاک سے بنی
 محبت مری تیرا ہوا خاک سے بنی
 ہر نفس کو یہ سنا ہو کہ خاک سے بنی
 حکن نہیں ببار ہو خاک سے بنی
 محبت مری تیرا ہوا خاک سے بنی

بیماری آج اپنے سر شام خبر لے
 پیغمبر حسن کے تجھے بولیں گے عشاق
 ہو تنگ مانے میں بہت عمر کا عرصہ
 و کہہ دے کہ سنی لکھتے ہیں باغ جہان
 خاک اسکی پرکھ پر جو کوئی جو بہی شین
 چون خضر ہوس عمر ابد کی نہیں جگو
 دیکھ اسکو اکیلا جو کیا عرض سنا

یہ سب کچھ دیکھو دنیا کو کتنے حسین بسجین دنیا سے
 دیکھو نہ سارا بسجین کا مریں نہ دنیا سے
 یہ سب کچھ دیکھو دنیا کو کتنے حسین بسجین دنیا سے
 دیکھو نہ سارا بسجین کا مریں نہ دنیا سے

سیر کرباغ کی جسوقت پہرے وہ ظہرو کیا کہوں اس ل صد پارہ کا نچھوڑا یار کا ہو وہ بنا گوش کہ جسکے آگے سنا بر نقد و جہان اسکو نہ کھین عطار بیقرار و نکو ترے چین کہاں بجا از برگ شمع رویان کی اگر اٹھ چلے تو مجلس سے کوچ عشق میں ثابت رہے تو جان	مارو لو تو نہ اک مرغ چین میں ٹھہرے کہے اس سے کہ سخن جسکے میں ٹھہرے سنا ب کیا ہو جو صفا و عدل میں ٹھہرے بو ترے زلف کی گزشت سخن میں ٹھہرے ایک نہیں نہیں ایسا کہ کفن میں ٹھہرے نہیں امکان کہ تاش لکن میں ٹھہرے مانیں عاشق نہ آئے جو کوئی رنگ میں ٹھہرے
---	---

تھ خراب اور کا کوئی نہ لگنا ہو کہیں دنیا سے
 دیکھو ان باتوں میں جاہم سراجی دروست
 صحبت نظر و کھفت جاہم سراجی دروست
 اس سوا سوا کو کچھ کا نہیں دنیا سے
 جو رانی میں کسکے تو کیا کچھ دنیا سے
 سب کچھ دیکھو دنیا کو کتنے حسین بسجین دنیا سے
 دیکھو نہ سارا بسجین کا مریں نہ دنیا سے

گر زبان سے تری الفاظ نہ بندش پاوین
 معنی کس طرح سے سودا کے سخن میں ٹھہرے

۳۶
 میں کچھ نہیں جاننے سے اپنا کچھ بوجھ
 او سخن کس آگے نہ مری باقی کھلے
 کیا سنا ب رقیب آگے نہ مری باقی کھلے
 دکھلاؤن وجود اسکو تو وہ راہ عدل سے
 عکس نہ صحبت ہر دم دل سے خدہ میرا
 ایک ابھر نہ کہتا ہے کیا روی تو نہیں
 مانع نہیں کوئی کہتا ہے کیا روی تو نہیں
 الکنغ بہا لکے کوئی کہتا ہے کیا روی تو نہیں
 اس بلنگے کھنای کے کوئی کہتا ہے کیا روی تو نہیں
 اس بلنگے کھنای کے کوئی کہتا ہے کیا روی تو نہیں
 اس بلنگے کھنای کے کوئی کہتا ہے کیا روی تو نہیں
 اس بلنگے کھنای کے کوئی کہتا ہے کیا روی تو نہیں

کیا کیا تھے چاؤ و ملیں چپے لے تھو قدم مٹھل تری مبارک ہو زرد و دستوں کو او چرخ سفلہ پرورا تو آسمان بے ہر احق ہیں جو تری بھوین میں کج روی	کھلتے ہی آنکھ یار و پالا پیرا ہونم سے تیری گلی کے سگ کو کیا کام ہوا دم سے واژون ہو عقل تیری و نہ صاحب تو جیم سے اٹک اس طرف نظر کر یہ بات و دم سے
--	---

یہ ساری خوبیاں میں سودا کے دم قدم
 مینا و ساغر و موسیقی و مطرب و نئے

یہ ساری خوبیاں میں سودا کے دم قدم
 مینا و ساغر و موسیقی و مطرب و نئے
 یہ ساری خوبیاں میں سودا کے دم قدم
 مینا و ساغر و موسیقی و مطرب و نئے

وہ غلہ اور جو کھانا پکھو اور دہن تو پھر
 قیامت تو نہ تیار دے اور نہ شہنشاہ
 اسی کا کشت فوجی بنی تو غلام
 اسی کا کشت فوجی بنی تو غلام
 اسی کا کشت فوجی بنی تو غلام
 اسی کا کشت فوجی بنی تو غلام

آوے بھی عم دل سے تو تخت جگر آوے آیا جو نہ وہ شام تک تاسم آوے تجھے نہ ہو یا کہ کبھی میرے گھر آوے رکھتا کہیں دیکے سے کس کو کہ جہر آوے آتھانہ ہو شکرے تری چشم جگر آوے	مجھ چشم سے اب فکرت میں ایک کانام میں نظر اس چشم سے رہی ہوں شہر پھر تا ہوں تری دریا میں بند ہو یا گویا دل عاشق بھی ہو فیصلہ مست لکھے دکھا پنا میں کیا مقرر کو خالی
--	---

کوچے میں رقیب اسکے ترے ہاتھ سے سودا
 ایسا نہیں دیکھا کہ بارہ گر آوے

کسی عاشق کے نہ آنسو کی ٹپ جھلک کھلاو عشق زورہ کر اسی اپنی جھلک کھلاو شام سے داغ جگر صبح تک کھلاو کہ خداتا مجھے سونیکہ دکھ کھلاو دہن میں لیجا کے تجھے عرش تک کھلاو زلزلہ کہ کو کبھی خدا وہ نہ لگا کھلاو	لاکھ طوفان جہان ہر کونک کھلاو شعلہ طورہ سو موسیٰ کو چراغ مضطر جل رہا ہے ترے ہاتھوں سے وگرنہ او بیدر نیمیا جاگئے کو اس لیے سمجھا ہو شیخ چھوڑا فیون کو اگر رنگ پیے تو زاہد تیرے شوریدہ کو جس دن کہ زمین کو سونہ
---	--

آب ہو جاتا ہی قولاً وکالاً ہر اسو و
 یا رخبر کو جو ٹک اپنی پلک کھلاوے

کہ صبر کی تری گفت کو نہ غمناک
 کہ صبر کی تری گفت کو نہ غمناک
 کہ صبر کی تری گفت کو نہ غمناک
 کہ صبر کی تری گفت کو نہ غمناک

۳۶۴
 فتنے ہو جو جھلکا اس میں
 عیبت پلٹا سے پلٹا جو دل
 صبر کی زلف سے دل کی جھلک
 میں ایک آن میں کھلاؤن پلٹا جھلک
 جو تیرے سے ٹک جھلک جھلک
 جو تیرے سے ٹک جھلک جھلک

خزان میں جگر کوئی غمناک
 خزان میں جگر کوئی غمناک
 خزان میں جگر کوئی غمناک
 خزان میں جگر کوئی غمناک

کتابت اولیٰ از کتب مشرفہ اور اس کا طبع و تصنیف
 کتب مشرفہ اور اس کا طبع و تصنیف
 کتب مشرفہ اور اس کا طبع و تصنیف

سخن کو ریختے کے پوچھو تو کوی سودا
 پسند خاطر ولما ہوا یونہی مجھ سے

کب اسکو گوش کرے تھا جا نہیں اہل کمال
 پسنگریزہ ہوا ہو در عدن مجھ سے

آہم بین وارستہ محبت کی مددگاری سے
 سبب غفلت نیا ہو فقط عشق شباب
 شکوہ ہو جو رو جھا کا ترے کس کا فر کو
 قطع الفت نہ کرے کب عمل ناہموار
 ایک بین ہی نہ تھا لاہون جہان عیاشی
 موہی برستی ہو مری باعث فرزند خلق
 کام دل جہتیں تجھے ہو ہمارا محل
 تجھ طلب میں کھیو آپ کو مینے کندان

بہو چکے گر شہر بتان میں تو پڑے سودا
 رہیو بازار محبت کی خریداری سے

خورشید و مہ نے پیار سے چھپے بیوانی
 سر کی خبر نہ تھی کوئی کی نہ سر نہ پانی

ریش و پروت و ایر و کب صفاتی
 اور تیغ عشق تیری اندر صفاتی

آہم بین وارستہ محبت کی مددگاری سے
 سبب غفلت نیا ہو فقط عشق شباب
 شکوہ ہو جو رو جھا کا ترے کس کا فر کو
 قطع الفت نہ کرے کب عمل ناہموار
 ایک بین ہی نہ تھا لاہون جہان عیاشی
 موہی برستی ہو مری باعث فرزند خلق
 کام دل جہتیں تجھے ہو ہمارا محل
 تجھ طلب میں کھیو آپ کو مینے کندان

۳۷۳

کتابت اولیٰ از کتب مشرفہ اور اس کا طبع و تصنیف
 کتب مشرفہ اور اس کا طبع و تصنیف
 کتب مشرفہ اور اس کا طبع و تصنیف

ہر ایک کو گلان میں بربری جانے
 کہ حسین جانہ خلقت کی بہتری جانے
 کہ جس سے کار خلاق کی بہتری جانے
 لبان ابر سر سایہ گسٹری جانے
 مسادی از امر اتاہ لشکری جانے
 نہ یہ کہ مرنے کو بجا سپہ گری جانے
 یہ کیا ستم ہوا نہ آئین اور ی جانے
 خیال اپنے میں سر و سر کسوری جانے
 خروس آپ کو سلطان غاری جانے

مقام عدل پر جس دم سر مبارک ہوا
 وہی امور مبارک میں سکے گوشہ نشین
 ملازمن سے نہ لاویہ اشکور بر سگار
 چین ہو ملک رعیت ہو گل آفتون کے لیے
 ہمیشہ جو دو کرم میں سچم ہر ایک کی قدر
 بجا جو طرح سپاہی ہو اشکور بچو
 جو شخص ناسزا ور کلمے عالم میں
 سوائے ان نمنوں کے جو تاج زرین کو
 بیخ تاج تو یوں نرودنم جو حسطر

غرض یہ وہ غزل قطعہ بند ہو سووا
 کہ اسکی قدر کوئی کیا خیر اتوری جانے
 کہ مجھ میں ایک میں باقی نفسی دے اگر ہو
 ہمیں تو کیا نگاہ لطف میں ہے اگر ہو
 جو یوں تم گل نوخار خورشید سے اگر ہو
 تو سر پر سایہ پال کسوں دے اگر ہو

ہر ایک کو گلان میں بربری جانے
 کہ حسین جانہ خلقت کی بہتری جانے
 کہ جس سے کار خلاق کی بہتری جانے
 لبان ابر سر سایہ گسٹری جانے
 مسادی از امر اتاہ لشکری جانے
 نہ یہ کہ مرنے کو بجا سپہ گری جانے
 یہ کیا ستم ہوا نہ آئین اور ی جانے
 خیال اپنے میں سر و سر کسوری جانے
 خروس آپ کو سلطان غاری جانے

۲۷۶

ہر ایک کو گلان میں بربری جانے
 کہ حسین جانہ خلقت کی بہتری جانے
 کہ جس سے کار خلاق کی بہتری جانے
 لبان ابر سر سایہ گسٹری جانے
 مسادی از امر اتاہ لشکری جانے
 نہ یہ کہ مرنے کو بجا سپہ گری جانے
 یہ کیا ستم ہوا نہ آئین اور ی جانے
 خیال اپنے میں سر و سر کسوری جانے
 خروس آپ کو سلطان غاری جانے

ہونا تھا کہ وہ پیکر تو آری یا میری بھی طرف
 کھا کے تیرا اسکے کوچر سے نہ ہٹتا ہونیر
 حرف و اعظ مج کو مسیبتیں لایا ہونے
 زخم سینہ کا تو بھرا یا ہر لیکن غول
 اس کے کوچر میں تو کیوں جاتا ہوا
 خلاق کی سراپے لینے کو علامت کے لیے
 نہ غافل رہ زمانے سے بسیرا ہشامی
 یہ تکھنیں بن کب بربنیاں نہ نظر ہون
 نہیں و شذر لان کو سویت زنی نہیں
 ہوا زہر کو عشق خوش لبان سری و کلام
 نہ رکھا و غول تے تن میں ہر سو کچھ نہیں
 مدار زخمی تیغ زبان کو نفع کیا جسے
 شہید رسم ملک عشق ہوں سووا کہ لیتے ہیں
 جہاں جرم نگہ یر نقد جان رو دل گہنگاری
 کیا جائے کس کس سے نگہ آئی لڑی ہو
 جس کوچر میں جاوے کھو تو ک لے تھری ہو

۲۷۹

قدر

ہونا تھا کہ وہ پیکر تو آری یا میری بھی طرف
 کھا کے تیرا اسکے کوچر سے نہ ہٹتا ہونیر
 حرف و اعظ مج کو مسیبتیں لایا ہونے
 زخم سینہ کا تو بھرا یا ہر لیکن غول
 اس کے کوچر میں تو کیوں جاتا ہوا
 خلاق کی سراپے لینے کو علامت کے لیے
 نہ غافل رہ زمانے سے بسیرا ہشامی
 یہ تکھنیں بن کب بربنیاں نہ نظر ہون
 نہیں و شذر لان کو سویت زنی نہیں
 ہوا زہر کو عشق خوش لبان سری و کلام
 نہ رکھا و غول تے تن میں ہر سو کچھ نہیں
 مدار زخمی تیغ زبان کو نفع کیا جسے
 شہید رسم ملک عشق ہوں سووا کہ لیتے ہیں
 جہاں جرم نگہ یر نقد جان رو دل گہنگاری
 کیا جائے کس کس سے نگہ آئی لڑی ہو
 جس کوچر میں جاوے کھو تو ک لے تھری ہو

دل اس سید میں آری نظر سے اب بڑا کیا
 دل اس سید میں آری نظر سے اب بڑا کیا
 دل اس سید میں آری نظر سے اب بڑا کیا
 دل اس سید میں آری نظر سے اب بڑا کیا

چھٹے وہ چھنتا ہوں جو دام میں آؤ
 دین دل کھو کر میان پی سزا ہم ملی
 کیا سلوک گلے تھارے ویسے ہم جھوٹا
 آپ میں آیا میں تباہ کیا کہ جب ہم جاؤ
 قتل عالم میں ہا اب کیا کہ تم بھوکا
 کیا رہا کہ غلے میں بگ ہ سگ چلے

قد رول جھونہ پھر تاتھا کے چربا چکے
 جان بھی مچو جو اس جینے کا اب جھکا چکے
 خط آنے پر جو تم کرتے ہو ہم سے خط لاد
 یہ نو پدا آمد کے پیارے مجھے مجھو لیکے
 تیغ ابرو کونہ کو تیر فرکان کو چھری
 گوش زوا سکے کیا عدلے میرا حرف عشق

کچھ علاج ایسا بتا سو واکر دل چھوٹے ہیں
 یار کے ہاتھوں بہت خون جگر ہم کھا چکے

خوفاقت ہیں محبت کے وہ سر رشتے سے
 سب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے
 پشتم انکی نہو جزئی کے کہیں مجرائی
 دل عشاق مسلسل ہیں بہر یکا سر مو
 کھلے کبیل چمن میں کہ قفس میں ہیں بند
 توڑ کر نخل محبت سے جو پھر بانڈتے دل
 چاک ملنے کانیں چیرا میری جو گل

حسن اور عشق کے جھوٹے جبرشتے سے
 سوزن گم شدہ جو آئی نظر رشتے سے
 ہانڈ حسین ہیں فقر کے دشمن مگر رشتے سے
 تیرے جسدن سے گندہ کیسو کر رشتے سے
 بندھے تھے وان بھی گل کے پیر رشتے سے
 یوں ہو جو ن شاخ سے بانڈھا ہو ملز رشتے سے
 انا صی تو تو سے شام و سحر رشتے سے

خوفاقت ہیں محبت کے وہ سر رشتے سے
 سب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے
 پشتم انکی نہو جزئی کے کہیں مجرائی
 دل عشاق مسلسل ہیں بہر یکا سر مو
 کھلے کبیل چمن میں کہ قفس میں ہیں بند
 توڑ کر نخل محبت سے جو پھر بانڈتے دل
 چاک ملنے کانیں چیرا میری جو گل

جھلک جس شیخ میں زندہ ہو تو زینت کی
 جھلک جس شیخ میں زندہ ہو تو زینت کی
 جھلک جس شیخ میں زندہ ہو تو زینت کی
 جھلک جس شیخ میں زندہ ہو تو زینت کی

جو
 جو
 جو
 جو

<p>چو یوں لاشی دکھا تا ہوں تو دانے پونہ کو تو سہی چڑھا پھر شیخ مرکت ترے گور زہد تہمت ہے ترا شاہین باغی زمیں تار پینا ہے کو</p>	<p>زیدیہ گئے ترے سہ پہر چھپے بند کی گئی مریدوں کے لیے ہو تو تیا خاک اسکی ہر گھڑکی کہ سنگستان ہیرے کو پوچھ قوم از کی</p>
--	---

گیت خامہ تازی ہو ترا پر کیا کروں سودا
 چلاوے سے تمام اسکی عرافی کی ہونی ترکی

<p>چاہنا بزم نقیش کا ہوسنا کی ہو گذرا انسان کا یہاں سے جو بچا لاکی ہو زخم شمشیر سے جو دو شکرے برینت با یہ تو بو طرہ سنبھل میں نہیں ہر سچ کہ سر کو سحر کے مصلے چو بیٹھا ہو شیخ عشق وہ شہر ہو کہ مشوق سے عاشق کا ہوش میں کیونکہ وہ حکاک ہا ہوجیکے زاہد ہوشی پتری تو ہو نظر</p>	<p>دشمن دور قہج گرد شاہ فلا کی ہو چون کمان سوچ ہوا بلبہ ہو غلامی ہو در گذر کرنی اور اشخاص سے سفالی ہو زلفنا کی کے صبا تو لے کرہ واک کی ہو کچھ مراقب نہیں ہو تک میں تریا کی ہو شکر لہریں جو ہو سے تو زبان شامی ہو ہاتھ سے لعل لب یار پہ حکا کی ہو ہمنے بھی سیکرہ میں ختر زرتا کی ہو</p>
---	---

عزم کہنے کا تجھے سبج برا ہو سودا
 دل میں تین گبر و مسلمان کے اگر حاکی ہو

چون کہتا ہے کہ ہر گھڑکی ہر گھڑکی
 چو یوں لاشی دکھا تا ہوں تو دانے پونہ کو تو سہی
 چڑھا پھر شیخ مرکت ترے گور زہد تہمت ہے
 ترا شاہین باغی زمیں تار پینا ہے کو
 زیدیہ گئے ترے سہ پہر چھپے بند کی گئی
 مریدوں کے لیے ہو تو تیا خاک اسکی ہر گھڑکی
 کہ سنگستان ہیرے کو پوچھ قوم از کی
 گیت خامہ تازی ہو ترا پر کیا کروں سودا
 چلاوے سے تمام اسکی عرافی کی ہونی ترکی
 چاہنا بزم نقیش کا ہوسنا کی ہو
 گذرا انسان کا یہاں سے جو بچا لاکی ہو
 زخم شمشیر سے جو دو شکرے برینت با
 یہ تو بو طرہ سنبھل میں نہیں ہر سچ کہ
 سر کو سحر کے مصلے چو بیٹھا ہو شیخ
 عشق وہ شہر ہو کہ مشوق سے عاشق کا
 ہوش میں کیونکہ وہ حکاک ہا ہوجیکے
 زاہد ہوشی پتری تو ہو نظر
 دشمن دور قہج گرد شاہ فلا کی ہو
 چون کمان سوچ ہوا بلبہ ہو غلامی ہو
 در گذر کرنی اور اشخاص سے سفالی ہو
 زلفنا کی کے صبا تو لے کرہ واک کی ہو
 کچھ مراقب نہیں ہو تک میں تریا کی ہو
 شکر لہریں جو ہو سے تو زبان شامی ہو
 ہاتھ سے لعل لب یار پہ حکا کی ہو
 ہمنے بھی سیکرہ میں ختر زرتا کی ہو
 عزم کہنے کا تجھے سبج برا ہو سودا
 دل میں تین گبر و مسلمان کے اگر حاکی ہو

کلیا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد
 کجا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد

<p>ہست پر فلک کو کچھ چشم سیر کی یہ رنگ بن تصویر تیری ہر نزاکت</p>	<p>چا با بھی تو کچھ اپنے ہی ماور قدم جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدہ نم سے</p>
<p>جھلت نے کیا آب صدف کے تین سووا ددر زری یہ کچھ پیار ہوئی تیرے قلم سے</p>	<p>پینہ کو دور کرے سینہ کے داغ سے آغاز خط کا دیکھ کے رخسار پر تر سے</p>
<p>سوز شب فراق کو دیکھ اس چراغ سے شرمندہ ہو بہار چلے رو می باغ سے</p>	<p>یہ بادہ یہ دہن سخن آشنا نہو گذرا ہو تو چین سے کہ بیل کی آب گاہ</p>
<p>سودا سے وہ چاہے ہر از محنت سلطنت اک کج عاقبت میں جو بیٹھا فراغ سے</p>	<p>یہ خواب زیر سایہ بال طیور ہی تو گھر میں ہوم سے تو اندھیرا بھی نور ہی</p>
<p>غفلت میں زندگی کو دکھو گر شعور ہے شمع و چراغ کو گھر ہی شب دور ہے</p>	<p>دل کو مرے ہوا کھر سے شگفتگی بلبل چین میں تیغ نگر کسی چل گئی</p>
<p>جس گل کو دیکھتا ہوں سوز خم کو چور ہے گئے نہیں عقل کا انیسویں فور ہی</p>	<p>موسے کے کچھ عصا سے کہ اپنے عصا کج بلبل چین میں تیغ نگر کسی چل گئی</p>

کلیا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد
 کجا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد
 کجا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد
 کجا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد

کلیا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد
 کجا غنبن ان بطن کمان بدردنی کی یاد
 نظر ان ہوستان کی باغیچہ کی یاد

سو دافغان کو خط یہ لکھا اسکے پاس
 سن امرفغان جہاں میں عاشق جو ہو گیا
 شیریں نے جو رکھنا کیا کو پہن کے
 کل ہی پڑے سکتے تھے بلبل حسن کو بچ
 پروانہ رات شمع سے تہی جلی کہ صبح
 میں تازہ کچھ کیا ہو کہ بنیاتی کو مرے
 حرمت کھی نہ رعد کی فریاد دے تری
 لو ہو سوتیرے سر کے پو دیوار گھر کی سڑخ
 دل کو ترسے رہتیں ہو اگر تابی نہ ہو
 انقصہ خط کو پڑھ کے یہ سنے کہا کہ خیر
 شیریں کی ایک بیچ کھوں رنہ بارہا
 یا تک قحط میں لیلی کے مجھوں سے گیا
 جاری ہوا تھا خون گنج بوہنو وقت
 ظالم کو درکل کا گریبان ہو اہر چاک
 پروانہ کون سا نہ جلا شام کو شمع

جو وقت اسکے حال کی اسکو خبر گئی
 مشوق سے اسے روش اسکی گدگدی
 مجھوں پہ کیا جفا تھی کہ لیلی نہ کر گئی
 فرہ نہ اسکے حال پر گل کی نظر گئی
 فاکس تراکی لیکے صبا دوش پر گئی
 آواز آہ نالہ سری گھر بہ نظر گئی
 رونے سے ترے آہ سے ابر تر گئی
 آنکھوں سے صبح خون کی بیون گئی
 تو کار عشق سے تو مرے لال کر گئی
 تیرے ہی دل کی مہر خاؤن کہہ گئی
 لیلیے بدھرتھی وادی مجھوں کو دھرتھی
 اسل تھا دوسے انھیں باہر لہر گئی
 لیلی کے پوست لال اگر نیشن گئی
 اک عند لب گرا جل پنے سے گئی
 روتی ہوئی نہ زہر سے وقت ہو گئی

(Left margin text, partially illegible due to angle and bleed-through)

۳۸۵
 (Central text block)

(Bottom margin text, partially illegible due to angle and bleed-through)

دوست ازیمیری رات پانچ بجے آیا
 ہودل بین آگے کہ یہ کہہ کر اساتذہ
 ہو کل آج بیان سوائے گل ہنسا اساتذہ
 کیا لڑوہ کر چکا یہ گلزار اساتذہ
 فاموش غنڈیپ جین سے کیا پڑا
 اپنی سنن تو میں گر قار اساتذہ
 پیغام اس نگاہ کا جس میں ہر سام
 کیا جانے کے دل سے پھوٹا
 عقده بندھا ہوا ایسا دل کی
 بھڑکتے بندھا ہوا ایسا دل کی
 کہے تو ہوسر سے دل کی
 بارو ہوسر سے دل کی

اور دل جو ہر لعل میں ہوا طرح کا پھوڑا	ہرگز نہ وہ پیکر ہی ظالم نہ پھوٹتا ہی
قصہ کیا کہوں میں گلشن میں زندگی کے	
تجربہ نہ ہمال سووا پاؤں ہی آنگا ہی	
نسیم ہوتے کوچوں میں اور صبا بھی ہو	ہماری خاک سے دیکھو تو کچھ پانچ ہی ہو
ترخورد و مرا عجز تا کجا ظالم	ہر ایک بات تم کی آخ کہی انہا بھی ہو
جلے ہوش سے پروانہ اور میں تجھے	کہیں ہو وہ بھی جگ میں ہر وفا بھی ہو
خیال اپنے میں گوہر تیرا نہ بجا	کراہتے کو دلوں کے کبھی سنا بھی ہو
زبان شکوہ سوا اپنا رہ میں بہیات	کوئی کسی سے یہ سہرا گرا سنا بھی ہو
سگر واپو اسیرن پر اسقدر صیاد	چہ جن چین کہیں بیل کی اب نوا بھی ہو
سجھ کے رکھو قدم خار دشت پر تون	کہ اس نواح میں سووا برسنہا بھی ہو
سووا جو سنا ہو کسو کا نام ہی ہو	آوارہ صدر رفت سید فام ہی ہو
اکتار ہو بنا گوش تیرا زلف کے آگے	میں صبح قیامت ہون مری شام ہی ہو
کب تاقبض لاسکے حوش مری مہیا	اک لفت گل بس ہے کہ سووا م ہی ہو
سووا نے کہا دیکھ کے اے مردم نامم	
جس سے کہہ میں کرتے ہو بد نام ہی ہو	

۳۹۰

اب تمام تر ترے ہر نام سے
 کچھ نہیں ہونے تو یہ تو ہے
 قدرت جو ہر تو ہے تو ہے تو ہے
 کر دشت سے آسان تو ہے تو ہے
 کسے کچھ لانا ان دور جو تو ہے
 عارف تر تو تھا ہی اور انکا دور تو ہے
 ایسا دل کی بھڑکتے بندھا ہوا
 کہے تو ہوسر سے دل کی
 بارو ہوسر سے دل کی

سووا نے کہا دیکھ کے اے مردم نامم
 جس سے کہہ میں کرتے ہو بد نام ہی ہو

مردہ پتھر اور پتھر سے بنی ہوئی چیزیں
 جو کھانے کی چیزیں ہوں ان سے بچنا
 اور ان سے بچنے کے لیے ان کو کھانے سے
 ہٹانا چاہیے۔

دل سے ہونے والے نکتوں کے شخ سے		پیوند کر کے ریش کو موئے زہار سے	
سودا نہ پوچھ کس سے وہ گروہی آشنا		ہو دین جو ایک دو تو ہتاؤں ہزار سے	
مرجان کا نخل ہون پھلون برگ ہار سے	خیر طلب ہو برگ سے ہر گھوسے حرم	پٹکے ہو رنگ نون مری شامہار سے	دل بھر گیا ہو کسی شرہ کا شکار سے
مجھ سے بیان نہ کر طیش مسق کا کہ وہ	ساقی ہونج شباب کہ پتھر بنیں مجھے	تعلیم بر ہو کسکے دل سیرار سے	سوچ مے دو آتشہ کم ذوالفقار سے
کھوئے نہ مرگ صافی طینت کی قدر کی	جس جا کہ بین بیان کروں شکستل	کرتے ہیں پاک نینہ میرے غبار سے	آسیب کہ نوح شیشہ کو دان کو ہار سے
سودا جو پیرستہ بن کر اہل نشے تو	اسکو یہ مثل وائے انگور دین گره	است کر طلب شراب کی مر جا خار سے	قطرہ بچے امخون کے اگر زہار سے
شکوہ ہو دور نظام کر نامر و تون سے	پتھر سے بغیر دل کے فکس نہیں کہ موئے	لہر زور نہ دل ہر تیری شکایتوں سے	معلوم حال میرا جاگو گناہتوں سے
ہو خامہ شک بزان میں سخن کے کتے	کاغذ کی چھاتی بھاتی تیری حکایتوں سے		

سودا وطن کو چھوڑ کر تون سے
 آوارہ ہو گیا ہو تون سے
 شوق زبان ہو بخاران ہو تون سے
 نامہ جو اسکو ہو بخاران ہو تون سے

۳۹۵
 یہ پتھر اور پتھر سے بنی ہوئی چیزیں
 جو کھانے کی چیزیں ہوں ان سے بچنا
 اور ان سے بچنے کے لیے ان کو کھانے سے
 ہٹانا چاہیے۔

دن رات
 یہ پتھر اور پتھر سے بنی ہوئی چیزیں
 جو کھانے کی چیزیں ہوں ان سے بچنا
 اور ان سے بچنے کے لیے ان کو کھانے سے
 ہٹانا چاہیے۔

بہارِ حیات میں ایک نیا عالم
 جس کا نام ہے سچائی کا
 جس کا نام ہے سچائی کا
 جس کا نام ہے سچائی کا

سچا کی سوتا ہون پر کہہ دینا کہ پھر آنا
 بالین پر مرے شور قیامت اگر آوے

یہ تو اپنی سے مرنا ہو شب بھر میں سووا
 اب کہنے کو افسانہ کوئی نو نہ گراوے

انہی کو یہ طاقت ہو کہ اس سے پہلے آوے
 شب بھر نہ کہے راز مرے دل کا تو ابھی ہم
 کیا ہو جو نفس تک مر تو اب میں سوچ سے
 سچا م نہ کہے ہر ناکہ تجھے پسین
 جب بچھو کے پڑا تو میں مہم لانا دل شیخ
 مانے کا ہر ایک ناکہ تو سلام ہو ایک لاش
 میں بھی ہوں جو حیف ہے قدر اور مور کہ وہ
 دیتا جو کوئی مرغ دل اس شیخ کو تو

وہ زلف سیرانی اگر لہر پہ آوے
 سر کوشی سے اٹھی تہ زری شیخ بھراوے
 وہ بزرگ لینے گل کے ہنسم بھراوے
 میرے دل ناشا وکی اسپید بھراوے
 کہنے کا ترے وہ بھید میں ہوا رو راوے
 قاصد کے بدو نیکیا کی چوٹ کا بھراوے
 گذرے مرے سر سے پتھر تیرے تاکر آوے
 کیا تمہر کیا تو نے غضب تیرے بھراوے

اب لے تو لیا ہو پر اسے دیکھو ناہان
 یں میں نہ اڑانا وہ اگر پال ویرا آوے

تیم گر قدم دوستی بجا لاوے
 جفا ہو جو خاطر میں تب بے آوے

مٹانے میں کیا ہو
 جبکہ وہ نہ زور کا
 مٹانے میں کیا ہو
 جبکہ وہ نہ زور کا
 مٹانے میں کیا ہو
 جبکہ وہ نہ زور کا

بہارِ حیات میں ایک نیا عالم
 جس کا نام ہے سچائی کا
 جس کا نام ہے سچائی کا
 جس کا نام ہے سچائی کا

کیا تو نے اپنے دل کو اپنے لیے رکھا ہے؟ کیا تو نے اپنے دل کو اپنے لیے رکھا ہے؟ کیا تو نے اپنے دل کو اپنے لیے رکھا ہے؟

زلف سپین و دل بکھرا نہ تیرے خاک
 خون جگر کا کھا نادل پر نہیں گوارا
 آئینہ کہ رہا تھا خوبوں کے صاف ٹھیک
 کیا پست فطرتوں کو بخشی ہو سر بلند ہی

تو نے بچھائے سو داغیر قافیہ و گرز
 پاسے قلم کو کیسے رہا ہیر زمین پر پھی

مطالعہ

کیا ذکر ہو مسیح علیہ السلام کا
 مجھے مدت ہی پیارے میں آگے ہاتھ پڑ گیا
 مثل ماہ عید کے پورا جو ہوتے تیس کا
 مضمون تو نے شکے نہ جس کا اڑاویا
 لیکن ہمارے غمچہ دل کو نہ وا کیا
 مجھ سے لے دل کو اپنی طرف تبرا کیا
 ہمیں لے کچھ نہ آیا ایک میرا نام لایا

اچھا زخم تھے ہر ترے لب کے کام کا
 تباہ اپنی ہن تھا جو ایک دل بھی کھو گیا
 یار ہو بیدار تیرے آشنا دس بیس کا
 خط مرغ نامہ رہے تجھے کون سا دیا
 غنچوں کو گو شکستہ چمن میں صبا کیا
 کیا جانے نگرے ترے کیا بلا کیا
 کسو نے روم کی قسمت میں کوئی شامل کیا

کون کتا ہونے اور دوسے لگا لگا کر
 دیکھتے ہی جھڑکا مال سے لگا لگا کر
 جگہ سے پرباب سے بچھین چمن
 جگہ سے پرباب سے بچھین چمن
 جگہ سے پرباب سے بچھین چمن
 جگہ سے پرباب سے بچھین چمن

دل کو تو جبراً نہیں لے سکتا
 دل کو تو جبراً نہیں لے سکتا
 دل کو تو جبراً نہیں لے سکتا
 دل کو تو جبراً نہیں لے سکتا

یہ سب چیزیں جو کہ انسان کے لئے مفید ہیں ان میں سے کئی چیزیں تو ایسی ہیں جو کہ انسان کو ہی نہیں بلکہ جانوروں کو بھی مفید ہیں۔

ہما والکلیت اصفیاء ہما
 حیا و اللکلیت اصفیاء ہما

<p>اس زمانے کا جو دیکھا تو ہوا ان اوصاف سب جگہ قید گنہگار یہ ہوتی ہے جو ہے ہاتھ خالی ہے پھر تیرے پاس ہی کیا کیا کروں میں نہیں رہے بار تو یہ ہاتھ ہے بیم و امید سے ہم اہل تجارت فارغ نہیں بقدر کوئی کھائے سے باہر نکلے الغرض جو کوئی اس وقت میں ٹانگہ پٹا</p>	<p>گرگ آزاد ہیں اور ہوں شان پرستین بے گناہ ہوں یا تین میں کیوں یہاں پر ہوں ڈھیل تلوار گرو تیر مکان پر ہوں جا بجا بند ہے بازار و کان پر ہوں تیر کے ایک جگہ سود و زیان پر ہوں بسکہ ہے شہر کا ہر جزوہ کلان پر ہوں اسکے حق میں ہر سچی حکم کہان پر ہوں</p>
--	---

آگے اب بولنا کچھ خوب ہمیں ہر سودا
 کہ بیان بولتے پڑتی ہو زبان پر ہوں

قطعہ در مدح

<p>کھدا تیرے قائم چہ جب تیر نام ہوا ایک عالم کو کا تختہ فیض جہان میں خلاق کا ہو مہربان سراپا تو فیاض ہوا و جناب</p>	<p>سن راس سے پائے لگے خاص عام لگی جیسے ہونے تری تھر و فیض کیا کام تہرا اپنی سے تین روان نہیں اپنی قسمت گین کامیاب</p>
--	--

ملا کار و دو عالم حصول ہر مامول
 اس اس عالم عالم عبادت کے درستی
 لکھتے اور ہر گروہ درستی
 نام عالم کا میں عبادت کا میں ملک
 آج کل کے اس کے ملک سعادت
 لیا محالہ اصرار باجانی الامام

ہوا کھلا علی اللہ علی اللہ
 کہ وہ عالم اعطی اللہ علی اللہ
 دوا اور زور و مالک در اہم و حصول
 سدا عطا و کرم و کرم و کرم و کرم
 قطعہ در مدح اور ہر مامول
 لکھتے اور ہر گروہ درستی
 نام عالم کا میں عبادت کا میں ملک
 آج کل کے اس کے ملک سعادت
 لیا محالہ اصرار باجانی الامام

مرد و راجہ سور عد و راجہ
 و دور و راجہ سور عد و راجہ
 تمام ساحل اور مامول
 ہلال سورہ کرم و کرم
 ہوا و ہر مامول
 در مدح عبادت
 دعا اور کرم و کرم
 سدا و کرم و کرم

یہ ہوا تازہ دماغی فلک پر عید غلام
 جہان بیاہی از حق تینت سودا
 بلند رہ سلاطین عمر سے خدام
 رہتا وہ شہدستان کربین کے
 لہذا دولت و دین بادشاہ عالم
 کہو سا کیونکہ پشت سے ہر غلام
 وہ بارگاہ ایسے جابا کی

اس استخوان فلک پر عید غلام
 یہ ہوا تازہ دماغی فلک پر عید غلام
 جہان بیاہی از حق تینت سودا
 بلند رہ سلاطین عمر سے خدام
 رہتا وہ شہدستان کربین کے
 لہذا دولت و دین بادشاہ عالم
 کہو سا کیونکہ پشت سے ہر غلام
 وہ بارگاہ ایسے جابا کی

ولہ

نہ وہ گل ہی نظر آیا نہ وہ گلشن بہار خاک ٹٹی ہی ہر اک طرف پڑی تیرے اشک بنم کے بھی قطرہ کا نہیں بلکہ شست پر تھی کے اس نظر آنے کے عند لیب یک ہے بے بان پردہ دل دیکھ کر سوئے چن کتی ہی بانالہ و تار	بلخ ولی میں جواک وز ہوا میرا گذر نخل بے بار پڑے سوئی پری لہن شین مسکراتا تھا جہان خچہ و گل نہتات جس جگہ جلوہ نارتے تھے سوشتاد دیکھتا کیا ہوں مگر سوئی ہی کشاخ اوپر بدم سرد و لہد حسرت صدر سو زنگر
--	--

جنت درخشم زدن صحبت یار آخرت
 روئے گل سیر ندیدم وہاں آخرت

قطرہ مبارکباد عید در مع عالمگیر بادشاہ ثانی خلد اللہ ملک

ہلال عید ہوا اور گیا یہ ماہ صیام جہان کبرج پر شہرہ چرخوں کا نام خوشی و خوشدلی و عیش عشرت آرام اس آستان پر کہہ گیا وہ سجدہ گاہ نام	نوید زیر فلک یوں ہوئی تو شہرام دہل بجا کے منادی کا وہی انہوں کو خبر نشاط و جشن و طرب جمی اس آمان صبح عید حاضر ہو تینت کے لیے
--	---

یہ ہوا تازہ دماغی فلک پر عید غلام
 جہان بیاہی از حق تینت سودا
 بلند رہ سلاطین عمر سے خدام
 رہتا وہ شہدستان کربین کے
 لہذا دولت و دین بادشاہ عالم
 کہو سا کیونکہ پشت سے ہر غلام
 وہ بارگاہ ایسے جابا کی

اس استخوان فلک پر عید غلام
 یہ ہوا تازہ دماغی فلک پر عید غلام
 جہان بیاہی از حق تینت سودا
 بلند رہ سلاطین عمر سے خدام
 رہتا وہ شہدستان کربین کے
 لہذا دولت و دین بادشاہ عالم
 کہو سا کیونکہ پشت سے ہر غلام
 وہ بارگاہ ایسے جابا کی

کوئی تو نقد سے آیا تھا اور کوئی نہیں
 علم و تہذیب پر سانسے اٹھائی نذر
 ہر ایک عید پر وہ نور سے نیم و زہر
 قلم مبارک کیا و عید پر
 نواب شجاع الدولہ بہادر

قطعہ مبارک کیا و عید در مرغ نواب وزیر الممالک
 نواب عماد الملک بہادر

ہمیشہ آن کے حاضر ہوں انبساط عید صباح و شام پر از بادہ نشاط عید ہر ایک سال ہوا فرود و تھلا و عید بچھے قیام قیامت ملکنا طعید	فلک جناب در بار گاہ پر تیرے پھرا کرے تری محل میں در عشرت غیش دلون سے آنکے جو خدام جن خاک کین آگہی سند دولت کی تیرے پا انداز
---	--

قطعہ مبارک کیا و غسل صحت نواب احمد خان
 غالب جنگ بہادر

رکھے قیام قیامت تلک صبح و دور کسل سے تیری طبیعت کو گئی نہایت کہ آج تک نہوئی ہو و گئی از روز نخست بسان غنچہ قبایع کسی کے تن چہ دست سلامتی ہر آفاق در سلامت	جہان میں آج ہو اکی موافقت محبو جو کچھ کہ مجلس الید سے ہر عالم میں پر اب نشی ہو یہ خلقت کو تیری صحت برنگ گل کوئی پہولا نہیں سہا تا ہو غرض دعا یہ ہر سودا کی تو سلامت
---	---

تھما بیون میں جسے جو ہر کس کی نذر
 لعل و گم تھک بھون کے نذر
 اس عید کو تیری غلط
 شجاع الدولہ بہادر
 در مرغ نواب
 ۲۱۸
 جہان میں شادی عید
 خوشی دلون میں ہر کس کی نذر
 طواف کعبہ کا ہر نفس اہل ایمان کو
 سوا سوا
 کوئی تو نقد سے آیا تھا اور کوئی نہیں
 علم و تہذیب پر سانسے اٹھائی نذر
 ہر ایک عید پر وہ نور سے نیم و زہر
 قلم مبارک کیا و عید پر
 نواب شجاع الدولہ بہادر

شاہنشاہ سواد کی یہ وصیت ہے کہ
 جو شخص اسے بخشتے ہو اسے
 عروج دولت و اقبال نصیب ہوگا
 و قطعہ مبارک کیا در مدح حسن رضا خان

یہ وہ در ہو کر دیکھو جن حرم اپنے دل میں جو رکھے تیری ولا دوستی رکھیں وہ کسی تجھ سوا آن میں گنتا ہی یہ سووا آپ کو	ہو سکے ہیں اقوام سا بر صفا دل نہیں وہ بزرگو ہر ہر صدف بن جو سگھائے در شاہ نجف گر قبول افتد زہے غر و شرف
---	--

قطعہ

برای نذر جو مر حسن رضا خان ہو مجسبا مر میں تاریخ کہنے کو سووا تو مجبور و بشارت ہو یوں ہو معلوم	ہوئی علم کی محرم میں اس بر خیزید کیا تھا فکر میں شب حق سے مانگ کر پیا قبول ہو یہ علم در جناب شاہ شہید
--	---

قطعہ

ترے جویا بہن اس جن میں ہم تو بران مت مضائقہ کیا	دھونڈی ہوگی کو عند لیب و دوست فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
--	--

قطعہ مبارک کیا در مدح حسن رضا خان

خوشی جہا نہیں ہو عید اضحیٰ کی آج ہر ایک لے آیا ہے جناب کوچ	طرب ہو سینوں میں بس زور دل سے شاہ ملازموں میں کہ وہم بقدر شہاد
---	---

ہمیشہ تاکہ بحال دین چو وہ عباد
 ترا حرم سعادت دولت زیادہ میں آید
 رہے یہ فائدہ دولت زیادہ میں آید
 زبان عنایت خلق یوں مبارک
 زبان از عید و عید انبیا و عباد
 سوائے عنایت انبیا و عباد
 نری جناب میں نام سالہا کے عباد
 ۲۱۹
 جہاں میں رہے وہ عید اضحیٰ کا
 بیان دیدہ ندیوں جہاں عید اضحیٰ کا
 جو عید ہے جاہ کو اس کے عید اضحیٰ کا
 در مدح حسن رضا خان
 جہاں میں رہے وہ عید اضحیٰ کا
 بیان دیدہ ندیوں جہاں عید اضحیٰ کا
 جو عید ہے جاہ کو اس کے عید اضحیٰ کا
 در مدح حسن رضا خان

انہی روزے میں رہے عید اضحیٰ کی آج
 فلک پر یہ عید مبارک کیا در مدح حسن رضا خان
 قطعہ

نذر اور راہ سے یہ ایک قرآن السعیدین
 دینی سکویہ نوید اس کی ہوتی ہے
 عدلی میں وہ اب اس کی تاریخ
 شاد کا نام ہے اب اس کی تاریخ
 ہر یقین ہے کہ اس کی تاریخ
 دیکھ کر اس کی تاریخ
 اس کو جاننے سے ہوا کہ اس کی تاریخ
 اس کو جاننے سے ہوا کہ اس کی تاریخ
 اس کو جاننے سے ہوا کہ اس کی تاریخ
 اس کو جاننے سے ہوا کہ اس کی تاریخ

قطر

سب سے طلب سے آج
 ہوتے تھے کہ اس میں
 ہر شہری ایک سے پہلے
 ہم تہذیب اور راق
 ۲۲۰

قطر	
در دولت سرا جو تیرا ہی جس سے تحصیل دین دنیا ہی صدق دل سے ترا جو ریا ہی یہ نظر سے بعرض اعلیٰ ہی مخلصی آخرت کی سمجھا ہی کیا تمارت سے کجگو پر دہی سر ترا سا یہ اس علم کا ہی	چل قلم کہ حسن ضافان سے ہو عجب طرح کی زیارت گاہ یا علم نذر حضرت عباس اس سبب گل زمین آگر کی اچھو شامانہ کہ اس نذر شادہ آفتاب محشر کے سال تاریخ اس علم کی ہی

قطر عامل خیر آباد

کرے ہو لطف و کرم مجھ وہ بہر عثمان میں چاہتا ہوں تری عزت ہی جان مرا بخیر تو امید بست شریسان	حضور میں جو کوئی ہو متربخا قان کوئی قلم سے کوئی ہاتھ سے کوئی زبان خدا کے واسطے ہا یا علی علی او خان
--	---

قطر عامل شادی

وہ عروس اپنے سے جو ہم کو
 ہر شہری ایک سے پہلے
 ہم تہذیب اور راق
 ۲۲۰
 سب سے طلب سے آج
 ہوتے تھے کہ اس میں
 ہر شہری ایک سے پہلے
 ہم تہذیب اور راق

بہاؤ شاہ صاحب دہلی کا روز
 اور شاہ صاحب دہلی کا روز
 اور شاہ صاحب دہلی کا روز
 اور شاہ صاحب دہلی کا روز

<p>کرے تھا جون صبا سر پر کوئی گرو نہ حرا سکی رکھے ہو ساز نے برد گل نوز سے آگے جنکے تھا گرو نظر جو آج سبز آدے سے سو گل زرد حقیقت کی ہو وہ ہر ایک کی فرو حجاب اٹھ جائے ہو بھر کر دم سرد جنوں نے ہونے میں آنکھیں ہاں ہر دو</p>	<p>لسان گل کسوںے چیب کی چاک عجب گشن آدہ یہ لیکن کسوںے گئے پان سے وہ محبوبان رعنا لگا ست دل کو بلبل اس جن سے لگی ہوا اسکے دیواروں میں خوشخت لب جو پرے سے کی کھلتی ہو آنکھ تاشے سے عرض اس ہوتا کے</p>
---	---

صفت ہوتا جدار خاوری کا
 اور اس ہوتا جدار خاوری کا
 اور اس ہوتا جدار خاوری کا
 اور اس ہوتا جدار خاوری کا

<p>قطعہ</p>	
<p>عالی گوہر کو شاہ شاہان دے یہ سمجھ کیوں نہ فیض نہ دان دے شتر کے بچے کو قلدان دے</p>	<p>لے کے چھب چھب سے وزارت چب بہر تاریخ عزل و نصب آنکے خان خانان بے نیل سے لے کر</p>

۲۲۱
 صدا اس کا
 صدا اس کا
 صدا اس کا
 صدا اس کا

<p>قطعہ مبارکباد و کد خدائی خیر بان خان</p>	
<p>جو عاشق ہو محبت پروری کا کسے ہو خامہ یوں صنعت گری کا</p>	<p>صبا اس دست کو چاہتیت دے یہ کیسے پڑھ کر محبت نامہ تحریر</p>

صدا اس کا
 صدا اس کا
 صدا اس کا
 صدا اس کا

بہاؤ شاہ صاحب دہلی کا روز
 اور شاہ صاحب دہلی کا روز
 اور شاہ صاحب دہلی کا روز
 اور شاہ صاحب دہلی کا روز

قطعه تعریف بهار
 از دوسه وصف دولت مند
 قطعه بهار یکبار
 فرزند آصف الدوله بهادر

جب اسفندی کو اس مہینے دیکھا
 کہی اور ہریان صاحب یہ تاریخ کا
 جہان میں وہ جوہر رشک لوری کا
 ہوا یہ وصل ماہ دہشتی کا

قطعه تاریخ باغ بہار کوہ ملکیت را

تاریخ را کہ ہمارا بہار ساخت
 جو آمد گشت مرا بہر سال تاریخش
 چنانچہ گلشن فردوسی ہم بود ز سر
 خوشی رسید کہ اورا سردی ز سر
 سرحد سے بہارش بریدم و گفتم
 بگلشن تو آئی گزند سے رسلا

قطعه تعریف بہار

چشمہ از حکم آصف الدوله
 بچین حسن لطف ز شد تعمیر
 کار فرماش را چو جلال
 بشنوائے تشہیر من بہوت
 آنکہ در ہند مشرف الوری است
 کہ خضر گفت ہمچو چشمہ کجاست
 چو بخوبی در نقش آراست
 ز سیت منظور تا ابد چو تراست

بسر دوستی تا بین گویم
 آب این را بنوش آب بقا است

بہارک باغند این فرزند دولت مند
 ہوا سے دورۃ القاج شرافت
 چشمہ سے دورۃ القاج شرافت
 کہ اسے آن گلشن باغ
 کہ اسے آن گلشن باغ
 ۲۲۲
 گرامی کہ در تاریخ باغ بہار
 قطعه وصف بہار کوہ
 آصف الدوله بہار

بہار کوہ
 گشت در عہد آصف الدوله
 بچین حسن لطف ز شد تعمیر
 کار فرماش را چو جلال
 بشنوائے تشہیر من بہوت
 آنکہ در ہند مشرف الوری است
 کہ خضر گفت ہمچو چشمہ کجاست
 چو بخوبی در نقش آراست
 ز سیت منظور تا ابد چو تراست
 بسر دوستی تا بین گویم
 آب این را بنوش آب بقا است

قطرہ در وقت خواب
عنا بطبع خان

بہت بہت سے بار در وقت
افغان کار کیا تھا ہم
فنا بطبع خان کا دم
نہ لکھا پھر اس کا دم

تھا تو تھنا اس کا دم
کچھ زمانے کا تھا اس کا دم
طاقت از دم کرنے سے
تو وہ کہتا تھا اس کا دم

سخن اکھنوں کا مثل ہے ہر قابل حسین
سوا دہندین وہ ہی بن مزہ نگین

چنا پھر خیر و خوی و از رو و فقیر
سوا وائے کوئی ادب ہی ہو پر شاعر

قطرہ بطور سپند

دل میں پاتا ہوں تیرے لہفت سگما بوخورد
انہ سے جو ہوئے مسلمان سے درمی ہوشور
حشر کے دن بھی تو ہو گیا اخیس سے محشور
پر جو اب سکا تھے دونوں بن میں کر مجبور
دھونے سے پانی کے وہ پاک ایڑاں شو
پاک کرنے کی سی طرح نہوئے مقدور
حق بنی است رکھے انکے گنش کو دور
پانی سے چاہیے ہو پاک یہ کیا نہ کور
عاقبت پالنے والے کی تم آجے نظر اور
اس نصیحت سے گروں شکنی تھی منظور
سگ مرا بھی جو تجھے کاٹی مجھے رکھ مقدور

ایک عقل نے یہ سو داس کہا از سر سپند
خس العین نقیبوں نے انھیں لکھا ہر
صحبت انہ سے تو نہ رکھ اتنی دگر نہ ایار
سکے بولا کہ تو امی دوستی سچ کہتا ہر
مسح سے انکی سخن ہے بدن میں جو عضو
ایسے کہ کیا ہو نچا سٹہ کلمہ میر اترا
میرے نزدیک ہوں جو میں پیڑم جس
غیر خوننا بھگر بار بلوٹ اس کا
اور جو اس سے کسی جی کو اذیت پہنچے
سو تو یہ سگن جدا تجھے ہوانی ہوگا
کاٹے بی کا تارے سگن نچر و دیار

یہ لکھا پھر اس کا دم
تھا تو تھنا اس کا دم
کچھ زمانے کا تھا اس کا دم
طاقت از دم کرنے سے
تو وہ کہتا تھا اس کا دم

۲۲۲
سودا
ایک شریف
تھا تو تھنا اس کا دم
کچھ زمانے کا تھا اس کا دم
طاقت از دم کرنے سے
تو وہ کہتا تھا اس کا دم

۲۲۲
سودا
ایک شریف
تھا تو تھنا اس کا دم
کچھ زمانے کا تھا اس کا دم
طاقت از دم کرنے سے
تو وہ کہتا تھا اس کا دم

پہیلی جو کئی
 ایک تار کی بان دیوانی
 پہیلی مادی
 پہیلی اور بھی ماز میں اور پیغام
 پہیلی بیٹھ
 پہیلی اور بھی ماز میں اور پیغام
 پہیلی بیٹھ

تول تال کے کیا پورا
 جو کوئی ہم کو لارو دکھاے
 اس بن جگ کا کام ادھورا
 وہ سے آخر پر کہ کہاوے

پہیلی خوب گلان

اتک سی میں دیکھی نار
 بھلی بڑی ہو داکا تائون
 چنت ہو داکو سب سنسار
 بوجھو پہیلی یا چھا ٹرو گائون

پہیلی باز

نار ایک سو پر کہ کہاوے
 واک آکھ میں میں دکھاؤن
 شت آٹھ بھور ہمیں دکھاوے
 پھیر میں اسکا تائون تباؤن

پہیلی پالکی

ایکٹک وچھیل پہیلی لوگوں وہ آتی ہے
 اوپر اپنے درون پر وہ چڑھتی ہے

پہیلی دشنام

ایک پہیلی اسدا اویلا جو بوجھو
 زیندہ میں سارو دکھاوے
 پہیلی ایچار
 دو پانچ میں چارو ایک پانچ میں چار

پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ

پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ

پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ
 پہیلی پانچ

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ناچ برچی	
ہن نکل بڑوہی رہے واگ پات نہ والہ	ہن بھولے پھل تو لگے سو کون چرچ کے والہ
پہیلی ہفت پھول	
جاگ پات نہ کون پھل سدی دینہ بولا	یہ ترورہ پھول ہوا چرچ دیکھو آئے
پہیلی لالہ	
رکت پین اور بھوین ہن شوانون	ناہن ناہن وا کونا نون
پہیلی شہینم	
تہین کھات کہہ اٹھن پڑا تھی کڑوٹا ہار	سارے بچے پھنک ڈوڑھ پڑیاں ای پڑا
پہیلی پوسٹ پار	
سب ترچاک کی ہو گئی کھیر پڑھنگا	نیاری ہونیاری جو چھو گویا کرا سنگ

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول
 پہیلی ہفت پھول

پہیلی شان عمل

لکھناری اکا اکا کھانا اور پانی پینا
اگر تودو دھوپ اور کھانا کھانا
بنت سرور دل زودہ ماہانہ کو با نون
بڑا بوجھ سو ادھرت پو کو با نون

پہیلی خرگوش

پہیلی شان
پہیلی شان

پہیلی حصار

پہیلی شان
پہیلی شان

پہیلی شان

پہیلی شان

پہیلی شان

پہیلی شان

پہیلی شان

ایک تھامے ایک تاپن ہارا	نامی نانا اینٹ نہ گارا
پہیلی طاق	
و این سو کو بھون نہ بھا ونے	جفت نہیں پے طاق کما وے
پہیلی کاغذ	
وہ ناکستی نا وہ لڑھا	سدا رہے خشکی میں پڑا
جیتا لا دو پیٹھ پر لے	کبھون پانوں پانی میں نہ لے
پہیلی سنگھاڑا	
ماس سیت رنگا نورو سینگیلن	ہارو تا ہر سب میں بخت ہر جل ماتھ
پہیلی طبلہ مرونگ	
مارے سے وہ جی اٹھے بن مارے مر جاے	بن پانوں جگ جگ پھرے ہاتھون ہاتھ کباے

پہیلی شان
پہیلی شان
پہیلی شان

بچاگ پلاکوں کی جگہ پر لکھتے ہیں اور پھر
 وہ خانہ خانہ کر کے لکھتے ہیں

ایک نازدیکھی بچاگ
 اور گات بچاگ

بچاگ پلاکوں کی جگہ پر لکھتے ہیں اور پھر
 وہ خانہ خانہ کر کے لکھتے ہیں

جرم و سوسہ جرمی چلتی ہی بن پون
 پران ہران ہ ہوا ہوج چکار و نا لون

پہیلی

ایک ناز کے سانچ کھیرے
 جو کی ناسقہ اور سینکے پھرے
 اوکھدرا کئے گن بہتیر سے
 ایک آنکھ سوچ چھپ گورے

پہیلی بانسری

چسکی سیدی ہونٹ پھونک شہر پکار
 نان بان مارے سدانی نہیں یہ پکار

پہیلی چاکو

بہت کام کا ہواک تر
 کھڑا ہو کر گھر میں بیٹھے
 آدھے دھڑ میں اسکا گھر
 کام کرے نہیں بخالا بیٹھے

پہیلی دوات قلم

ایک پرکھ اک تیر سون کالا
 کالا منہ کر داسون بھاگا

پہیلی بانسری
 ایک نازک تیری جی پوری پکھیرا
 بن گیا اور پکھیرا میں کس کو دھاوے
 جان کا آرت ای اس پوری اور بھاوے

پہیلی چھری
 کشتا بھیر رکھتے کشتا بھیر
 پھیر پھیر پھیر پھیر پھیر پھیر

پہیلی چھری
 کشتا بھیر رکھتے کشتا بھیر
 پھیر پھیر پھیر پھیر پھیر پھیر

بچاگ پلاکوں کی جگہ پر لکھتے ہیں اور پھر
 وہ خانہ خانہ کر کے لکھتے ہیں

تو نہین سید کیا بین امتحان
جگ بین اب تیری سیادت کا
وضع کو تیری نہیں اب فائدہ
بل اگر پاتے برآمد کا ترے
اوی نہی ہول تراروز ازل
ہجو کرتا ہوں تو ان اشخاص کی

کیجے تو ناموں جن کا تا بہ اسپ
نشکات نکا نہیں سواد جس جگر
جس گہرین ہو نہ رشتے کی جگر
یہ ترا موٹی کا ہو قیمت شکن
مرغ ہو دے حیدر آبادی تو ظن
اگر اصالت کے نشان پر ہو ظان
آب نسب تیرا جو ہر اس وضع یر

اریم سوزاک پدر ہو تو شریہ
رحم مادر میں الٹ نکلا ہو میر

آل پیغمبر کی کب ہو یزبان
سمجھے ہیں نبوی ملک پر و جوان
کیجیے گر قصد بلے تیر د کمان
ایک گز کی سچ پھر تو تھا کمان
خاک آدم میں اگر ہوتا نشان
وہ جو میں ممتاز زیر آسمان

دے بھی تیرا بھیجین فیل و خرتک
وان گھیرے خلق چوب ہرتک
بارکش بھیجے گا اس گوہر تک
پھر بہا کب اسکا سیم و زرتک
دیکھے لے ہر اسکے بال و پرتک
پہونچے ہو وہ کو دکش کے گوتک
پہونچے کب پیغمبر و حیدر تک

فی الحقیقت یاد تو نہی تھا
وہ تو یاد تھا کہ جو ہر ذہن میں
تو نہی تھا کہ اسکو جس کا ہونا
سوزاک پدر ہو تو شریہ
رحم مادر میں الٹ نکلا ہو میر

تو نہین سید کیا بین امتحان
جگ بین اب تیری سیادت کا
وضع کو تیری نہیں اب فائدہ
بل اگر پاتے برآمد کا ترے
اوی نہی ہول تراروز ازل
ہجو کرتا ہوں تو ان اشخاص کی

دیکھ کر کس طرح تو ہوا سے تو اس کے
 پتہ کیوں میں تو اس کے
 ہر نوحہ خالی وہاں سے تو اس کے
 ہر نوحہ خالی وہاں سے تو اس کے
 ہر نوحہ خالی وہاں سے تو اس کے

جس کے پیسے تو ہیں گھر میں گھر
 رنڈیاں لیجانے کے کھوڑے کھوڑے
 تو جو انکا منہ میں پنے گہ بھرے
 ہجو تو کرتا ہی وہ ہیں منگرے
 آج اگر جیتا بچے تو کل مرے
 نظم میں آئے تے سب سے برے
 خیسے ہیں یہ شخص رتبہ میں درے
 جسکی صورت دیکھ کر شیطان ڈرے
 گویدت این حرف ہر دانشورے

جو تو سید ہوئے تو دیووں بچھے
 یہ روپے تو وہ نہیں جیسے کہ تو
 کہ معالج خان نے تیرا کیا لیا
 میر تو اب درانکے بھائی کی
 میں یہ سمجھوں ہوں کہ تو اس طرح سے
 میرزا ہنگو سے تا مرزا علی
 اور نام انکا تو لے سکتا نہیں
 تجھ سوا کس میر کی ایسی ہو شکل
 تو جتا ہے اپنی میری جس گھڑی

ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر

وود آٹھے جس گھرے والے تو آٹھے
 گردش ہفت آسمان سے تو آٹھے
 گوشت کھا کر استخوان سے تو آٹھے
 یہ تو کیا مٹھے زبان سے تو آٹھے

یہ تو ہو ممکن جہان سے تو آٹھے
 جس میں پر بو ہو کھانگی تو کب
 مثل سگ ہو جوع سے تیرے حال
 ہاتھ سے کہتے ہیں ہر آٹھے سے جوت

ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر
 ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر

ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر
 ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر

ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر
 ریم سوزاک پدر ہی تو شریہ
 رحم مادر میں آگٹ نکلا ہی میر

تاجیکان جو زمین از دست لے کر بازار نشین
 نوار در سوئے سر کو خیزد و بازار نشین
 دل در سر سے بظور سنگ ستم سے بازار نشین
 تو بھی آتھوں میں نہ سے بازار نشین

این نہ گویم کہ من از دست تو گشتم در پیش
 کردہ خویش مثل بہت کہ می آید پیش

اب نوکتے میں حریفان غلبا زید	اگر میان بیٹھی محبت کی تری ہم میں غلام
ہر گوا معلوم نکالو گے جو خط اپنے کلام	سچے جانینگے آخر یہ تھیں کہ بدنام
پھر تو رسوا کرینگے بلکہ تھیں خاص نام	دریکہ اب بھی سمجھا دی پار نہ کرایا کام

زان بنیدیش کہ از کردہ پشیمان باشی
 جمع تا جمع تباشی تو پریشان باشی

کاشکے تجھے مروہر کے رشتہ تو میں	تب تو او یار جلے دیکھے چھوٹے پھول
غیر سے ملے کبھو ہونہ پوجھو چھوٹے	ہم ترستے ہی رہیں غیر فریون تو میں
کب تا تک ہر کے گھوٹو نکو بھلا ہم گھوٹیں	مار بھی ڈالو بلا سے تو بلا سے چھوٹیں

آنقدر زندگی خویش مراد شوارست
 گر تو ناحق تکبشی حق تو برین یارست

کیا کوئی تجھ سارے یار نہ تھا دنیا میں	کیا کوئی اور طرف ہار نہ تھا دنیا میں
کیا کو کو گسو سے پیار نہ تھا دنیا میں	کیا کہیں اور گرفتار نہ تھا دنیا میں
عشق سے گسو سروکار نہ تھا دنیا میں	یہ ستم اور پیر نہ ہار نہ تھا دنیا میں

تو بھی آتھوں میں نہ سے بازار نشین
 دل در سر سے بظور سنگ ستم سے بازار نشین
 تاجیکان جو زمین از دست لے کر بازار نشین
 نوار در سوئے سر کو خیزد و بازار نشین
 این نہ گویم کہ من از دست تو گشتم در پیش
 کردہ خویش مثل بہت کہ می آید پیش
 اب نوکتے میں حریفان غلبا زید
 ہر گوا معلوم نکالو گے جو خط اپنے کلام
 پھر تو رسوا کرینگے بلکہ تھیں خاص نام
 زان بنیدیش کہ از کردہ پشیمان باشی
 جمع تا جمع تباشی تو پریشان باشی
 کاشکے تجھے مروہر کے رشتہ تو میں
 غیر سے ملے کبھو ہونہ پوجھو چھوٹے
 کب تا تک ہر کے گھوٹو نکو بھلا ہم گھوٹیں
 آنقدر زندگی خویش مراد شوارست
 گر تو ناحق تکبشی حق تو برین یارست
 کیا کوئی تجھ سارے یار نہ تھا دنیا میں
 کیا کو کو گسو سے پیار نہ تھا دنیا میں
 عشق سے گسو سروکار نہ تھا دنیا میں
 یہ ستم اور پیر نہ ہار نہ تھا دنیا میں

۳۳

مدن

پس ناموس محبت ہی میں پہنچاؤ کو سود
 اپنے بالین پر زمین جرح کا چاہوں دو
 گوجرات ہو سوئے عشق کی ہر دم فرود
 کے بہرنا حرمے چاک بگر خواہم نمود

من کہ ز چشم رانہان از چشم سوزن دآتم

کل خمار آلودہ میں گھر سے جو نکلا صبح
 یک بیک پہونچا مجھے جام لبیک نیم
 قتل پر راضی تھا مدد جو بدست میں ہم
 بزلال خضر کنون صد قافل میں تھر

منکہ چشم از تشنگی بر آب آہن دآتم

کون میری طرح عشق سے ہوا ہو کامیاب
 ساقی گلغام کو چہرے آتی ہر نقاب
 کسے اس خوبی سے بیٹھو ایسا میں بی تہلاب
 روشنی از بزم من ریزہ میگرد آفتاب

در جرح عیش تا از بادہ روغن دآتم

عشق رنگے وہ پیر کب لگا کر نہ نمود
 دوستی سے لالہ رویان کے ہوا آخر یہ سود
 جو ہوئے مانع مجھے بجا انھیں نے ہر سود
 ہچو ماہی غیر داغ نم پوشش دیکر نہ بود

تا کفن آید ہمیں یکجا مسہ بر تن دآتم

صاحب دیوان تھا پریشام سزا وقت
 پرورش کی ہر خدا ان رکھو تھا چند شہت
 کل زمین شہزین کی تخم معنی کی جگشت
 ہیکر ذوق طلب ز سچو بازہم نہ شہت

خوشتر چین بودم من آنروز یکہ خرمین دآتم

پس ناموس محبت ہی میں پہنچاؤ کو سود
 اپنے بالین پر زمین جرح کا چاہوں دو
 گوجرات ہو سوئے عشق کی ہر دم فرود
 کے بہرنا حرمے چاک بگر خواہم نمود
 من کہ ز چشم رانہان از چشم سوزن دآتم
 کل خمار آلودہ میں گھر سے جو نکلا صبح
 یک بیک پہونچا مجھے جام لبیک نیم
 قتل پر راضی تھا مدد جو بدست میں ہم
 بزلال خضر کنون صد قافل میں تھر
 منکہ چشم از تشنگی بر آب آہن دآتم
 کون میری طرح عشق سے ہوا ہو کامیاب
 ساقی گلغام کو چہرے آتی ہر نقاب
 کسے اس خوبی سے بیٹھو ایسا میں بی تہلاب
 روشنی از بزم من ریزہ میگرد آفتاب
 در جرح عیش تا از بادہ روغن دآتم
 عشق رنگے وہ پیر کب لگا کر نہ نمود
 دوستی سے لالہ رویان کے ہوا آخر یہ سود
 جو ہوئے مانع مجھے بجا انھیں نے ہر سود
 ہچو ماہی غیر داغ نم پوشش دیکر نہ بود
 تا کفن آید ہمیں یکجا مسہ بر تن دآتم
 صاحب دیوان تھا پریشام سزا وقت
 پرورش کی ہر خدا ان رکھو تھا چند شہت
 کل زمین شہزین کی تخم معنی کی جگشت
 ہیکر ذوق طلب ز سچو بازہم نہ شہت
 خوشتر چین بودم من آنروز یکہ خرمین دآتم

منقول صفات و سیرت حضرت امیر المومنین
 حضرت علیؑ کی شان و شہادت
 حضرت علیؑ کی شان و شہادت
 حضرت علیؑ کی شان و شہادت
 حضرت علیؑ کی شان و شہادت

انہاں ای تو فرقت ہو تو فرقت ہو
 عالم بین دو دنیا کے ہو اور ہم سرور
 عالم بین دو دنیا کے ہو اور ہم سرور
 عالم بین دو دنیا کے ہو اور ہم سرور

اب ہوں عرض میں جو نصیب میں بنا	کس سے کون میں عین ل جائے اور خدا
دل وادہ زلف رخ در پیر ندیدہ ہوں	
ایمان نہ رحم بگو مرے حال پر کھجو	یو چھانہ تو نے آ کے مرے چشم سے ہو
دیو بیگا کیا جواب خدا کے تو رو برد	کرنا ہو جا کے گل کی تسلی جن میں تو
خون جگر سے میں بھی تو دامن کشیہ ہوں	
بسل صفت نہیں مجھے آرام ایک پرا	ہو رنگ برے دم سے نہایت ہی مشکل
ملتا اگر ہو مجھے تو خاتم شباب مل	فاقل ہو کیوں ترا میری وقت گوش دل
اے بے خبر میں نالہ طلق بریدہ ہوں	
یو چھانہ یوں کھجو کہ ترا رنگ کیوں ہو زور	اکتا د تو کھجو بہ مجھے بھر کے آہ سرد
تو کون ہو کہ ملتا اوچھرے سے اپنی گرو	میں کیا کیوں کہ کون میں سو واقبول
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں خرفان آفت بریدہ ہوں	
مخمس پانزدہم	
کوئی اگر کسی کو ازیت دیا کہ	فکر اسکی ہر طرح وہ مکافات کیا کرے
تیرا ستم رسدہ یہ درد کما کرے	بدر لاسے ستم کا کوئی بخشے کیا کرے

انصاف کی علامت ہے جو حق سے گزر جائے
 کو صحت میں ایک صفت و مشوق خوب
 کہہ سکتے ہیں جو حق سے گزر جائے
 کہہ سکتے ہیں جو حق سے گزر جائے

۲۵۵

انہاں ای تو فرقت ہو تو فرقت ہو
 عالم بین دو دنیا کے ہو اور ہم سرور
 عالم بین دو دنیا کے ہو اور ہم سرور
 عالم بین دو دنیا کے ہو اور ہم سرور

فرقت

مصرعہ کو فقیر نے سو دانا تھا کل
 جو راند نظر نا لان جان کی طرح ہے
 لکھا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے

سنا فی سحر و جادو
 کس فطرہ اسرار سے کہ وہ سے ہر نہیں
 کیفیت سوار سے کہ وہ سے ہر نہیں

سرت پوچھو دل کا سپہ سے ہر وقت	مستخم کر کے یہ گھر سے ہر صبح نکل چلنا
جب رات کہ ہوتی ہو شمع ٹھنڈا	ہر روز کا وہ مرنے ہر رات کا چلنا
کیا کام کیا دل نے دیوانیکو کیا کہیے	
تقدیر کے لکھے کو ارکان نہیں دھونا	تقصیر نہیں دل کی قسمت کا ہر ہونا
ہر چہرہ مسلم ہو اب جی کے تین کھونا	لیکن مجھے آتا ہو پھر پھر کے ہی رونا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
اس جینے سے بہتر ہوا بت پڑا ہر	جل بھیجے کہیں جا کر یاد و بکین مرنے
کس کسٹین اتیں کس طرح سے دن بھر پڑا	کچھ بن نہیں آتی ہو جہان کی کیا کر پڑا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
گلشن میں مانے کے یون عمر کی ساری	ہر ایک طرف چہرہ نہ کر آئے ہوئے میخواری
آزادگی میری بھی سرواہی ہو بھاری	الضفا کر دیار و سین ہر کر قاری
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	
جو مجھ سے گذرتی ہو مقدور نہیں بہتا	تو ن جگر آنکھوں سے دامان کا بہتا
جو بات کوئی پوچھے منہ دیکھ کر کہتا	دنیانہ جواب اسکو کہنا تو ہی کہتا
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہیے	

کتابت سوار سے کہ وہ سے ہر نہیں
 کتا ہر وقت کے لئے بعد ہر کوئی شراب
 عاصی ہو وہ کرنا ہے جو ہر کوئی شراب
 اس وقت میں کمان ہو تو ہر کوئی شراب
 کب تک نہ آتی ہو پھر پھر کے ہی رونا
 کیا جانے کہ میں ہر وقت ہر کوئی شراب

۲۵۷

کیا جانے کہ میں ہر وقت ہر کوئی شراب
 کتا ہر وقت کے لئے بعد ہر کوئی شراب
 عاصی ہو وہ کرنا ہے جو ہر کوئی شراب
 اس وقت میں کمان ہو تو ہر کوئی شراب
 کب تک نہ آتی ہو پھر پھر کے ہی رونا
 کیا جانے کہ میں ہر وقت ہر کوئی شراب

کتابت سوار سے کہ وہ سے ہر نہیں
 کتا ہر وقت کے لئے بعد ہر کوئی شراب
 عاصی ہو وہ کرنا ہے جو ہر کوئی شراب
 اس وقت میں کمان ہو تو ہر کوئی شراب
 کب تک نہ آتی ہو پھر پھر کے ہی رونا
 کیا جانے کہ میں ہر وقت ہر کوئی شراب

میں مدلیں ہیں کہستان ہوں اور کجی کجی	ہم شہر و میدان ہم شہر و میدان
طرح شکارش زچا ویدن بہ ہارینتہ	
ناک کشمیری کی ہر طرف ہم ہی ہر طرف ہوں	لہجے باہر ہر طرف ہر طرف ہوں
جو کوئی پوچھے انجان پوچھنا کجاں کجاں	ہنیش خزاں ہم دریا لہجے ہاں کجاں
بر سر خرو خاک زمین رہے بل بالار کجی	
ناک تو خردوم سے ہاتھی کی تری کجی	پکڑے کہ چور و کاد امن اس آواز کجی
دیکھ کر تیرا تلون یہ کہہ وہ نارین	ہستہ سودا کجی ہم میں یہ آواز کجی
راہ کوچ کر چلا جب گھڑیاں پڑا تو گراہ	پرو عایوں پکڑے پکڑے پکڑے وہ شکاہ
یسری زلفوں کی طرح سے آب کشیا آگہ	ہم زبان ہم دوشن ہم رو او باشہ سیاہ
طرح ایجاد تو آرا میں شہنشاہ کجی	
جب مسجد میں آں پو و با واد شہید	یار کا جو رد کی تیرے خواجہ دے نہ پاپید
یہ پھیری بولے وہ مالک کہیں پچا شہید	چون خردوس بے نخل با پگلو تو تا پید
خون خردوسین خشک از شور بجا کجی	
عشق کی تپ تری جو رکاتوں میں ہا کجی	اور عارض کی ہونی کجی جوش و آفت

میں مدلیں ہیں کہستان ہوں اور کجی کجی
 ہم شہر و میدان ہم شہر و میدان
 طرح شکارش زچا ویدن بہ ہارینتہ
 ناک کشمیری کی ہر طرف ہم ہی ہر طرف ہوں
 جو کوئی پوچھے انجان پوچھنا کجاں کجاں
 بر سر خرو خاک زمین رہے بل بالار کجی
 ناک تو خردوم سے ہاتھی کی تری کجی
 دیکھ کر تیرا تلون یہ کہہ وہ نارین
 راہ کوچ کر چلا جب گھڑیاں پڑا تو گراہ
 یسری زلفوں کی طرح سے آب کشیا آگہ
 طرح ایجاد تو آرا میں شہنشاہ کجی
 جب مسجد میں آں پو و با واد شہید
 یہ پھیری بولے وہ مالک کہیں پچا شہید
 خون خردوسین خشک از شور بجا کجی
 عشق کی تپ تری جو رکاتوں میں ہا کجی

میں مدلیں ہیں کہستان ہوں اور کجی کجی
 ہم شہر و میدان ہم شہر و میدان
 طرح شکارش زچا ویدن بہ ہارینتہ
 ناک کشمیری کی ہر طرف ہم ہی ہر طرف ہوں
 جو کوئی پوچھے انجان پوچھنا کجاں کجاں
 بر سر خرو خاک زمین رہے بل بالار کجی
 ناک تو خردوم سے ہاتھی کی تری کجی
 دیکھ کر تیرا تلون یہ کہہ وہ نارین
 راہ کوچ کر چلا جب گھڑیاں پڑا تو گراہ
 یسری زلفوں کی طرح سے آب کشیا آگہ
 طرح ایجاد تو آرا میں شہنشاہ کجی
 جب مسجد میں آں پو و با واد شہید
 یہ پھیری بولے وہ مالک کہیں پچا شہید
 خون خردوسین خشک از شور بجا کجی
 عشق کی تپ تری جو رکاتوں میں ہا کجی

میں مدلیں ہیں کہستان ہوں اور کجی کجی
 ہم شہر و میدان ہم شہر و میدان
 طرح شکارش زچا ویدن بہ ہارینتہ
 ناک کشمیری کی ہر طرف ہم ہی ہر طرف ہوں
 جو کوئی پوچھے انجان پوچھنا کجاں کجاں
 بر سر خرو خاک زمین رہے بل بالار کجی
 ناک تو خردوم سے ہاتھی کی تری کجی
 دیکھ کر تیرا تلون یہ کہہ وہ نارین
 راہ کوچ کر چلا جب گھڑیاں پڑا تو گراہ
 یسری زلفوں کی طرح سے آب کشیا آگہ
 طرح ایجاد تو آرا میں شہنشاہ کجی
 جب مسجد میں آں پو و با واد شہید
 یہ پھیری بولے وہ مالک کہیں پچا شہید
 خون خردوسین خشک از شور بجا کجی
 عشق کی تپ تری جو رکاتوں میں ہا کجی

Handwritten text at the top of the page, likely a title or introductory note, written in a cursive script.

کیا ہو چن بنا کر میں اسکے میں یہ ہزار	بہنیں ہر پہلی پہلی میں فرق فرق ہر
جو ادب و مہر ہو سو مادہ یہ لگے روز	جو راہ یا تین آتا ہو چن در شام نظر
کے ہر خلق وہ جاتا ہو الویشیہ کا	
نظر کرو کہ ذرہ بھی پھر وہی ہو	جو لٹنے سے کن تا کن کے ہو وہ ہر ہر
کسی کو صحبت شرم اس کو چھوڑ دینا	ہوئی ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ایک دیشیے آتا ہو الویشیہ کا	
فیہم ہو مری صحبت پہ پاپ سے تزلزل	کسی ہر ہر ہر کی میں چن چن اس کی زبان
کہ جو کہم ہو اس کے نہیں ہر ہر ہر ہر	جسے سمجھ تڑدہ ہونا ہر ہر ہر ہر
حسن حساب اپنے سنا تا ہو الویشیہ کا	
کیا ہو کام میں وہ ہر ہر ہر ہر ہر	قبول خاطر و تاپ سے خاص ہر ہر
سو چکے وہ کہنے کے آئینہ ہے ہر ہر ہر	ہر ہر ہر گرتے ہو کچھ کیا ہو ہر ہر
مہر سے ہر ہر کہ شادا ہو الویشیہ کا	
میں کار یگر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	چو کہ کہ کوئی کو تا ہوں ہر ہر ہر
وہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر	تو ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
عیشیت پیشور جاتا ہو الویشیہ کا	

Vertical handwritten text on the left side of the page, including the number '۲۶۵' and various lines of script.

Handwritten text at the bottom of the page, continuing the script from the main body.

کریں اور غم نہ ہو...
 اور اب جو زعم میں قاسم کے فیضان نامی
 نہ ٹھہر پارے کا رات تک نہ ٹھکانا ہی
 اب اُسکو خواہ وہ پائل بچھلین جو اہ بچھول
 کرے ہر بھوکے شاکر و پیشا بچھول
 کہہ میں قناتوں میں رباں پورہ فاش
 اگر کہیں کہہ ڈٹا اٹھکے چاندنی کا بھول
 یہ خادمانِ محل کی ہو اندون صورت
 نہ اٹھ کے پلنے کی ہرگز نہ روزین طاقت
 کہ بوری بیٹھ کے جسطرح بیٹھ جائیگی بول
 چار رکھی ہو سلاطینوں نے یہ تو جہاز
 کوئی دریا پتھر پر آوے مارا ہوا
 تو چاہیے کہ ہمیں سب کو زہر دیکھ بھول
 غرض مال ہو اس نقشہ سے یہ میرا
 تو کوئی قصد کرے نوکری کا ہتیرا

اسی خیال میں رہتی اور عقل و انوار اول	
اور اب جو زعم میں قاسم کے فیضان نامی	جو تہنی اندھی ہو آئین تو ہاتھی کا تازی
نہ ٹھہر پارے کا رات تک نہ ٹھکانا ہی	ہر ایک بھوکے سے سوئے دم رونا ہی
اب اُسکو خواہ وہ پائل بچھلین جو اہ بچھول	
کرے ہر بھوکے شاکر و پیشا بچھول	کہیں پہلا تو بیاورجی دان پکاؤں کش
کہہ میں قناتوں میں رباں پورہ فاش	اٹھے سے کھینچے سے رستہ کو آنکر فراش
اگر کہیں کہہ ڈٹا اٹھکے چاندنی کا بھول	
یہ خادمانِ محل کی ہو اندون صورت	زخوان ہونے کا تہیرنی میں باقی ست
نہ اٹھ کے پلنے کی ہرگز نہ روزین طاقت	نبی ہو بھوکے سے دریا پورے کھنڈ کی گت
کہ بوری بیٹھ کے جسطرح بیٹھ جائیگی بول	
چار رکھی ہو سلاطینوں نے یہ تو جہاز	کوئی تو کھسے کل آئین کہ بیان بھار
کوئی دریا پتھر پر آوے مارا ہوا	کوئی کہے جو ہم ایسی ہیں چھاوی بیگ ہار
تو چاہیے کہ ہمیں سب کو زہر دیکھ بھول	
غرض مال ہو اس نقشہ سے یہ میرا	کہ بے زری نے جب سیاہ آنکر کھیرا
تو کوئی قصد کرے نوکری کا ہتیرا	تہیں یہ فائدہ کچھ تارہ چھوڑ کر ڈیرا

وہ تو اس کے لئے...
 جو بچھولیں اس کے لئے...
 کہ میں قناتوں میں...
 اگر کہیں کہہ ڈٹا...
 یہ خادمانِ محل کی...
 نہ اٹھ کے پلنے کی...
 کہ بوری بیٹھ کے...
 چار رکھی ہو سلاطینوں...
 کوئی دریا پتھر پر...
 تو چاہیے کہ ہمیں...
 غرض مال ہو اس...
 تو کوئی قصد کرے...
 اور اب جو زعم میں...
 نہ ٹھہر پارے کا...
 اب اُسکو خواہ وہ...
 کرے ہر بھوکے...
 کہہ میں قناتوں...
 اگر کہیں کہہ...
 یہ خادمانِ محل...
 نہ اٹھ کے پلنے...
 کہ بوری بیٹھ...
 چار رکھی ہو...
 کوئی دریا پتھر...
 تو چاہیے کہ...
 غرض مال ہو...
 تو کوئی قصد...
 اور اب جو زعم...
 نہ ٹھہر پارے...
 اب اُسکو خواہ...
 کرے ہر بھوکے...
 کہہ میں قناتوں...
 اگر کہیں کہہ...
 یہ خادمانِ محل...
 نہ اٹھ کے پلنے...
 کہ بوری بیٹھ...
 چار رکھی ہو...
 کوئی دریا پتھر...
 تو چاہیے کہ...
 غرض مال ہو...
 تو کوئی قصد...

مردار سو اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری

ہر کی سبب سے بٹ کا بڑی کھانت	مردار سو اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
دلکش بت ہندی جری توین تری لخواہ	
یہ فرض کیا بدہون میں سپا ہو تر قول	پر بد جھے کس طرح تو نظر دن میں لیا قول
صحت مری تری کا تو اتنا ہی ہاؤلی	تین کی جھے خریڑ رہا میں پھا لاول
سوجھی کسی کو چھین گلی میں کہ دیکھا	
اکثر تو مرے خیرت میں آتا ہو ہی بات	کتو نہیں فلانی کی شب و تر ہوا تو بات
خود اسکی نجاست کا نہیں کتے پائبات	لازم ہو مسلمان کرے اس سے ملاقات
یہ چاہیے صحبت سے رتک ایسے کے اکراہ	
یہ سچ ہو جو کہتا ہو تو چھپ بھی نہیں ہو	کتے کو کہے پاک سٹوہ دن دین ہو
لیکن وہ ساگ نفس میں اس کا کہیں ہو	تجھ پر جو ہر اک خط و ہر اک تین ہو
تو اسکا نہ کہتا کرے تب پاک ہو وانشا	
و تیا کے بھی جیسے کا سگ نفس ہو طاب	شیر و ناہ جو کیدر گو یہ کردانی ہو غاب
وہ مرد ہو جو اس میں کرے قوت لیب	نے خریڑ وہ گوا سہ ہوا مد کا قالب
اس حرت میں نے شک عقلا کو ہو نا شاہ	
سمجھا ہو سگ نفس کو تو اپنے بھکاری	اسوا سٹوہ اس سے بھجے دل ہی بویاری

مردار سو اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری

۲۷۹

مردار سو اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری

مردار سو اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری
 اور کچھ کھلا اس لئے نہ سبب واری

مردین میں جن پر عین جب بکریوں میں
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار

مردین میں جن پر عین جب بکریوں میں
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار

مردین میں جن پر عین جب بکریوں میں
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار

مردین میں جن پر عین جب بکریوں میں
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار

مردین میں جن پر عین جب بکریوں میں
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار

مردین میں جن پر عین جب بکریوں میں
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار
 اور سووا کا مریخ کوئی اس کی تیار

بابت ششم بیوقوف کی بیان
معنی جو جاہل ہو اس میں تو سو کہاں

اور ہوا اول ہوا آخر کے الفاظ کا بیان
و سے ہوا لفظ ہر ہوا لفظ میں سے اولیٰ السلام
معنی

سہا ہوا اول و ہوا آخر
معنی جو جاہل ہو اس میں تو سو کہاں

گر نہیں جانتے تو سن لو اب
گر تعلق کمال کا ہوتا
مشخصہ کچھ نہیں سب یہ کمال
بندیش الفاظ کی غلط اسکی
پیش مصرع میں لفظ یہ سواد
یہ نکلتا ہوا اس یوں بے کد

ساتھ اسکے ہو جسکا نام و سب
پسر نوح باپ سا ہوتا
جسے ہو فضل ایزد متعال
بری ہو معنی کی منظر اسکی
آپ کو ہو بزرگی اجساد
سب تصدق پدار سے لے تا ہر

معنی

لا مکان بھی ایک بازیگاہ طفلی تو تر

کوئی مکان جسے نہیں پاتا میں خالی السلام

شرح

عوض کوئی مکان جو لفظ فصیح

بولتے کوئی جا تو تھا یہ صحیح

معنی

ہو کر بیان گیر گردن تیرے شکر کا لہو

تا قیامت کہ نہیں تھی ہوالی السلام

شرح

خون ہوا ایسی جا میں لفظ لہو
اور لالی کا حرفت کرد و حک

نہیں آیا محاورے میں کھو
ہو نہ ثابت مشفق سے یہ تکب

اس سوا جس میں ہے
کیا تو خاطر میں آپ کے
یا کہ اس کا حکم میں پھر آیا

یہ ایک حدیث ہے
عبدالہو سے کہ
ورنہ تمہیں وہی لے جائے گا

مطلب اس پر سے
کیا نہیں ہے
کے ہونے کے خطا سے
ہاں مٹا رہا ہے
ہاں کوئی کلام
ہاں کوئی کلام
ہاں کوئی کلام

بہارِ شریعت میں جو اول کتاب ہے
 یہ کتاب ہے شہادت کے دن کے
 پہلے پہلے اور اس کے بعد
 اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد

عینوں نے اسکو وطن سے بلایا	ایک اقربا لاکے بن میں بسایا
پھر اس بخور سے اسکو مارا اور پیاسا	کہ بس غم سے خورشید کے تعین تپا ہو
شرح	
ایک اقربا نے زافر زونی با	کیا غیر موزن ہے مصرع سراپا
نہیں آسین ہر گز ہر حرف سجا	کہ اوزان اشعار میرے بلبی ہو
تین	
غرض وہ جفا اسکو دکھلائی ظالم	کہ جسکا وہی آپ رب ہنگام
نہ لینے دیے اسکو کہ دم بھی سالم	دیے اسکو کیا کیا لقب پر تسمیہ
شرح	
دیے ہیں دیا ہو یہ کتنا روارو	زبان صحیح واحد سے یون آتا ہو
یہ لہجہ میں جبران ہوں کس ملک کا ہو	دیے اسکو کیا کیا لقب پر تسمیہ
تین	
دو دنوں رات دن تو کئے ہر طرح میں	یظاہر مصیبت پہ باطن فرح میں
سحر پر ہوا خون قضا کے قح میں	کہا جی بے شبیر تو خشک لب ہو
شرح	

وہم والکین سگوئیں زوہد و عبادت
 کیسے کہ اس میں زمان پر بھروسہ
 اہل جہنم جگہ نہیں کیا اور
 ۲۹۱
 کہ جسکا وہی آپ رب ہنگام
 دیے اسکو کیا کیا لقب پر تسمیہ
 زبان صحیح واحد سے یون آتا ہو
 دیے اسکو کیا کیا لقب پر تسمیہ
 یظاہر مصیبت پہ باطن فرح میں
 کہا جی بے شبیر تو خشک لب ہو

بہارِ شریعت میں جو اول کتاب ہے
 یہ کتاب ہے شہادت کے دن کے
 پہلے پہلے اور اس کے بعد
 اس کے بعد اس کے بعد اس کے بعد

کہ کہتے اب اگر عورتوں کو بار
رہے دست دینے اور عرب اور
کسی بندہ جو کہتے عورتوں کے
رہے دست دینے اور عرب اور

یوانی واقفاظ بن اور میں نے
یہاں سے نہیں باقی یہ کیا سبب ہو
ایسا کار دین سے جسے حجت ادالی

یہاں سے نہیں باقی یہ کیا سبب ہو
ایسا کار دین سے جسے حجت ادالی
کہ کہتے اب اگر عورتوں کو بار

میں اصغر کو بھی اس گھڑی پہ لگتی ہوں
میں اسدم تو قانس کی جلی تھی ہوں
آئے میں اُدھر عابدین نے پکارا
کہ بابا جی میں کیا کرونگا بچارا
آو بابا اکیلا میں اب کیا کرونگا
آو بابا مصیبت میں کیا کیا بھرونگا
میں تم بچا ہوا لکسو کہوں گگا
اسل تشکر سے میں بن بکتا ہوں گگا
مجھے کہیے ناموس کید بھری جاؤں
کہاں جا کے عورت کو میں چھپاؤں
و تسکین میں بانگو کید بھری جاؤں
کہاں میں اب بیان مدینے کو لاؤں
کہا شمش نے ہر اک کو چھاتی لگا کر
بوقت مصیبت نہ آیات اظہر
پہ فرما کے شیریں کو سدھا کرے

کہ سبب جو ساری ہلائی تری ہوں
مرا تن بدن شمع سان مہتاب ہو
تسراپنے کے تین چار پائی سو مارا
مرادل عجب طرح سے مضطرب ہو
یہ ناموس کید بھریں لیے پھر ونگا
میں کیا جانوں تیرت میں کیا کیا تہنگا
بچوں کا بلکنا میں کیونکر سہونگا
مرادل تو تند درسا مہتاب ہو
یہی چاہتا ہوں کہ سر کو کٹاؤں
کہوں کیا وصیت کر پاس وہ ہو
میں چھپنے کو انکے کدھر گھر تباؤں
یہ صحر ا تو سیروں حد عرب ہو
کہا و بکیسو صبر ہو ا تبتلا پر
فصیراً جمیلاً ہمیں منتخب ہو
کھڑے ہو مخالف کے گمخہ پر پکا ہے

کہ کہتے اب اگر عورتوں کو بار
رہے دست دینے اور عرب اور
کسی بندہ جو کہتے عورتوں کے
رہے دست دینے اور عرب اور
یوانی واقفاظ بن اور میں نے
یہاں سے نہیں باقی یہ کیا سبب ہو
ایسا کار دین سے جسے حجت ادالی
یہاں سے نہیں باقی یہ کیا سبب ہو
ایسا کار دین سے جسے حجت ادالی
کہ کہتے اب اگر عورتوں کو بار
رہے دست دینے اور عرب اور
کسی بندہ جو کہتے عورتوں کے
رہے دست دینے اور عرب اور

۲۹۵

میں

کہ کہتے اب اگر عورتوں کو بار
رہے دست دینے اور عرب اور
کسی بندہ جو کہتے عورتوں کے
رہے دست دینے اور عرب اور
یوانی واقفاظ بن اور میں نے
یہاں سے نہیں باقی یہ کیا سبب ہو
ایسا کار دین سے جسے حجت ادالی
یہاں سے نہیں باقی یہ کیا سبب ہو
ایسا کار دین سے جسے حجت ادالی
کہ کہتے اب اگر عورتوں کو بار
رہے دست دینے اور عرب اور
کسی بندہ جو کہتے عورتوں کے
رہے دست دینے اور عرب اور

جو کہتا ہے اس سے نبی کا نواسا
 بیچا ہے نانا کا اسم ادب ہے اور

کہتے ہیں کہ اسے افسانہ کہتے ہیں
 وہ خود اس نظام سے ہے پر کیا ہے اور

جہاں لائے تھے اس کے کہنے کے تھے
 جان لائے تھے اس کے کہنے کے تھے

اسے تم سناؤ گے جس ہل دین کو کہو ننگا بجا کہتے ہو اس میں کہ علی کا اگر بولے ہوئے قائل فقط قافیے کے لیے حرف ہل	کیسا کھین آفرین اس میں کہ زبان پھر ایسے کے یہ کیا غضب ہے رکھے تب یہ تشبیہ ک نوع حاصل جناب ایسی میں کیسے دور از ادب ہے
---	--

من

تجھی کو مراحق نے قائل کیا ہے بھلا کہ تو کیا تیرا میں نے کیا ہے	یہ ایلیس کا تجھ کو حصہ ملا ہے کہ میرا ہو تجھ کو شمد و رطب ہے
---	---

شرح

بقول آپ کے شہ نے پوئیں کیا ہے تو یوں کیوں کہ میں بن ترا کیا ہے	جو پہلے دو مصرع میں مضمون بندھا ہے کہ میرا ہو تجھ کو شمد و رطب ہے
---	--

من

یہ شکر شمر آئے بیٹھا سہانے کہا شہ نے اسکو کہ سن ہو دیوانے	لگا ڈھونڈتے مار نیکیہ پھانے مجھے اپنے نانا کا اسم ادب ہے
--	---

شرح

زبانی تمہارے فقط یہ ہوا نشا کچھ آیا نہ تھا شمر نانا کا بھیجا	
---	--

سخن کا یہ کیا کہے کہ وہ نہیں
 کیا نہیں کہتے کہ نہیں کہتے

۲۹
 کہ میں کہوں اب اک نانا پور
 کہ میں کہوں اب اک نانا پور

نماز شہادت یعنی میں پھینکے
 سدا سدا پوچھو گی ابنت امین سے

کہ وہ مفضل بجدہ بھی کہتے ہیں
 کہ وہ مفضل بجدہ بھی کہتے ہیں

کہ وہ مفضل بجدہ بھی کہتے ہیں
 کہ وہ مفضل بجدہ بھی کہتے ہیں

ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام
 ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام

سلام

ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام
 ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام

بولنے کے ساتھ برف تھلا کر پیش (سلام) پوتا ہو جو کہ برف تھلا کر پیش (سلام) درود میں کہے اور مار کر پیش (سلام) بولتی اور شادی خاطر قرآن پیش (سلام) بولے تھک کر دیکھ کر گویا دعا مائل (سلام) بولتا ہزار بار سجادہ قرآن پیش (سلام) سیکرے میں کہتے ہیں سب سے پیش (سلام)	بچھلے پر درویش کو برسیہ پیش (سلام) سہ دھڑکھا محرم کا کرایہ ہر غم ترا دیکھ کر ہر آن تیرا بل ماتم کے تین غم دہرے میں رات دن تسلیم کرتا ہے تجھے طوطی وغنیہ پہ گلشن کے نہیں تو توں کچھ نہ تھا دیکھ کر تجھ کو طوائف کہہ میں یاد کرتا ہر حال امی سانی کو تیرے کے پر
--	---

اس میں جس پر حسی سووانے تجھ اور پہلو
 بولنا اس آواز کو کر گل نے در گوش (سلام)

سلام

علی کے گنت جگر پر کو درود (سلام) امام بن و بشیر کو درود (سلام) اسب اس شجر کے قمر کو درود (سلام) سب سے پیش کے چہرے کو درود (سلام)	بنی کے ذریعہ پر کو درود (سلام) کہے ہو عرض کے سکان چیریل سرا شجر حرم بن بنی بن سہتر از اشجار خدا کا امر ہے لے آدمی سے تاہ ملک
---	---

ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام
 ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام

ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام
 ہوا ہے سب سے سزا دہرے کو درود و سلام
 کہتا ہے کہ یہ سزا دہرے کو درود و سلام

دو لہن کے جوڑے اور سب سے پہلے
 دو لہن کے جوڑے اور سب سے پہلے
 دو لہن کے جوڑے اور سب سے پہلے
 دو لہن کے جوڑے اور سب سے پہلے

رنگ کھیلنے کی جا آئین سدا چھارنگا
 گردن کا خط زخم تھا شکے کا کلادا
 ساچ کا یہ دستور ہے کہ کسکے وطن کا
 تھا شہر و خیر پورہ کا خون اسین جان یا
 یہ نگہ ہو شاد میں زما نیکا چلن کا
 بولایہ رنڈا یا کہ خدا سے نہیں چارہ
 کیا فائدہ اب اس کے سنگار اور زنگا
 اور خاک کو اسکو سر نیچے میں ڈالے
 اب وقت نہیں اور کسی حرف و سخن کا
 بن سر بے آفرین اسی چارے کا ہرے
 اس طرح چڑھا یا ہے شہزادہ ن کا
 سب چاک گردیاں کیے باویدہ تنک
 نے اشک تھام رکھا دیے بیچہ تران کا
 اس گرد کی شاہد ہوئی جو گور سبیت
 چھوڑ چکا سماگ اسکا نشان ہے تن کا

مسلوم ہوا تب جو براتی ہیں کیے عوز
 کا ماہر اوہ سر تھا جو ساچ کا جوادا
 دو لہن کے لہو آستین ڈھائی چڑھاوا
 جو خوان کہ دو لہن کے لیے منہ کیا آیا
 دو لہا کا لہو با تھو نہیں دو لہن کے لہا
 دو لہن کو شب عقد تو ہیں ملے ستارا
 جبکہ یو سب کچھ تھا کیا زمین وہ مارا
 تھہ کو تو آمار اُس کے گرد میر جو الے
 لو تھ آتی ہو اُسکی ہیں کہاں ٹھو والی
 کیا شہ کی سوار کی کوئی قصے کو باہر
 سہرتے تینوں میرے لہاٹ کی باز رہے
 گرد اس کے براتی سر صورت سے لے خاک
 فیادہ و فغان اُنکی سر پر گنبد افلاک
 کتا تھا ہر اک دیکھ کے دو لہا کی سنگیت
 مان باپ کی لڑھکی کر گئی ہو کر ہرست

چھاتی: نڈا آتا ہے جس کا ہر ایک
 دینا خان نشان حلق گردن کا
 شہت کی لہو ان کا لہو کی جان
 باہر کیے سے لہو کی جان
 چھوڑتی ہے خون تلک لہو کی جان
 شادی تھی کہ لہو فان تھا ان کی جان
 دو لہا جو سلامی کے لیے سا ہو رہی آیا

۵۰
 اور اس کے لیے غمت شادی جو رنگا
 لہو کی جان کی دھڑکن کا
 لہو کی جان کی دھڑکن کا
 لہو کی جان کی دھڑکن کا

دو لہا کے سینے میں
 دو لہا کے سینے میں
 دو لہا کے سینے میں
 دو لہا کے سینے میں

دل سے جلاؤ آل چڑھے ایک توڑ مرے لئے
 رشتہ خاں خاں بیٹا بیٹا بیٹا بیٹا بیٹا
 رشتہ خاں خاں بیٹا بیٹا بیٹا بیٹا بیٹا
 رشتہ خاں خاں بیٹا بیٹا بیٹا بیٹا بیٹا

ایک کبیر لاؤ جا کے اسیر تو تم کتاب
 لائیکو جب تم کے گے سب نا بجا
 بسے مریم کا مری تم اپنے گنا بکار
 کاٹے ہمارے وارثوں کے تنہا بکے
 ایسا بیٹو تم بتاؤ کیدھر سکو لے چلے
 گزری ہیں وارثوں کو سے آج تین دن
 کاٹو ہماری حلق میں ٹپکے ہیں ضربین
 پانیسے بھی تھنے کیا آج تک سلوک
 آتی ہو منہ یہ بولنے میں لو ہو کی بلوک
 سمجھو تو یہ گناہ کہ جتنے ہیں آج تک
 میر نکو تو مرنگے کجھو اس میں کیا خوشک
 کو حقین ہم اپنی کار لین فرصت تم اپنی
 آل نبی یہ اتنی تو اب ہر تم کرو
 اس سے زیادہ ہم کو تم بابت کرو
 رسوا شوگر کو چھو بازار است کرو

میں فقہ اس مکان سب کی کالیا
 او ٹوٹو پتہ مار مار کے کرنے لگے سوار
 ہمتے زمین ہتھارا گناہ و خطا کیا
 لٹے لٹے لٹے لٹے یہ بیٹھے ہیں کھڑے چلے
 چھوڑو ہمیں کہ اپنا تم اب سے خاک کیا
 آسو نہیں ہمارے ہتھے اس میں ایک چین
 جنگل کا چار پا یہ بھی پانی پیا کیا
 قطرہ تمہاری باتہ کاہو ہکڑوں ٹوک
 اس نم میں سیکہ سینہ ہمارا کا کیا
 جاگ میں کوئی کو انہیں موت آتیا
 مر تو نہ گئے پر آپ کو ہم اوہر واکیا
 جیدھر کو چاہو پھیر ہیں اوہر کو لچلو
 جو کچھ کہ چلے ہو سو تھے بھلا کیا
 چڑھو کے اشتر پتہ زور است کرو
 کم ہو یہ جو تھے جو ہمیر روا کیا

میں جانتا تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا
 میں جانتا تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا
 میں جانتا تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا
 میں جانتا تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا یہ تھا

ایسا خون سے دیکھو
 اس کوئی کو بہت
 اس کوئی کو بہت
 اس کوئی کو بہت
 اس کوئی کو بہت

ایسی دیکھو
 کہ اور نہیں تھا تو کیا بتا رہی

بن ک نصاریٰ کیوں از رہ زادن
 بن ک نصاریٰ کیوں از رہ زادن

کے تو ہمیں بھیتا دوی ہا سلیمان
 کہ تو ہمیں بھیتا دوی ہا سلیمان

بیز اس کے تو ہرگز نہیں یہ ہوت
 کہ جبر سے تو آیا ہوا ان میں سے
 خوش ہو رہا کہ آسمانی سمت نگاہ
 وہیں سمجھ گئے اس بات کو قرینے سے
 سو عابد ہر جا رہتے تھے ہمراہ
 ہر ایک کو ڈپاڑے کے سینے سے
 جو کچھ نام چلے رکھلے سر کو تیر پر
 دیا کفن اسے چار گز گزینے سے
 حسن کا ریزہ الماس سے جگر بھاتا
 چڑھا جو ریزے پہ سر اس تم کو ریزے سے
 حوشی خراب اظہار کر نیسے اسکے
 خوشی تھی فاطمہ کو بیرون کے سینے سے
 پر اس کے پہ چلاب سے خنجر فولاد
 تو یہ گیا ہی ٹھٹھک ہاتھ مار سینے سے
 اور اسکے ساتھ کسی ملک کی داری

عیش کر ہو تو یابی کی اسے سنت
 اگر کو نہیں چلے شام کر نیکو بیت
 سخن پیش کے بعد سے شاہ خلق سیاہ
 اجل کو اپنی تو کچھ تو پیش تو تم ہمراہ
 اب آگے کیا ہی کون اس میں آدو بلا
 برای آیت ریا و خون سمیت از شاہ
 خیر سے یونہی عین بعد قتل آن
 زمین ڈال گور و حوب میں بن کے ہر
 علی نے سجدہ میں لو ہو پسر کا چانا
 حسین تشنہ دہان کا گلے لہو چاٹنا
 جھاڑو گدڑی سے آگے سواب کون کر
 پڑا وہ تو ہے عریان جو زمین سے
 فلک سے کرتے تو کی سو اور کو بیدار
 سمجھ نہ ہو کہ بالاسے جن پر بنیاد
 شہا تو دی بھی تو فوج گریہ دزاری

کلیات ہوتا
 ۵۱۶
 لا با کہ علی ایسا ہے کہ بیو اس کے
 کیسے کہ باہر سے بھیجے ہیں وہ
 کیسے کہ باہر سے بھیجے ہیں وہ
 کیسے کہ باہر سے بھیجے ہیں وہ
 کیسے کہ باہر سے بھیجے ہیں وہ

ایسی دیکھو کہ اور نہیں تھا تو کیا بتا رہی
 بن ک نصاریٰ کیوں از رہ زادن
 بن ک نصاریٰ کیوں از رہ زادن
 کہ تو ہمیں بھیتا دوی ہا سلیمان
 کہ تو ہمیں بھیتا دوی ہا سلیمان

زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے

القصہ میں اور پر قتل امام دین
 کئے لگو پھر باہم غارت بھی جا کر لین
 نیز وہ پورا درون اپنے آگے اٹھو نہ دھریں
 یہ مشورہ کر ملوں پھر آگے جو نیچے پر
 اس وقت ہوا بریا ہنگامہ صد شہر
 چادر حرم میں چہرہ کو چھپا دیا تھا
 شمشیر برہنہ کر اور اسکو ڈرا دیا تھا
 ہاتھ ایک امین زد سپر سے یہ مارو تھا
 کہ کہ یہ عمل کرنا قسمت میں ہا پور تھا
 زینب نے کہا اس سے کر تو یہ سمجھا ہے
 بولا کہ نہیں ہنسی تم باس تو اب یہ
 اس طرح کیا غارت گھر اپنے پیر کا
 چھوٹے لعیون کے پیر ابھی بن گیا
 ملک کے حرم سا اور آگ دی جسے کو
 منقل کی طرف لا کر کئے لگو اب ملو

سنا کر کے سیر میں گئے کو پشانی
 تھا سب کچھ اس غارت میں اور زمین
 سر کاٹ کے مڑو نکا کر زندہ تکر زندانی
 تیونے سر پر زندہ بھاڑا دھسے مار
 جسمانی سونے لڑا تا عالم و معانی
 ہر ایک امین اس سے چادر چھپا دیا تھا
 کی اپنے پیر کے گھر یہ یہ ستم زانی
 اور باؤں سے زینب کے ظلم الی ان تھا
 نزدیک خدا جس کھینچے پشانی
 ظلم الی چھانڈ کے ہر تو کیلئے پر
 بہت سے کہیں ہی اس سے تو پور جانی
 زینب کی جگہ ہرگز چھلانگ ہا زکا
 کئے سے بچا وہ کچھ کہیے جسے عرفانی
 ایک ایک شہر اور پر چھلا ڈرا میں
 نقشین تمہیں تون کی جاتی ہن ہر جانی

زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے

زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے

زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے
 زینب کا اور ان شہیدوں کے

غرض جو کہ ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ اس کا نام لیا جاتا تھا
 غرض جو کہ ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ اس کا نام لیا جاتا تھا
 غرض جو کہ ہرگز نہیں ہوتا تھا کہ اس کا نام لیا جاتا تھا

ہوئی تھی ایک شادی ایسے گنتے ہوئے تھے	اگر کچھ بیان اسکا فلک تارا دریا کے
نہو میری قتل و قس کی پھر ہوس آئے	عجب کیا ہو کہ رور و رور پوریں گے
فلک ہر جا بیگا پانی ہوا میں نہ کو کہہ سیم سے	
تھو اس دیکر جو جو کار کج کیا تیا تو نہیں	غضب آفت بلا زینہ تو نہیں تو نہیں
دگر نہ منکر و نکو پاس کا ذب کو تو نہیں	کیگا ہر کوئی یہ بات کیا طریقیں لائیں
اٹھے کس بیاہ ایسا خلقت انسا نہیں ماہ سے	
وہ دی کہا کہ ایک جوتانی کد خدائی تھی	نہ تھی وہ شادی بڑا جگہ آنت تھی تھی
قضا مشاہدہ ہو نسبت کا اسکو تو لائی تھی	مصیبت بہر تھیں نہ تھی سیکے آئی تھی
لگے دکھ درد و غم کتنے نسبت میں پھر و غم سے	
نہیے ایسا کاشی جو جلی پہ تیل دی	حسن کے ابا پد اور اعلیٰ اور فاطمہ دی
وہ عید اللہ عم گرو نہ جیکے خد آنا دی	یہ نو شہرہ پاتا ہوں کہ کج خاتہ آنا دی
کہ تا چھوٹے زمانے کے جفا و جور ہر دم سے	
مصیبت کے سنا جیتے لڑا فاداری	یہ بولی کلمہ اس کا دیکھا آنکھوں پر کون پڑھی
کہا تم کل عالم پر کسندی کی تیاری	نگلن ہو کہ پھر کر زیر چرخ نگاری
وہ رونق کر انوکھے ہو جو اتنا ہر دم سے	

کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن
 کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن
 کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن

۱۹

کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن
 کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن
 کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن

کے جب یہ لوگ ہر دو لکھن جو کہ لکھن جو کہ لکھن

میرزا مسطوفی
 کیا کہوں گے غرض کہ سونے کے نیروں پر
 اور لو تھیں انکی ساری خان خونین ڈالکر
 خالوں کے یوں تم سب کے عزیزوں پر
 طعنہ زن کا جرم کیا کر ایسے کو طعنہ دینے
 ہیں سزاوار اسکے ہم جو دین وہ طعنہ بار بار
 مرگ کو ڈھونڈھا کیو تھو دینے ہم سزاوار
 اس طرح ہم کہتی تھیں ہمیشہ تو نقشان
 ساموئیل تاب بن جو اول کر کے بیان

حضرت خیر البشر کے جو حقہ دل بند چکر اپنی توشیح و اقربا کی لاشیں پھانسیاں دیکھ کر پکڑا اور وہ دنیا و فانی میں ہے زینتے باتیں ترمز کی بہترین اریان مرنے جینے میں نہیں کہہ کسی کا اختیار ترسے جی سکھانہ اور لاکھوں پھانسیوں جو جو سنتا تھا یہ باتیں اس کے اگلے دن ایرترگان کے تو پوند بن خونگی برسیاں	کیا کہوں گے غرض کہ سونے کے نیروں پر اور لو تھیں انکی ساری خان خونین ڈالکر خالوں کے یوں تم سب کے عزیزوں پر طعنہ زن کا جرم کیا کر ایسے کو طعنہ دینے ہیں سزاوار اسکے ہم جو دین وہ طعنہ بار بار مرگ کو ڈھونڈھا کیو تھو دینے ہم سزاوار اس طرح ہم کہتی تھیں ہمیشہ تو نقشان ساموئیل تاب بن جو اول کر کے بیان
---	--

مرثیہ حضرت امام حسینؑ

مرچے تیری تو سب توشیح و اقربا تجھ بن آفت آئیگی ہم سب کے سپر سیاہیاں کاٹ پیلے ہاتھ سے اپنے ہمارے ہی گلا لوٹ لیونگی ہمیں یاں سب شکر سیاہیاں کون ہے حامی ہمارا یاں بخیر ذاتِ خدا	باؤ نکستی تھیں کہ زکا قصدت کر سیاہیاں ایک تو تنہا رہا جاتا ہے کیدر سیاہیاں تو چلا مرنے ہمیں کے حوالے کر چلا کیونکہ تجھ بن جکوار بن جینے سو ہے مرنا بجلا تجھ سو اسکا ہوا جس جنگل میں ہکوار سزا
---	---

حضرت خیر البشر کے جو حقہ دل بند چکر
 اپنی توشیح و اقربا کی لاشیں پھانسیاں
 دیکھ کر پکڑا اور وہ دنیا و فانی میں ہے
 زینتے باتیں ترمز کی بہترین اریان
 مرنے جینے میں نہیں کہہ کسی کا اختیار
 ترسے جی سکھانہ اور لاکھوں پھانسیوں
 جو جو سنتا تھا یہ باتیں اس کے اگلے دن
 ایرترگان کے تو پوند بن خونگی برسیاں

۵۲۵

میرزا مسطوفی
 کیا کہوں گے غرض کہ سونے کے نیروں پر
 اور لو تھیں انکی ساری خان خونین ڈالکر
 خالوں کے یوں تم سب کے عزیزوں پر
 طعنہ زن کا جرم کیا کر ایسے کو طعنہ دینے
 ہیں سزاوار اسکے ہم جو دین وہ طعنہ بار بار
 مرگ کو ڈھونڈھا کیو تھو دینے ہم سزاوار
 اس طرح ہم کہتی تھیں ہمیشہ تو نقشان
 ساموئیل تاب بن جو اول کر کے بیان

مرچے تیری تو سب توشیح و اقربا
 تجھ بن آفت آئیگی ہم سب کے سپر سیاہیاں
 کاٹ پیلے ہاتھ سے اپنے ہمارے ہی گلا
 لوٹ لیونگی ہمیں یاں سب شکر سیاہیاں
 کون ہے حامی ہمارا یاں بخیر ذاتِ خدا

باؤ نکستی تھیں کہ زکا قصدت کر سیاہیاں
 ایک تو تنہا رہا جاتا ہے کیدر سیاہیاں
 تو چلا مرنے ہمیں کے حوالے کر چلا
 کیونکہ تجھ بن جکوار بن جینے سو ہے مرنا بجلا
 تجھ سو اسکا ہوا جس جنگل میں ہکوار سزا

امام حسین

میرزا بیگم خباب حضرت

شاہ عالمین کے مالکان اور ان کے
شاہ عالمین کے مالکان اور ان کے
شاہ عالمین کے مالکان اور ان کے

بہنیں نے ہم کو زمین میں جہاں تک کہ اس کا نام حسین
ہو گیا ہے اس کے لئے زمین میں جہاں تک کہ اس کا نام حسین
ہو گیا ہے اس کے لئے زمین میں جہاں تک کہ اس کا نام حسین

کلمات ۱۰۰

۵۲۸

خجرا کی سی کی گزرتی تھی ہمارا پونچھا
حالت دست نظم سے ہمارا پونچھا
تہ رہتی باقی ہوا صغیرین اکبر میں دم
رہا میں بیجاں پر انکے تن نازک رہا ہم
اقربا آپ کے جتنے تھے زیر شمشیر
دیکھو دیکھو انکی پڑتالی تیں لوہین ہم سے
بسکہ اس دشت میں ناکرہ حوی چکرے
ہم مصیبت نگاہ قتلہ انکے میں کھڑے
جرح کی ہم سے عداوت تیں کیجیے سیر
اور فرزند تمہارا جو ہیں سو آب بغیر
دین کا جسکے خلاق کے تیں دعوی ہے
پوچھا ہو جو کوئی تپہ مصیبت کیا ہے
کہ بلا سے ہمیں ملے ہیں بے شام لعین
کرتے ہیں خاک گئے پیر اور کر زمین
غرض اب کہو ہیں اس طرح دکھ اہل خم

پانی میٹھا نہ سے اور نہ کھارا پونچھا
دیکھو جنگل کے ہمیں جانور لگتے ہیں
اور قاسم کی کہیں کیا جو ہوا اسپتم
دیکھو زخمی و شمشیر سناں رتے ہیں
نہ رہا ایک کیر انہیں سے نہ ایک صغیر
ابھی طرح بہ فریاد و فغان روتے ہیں
چور زخمی ہو بدن خاک میں مہیر میں ہے
تن پہ ہر ایک کے جو نہ کران روتے ہیں
وحش سیراب ہیں جنگل میں بول میں طہر
سب یادہ کھر تو نشہ لبان روتے ہیں
اسکی اولاد کے سسر پر یہ ستم برپا ہے
دشت غربت میں ہے بے نشان روتے ہیں
ہاتھ سے ہکو ستم کیشونکے آرام نہیں
گاہ ہم چرھکے بہشت شتران روتے ہیں
تھر تھرتھرتے ہیں پرستے جسے روح قلم

جہاں تک کہ اس کا نام حسین
ہو گیا ہے اس کے لئے زمین میں
جہاں تک کہ اس کا نام حسین
ہو گیا ہے اس کے لئے زمین میں
جہاں تک کہ اس کا نام حسین
ہو گیا ہے اس کے لئے زمین میں

مشیر

تیرو بیٹیا سینے اور چوڑی جھکی چڑھا کر
 تیغ و تبر کے خون کا میں حال کہوں یا ستم
 خنجر کا کیا زخم تباؤں سے مصیبت
 فاطمہ لیکر جسکو سوتیلے کی نسبت کی بنا
 دودھ دھو دھو ہوا جسکو فاطمہ تاسال
 اسی تو دن بیکس مارا گھر کو کیا اون
 برگ سول کے لموی تاز کرتے ہیں بہت
 اسکے سوا ان اور مصیبت سے اسکے کام
 نہیں کرتا اتنا ہرگز نہیں اس شقاوت
 جاتی ہیں خون راز و تونکی شہت بے عمل
 جھونکی جانیا پس اس سے نہی مارا گھبرا
 شام جاتی ہیں انکو اس صورت کا ستم
 پر چوڑی جناوی کپارین تک سے لہو عناد
 کون ایسا رحم کر جو حال انکے آجکے دن
 غرض کچھ گزری اپنا پر کچھ سننے کی

ایر مرزو سفار ہی کا بھال ہی اور چوڑی
 سے لیکر یا بقدم سے لکڑی پیکر ہے
 تر کیا ایسا کچھ ان کے جسکے سبب ہے
 سوہ خاکت یوں کے یا نئے رہی
 سو پر جم اب تیر کا وہ ہر کیسے منبر ہے
 نہ بیٹے کے سپرہ نہ بیٹی پر یاد ہے
 پاؤ رہ نہ جاتا ہی ہر خار جھل کا نشتر
 و چوب کی شدت کے ہر نکرہ کو زمین غل
 قتل کے سبب باقی ایک سبط پیر ہے
 کوئی مان زمین سے اسکی کوئی کسی جو ہر
 صدر و سپرہ ان کو گئے و قلع و چادر ہے
 کوئی نہ اپنے نس سے انکا کوئی نہ انکا یاد ہے
 تو تائیر ہو گئی نالے میں نے زیاد توڑ ہے
 کس سے کہیں وہ کو پانچو داوس انکا واد ہے
 دین خا برش جو سوہا حالت دیکھا ہے

عقل غلاموں کا میں کون کون کا
 غلام غلاموں کا میں کون کون کا
 غلام غلاموں کا میں کون کون کا

تیرو بیٹیا سینے اور چوڑی جھکی چڑھا کر
 تیغ و تبر کے خون کا میں حال کہوں یا ستم
 خنجر کا کیا زخم تباؤں سے مصیبت

کھانگیا اتنی دشمن حسین
 کھانگیا اتنی دشمن حسین
 کھانگیا اتنی دشمن حسین

راوی
 اسکا بھائی اب دریا پر ہے
 اسکا بھائی اب دریا پر ہے
 اسکا بھائی اب دریا پر ہے

بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 کو یہ تاہم بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان

ایسا کہ دور دور ہو کر دیکھو اس قسم کو حوصلہ
 یوں کہ تھا عابد بیمار امت کیلئے
 کیونکہ یہ یوں بیان باکی بھجواتی ہو یاد
 جام گوڑ کا ہو ایتا رامت کیلئے
 حلق تر جبکا ہو اب تیغ شرم سے
 خلد میں ہو گا گل گلزار امت کیلئے
 دیکھ کر نقش برادر یوں زینب آہ مار
 اس تن ناز کہ پہ کھا کر و امت کیلئے
 سونہ مزرگانے میں اسکا سیونہ ہر ایک چاک
 یوں بہا بیان تھکے تو گھر بار امت کیلئے
 کون ہو ایسا کہ یلو مصطفیٰ کو یہ خبر
 جو مراد یں کا سپہ سالار امت کیلئے
 یا شفق لیکر زمین پہ گڑا ہو آفتاب
 تو ہی سمجھا سہل یہ شہزاد امت کیلئے
 گو دخالی شہر بانو کی بن اصغر کو رہی

کیا کون بچاؤ کا اہل حرم کو میں اصول
 پوچھو محتاج راہ میں یہ کیا ہو فرزند رسول
 دیکھ کر بانی کو تھارو کہ یوں زین العباد
 لیکن اتنی تشنگی سو میں ہوں خرم و شاد
 پیاسو مرنیکے فائدہ پوچھو اس نطوم سے
 قطرہ خون جو گرانی پائیں حلقوم سے
 جب ہوا اس گل روانہا حربہ کہ پر سو گذار
 یوں پڑا ہو خاک پر تیغ ستم سے ہنہار
 ہوا اگر فرصت دھوون اننگوئی تیر کی
 کیا کرون پر بس نہیں چلنا مارا جان پاک
 ہاں بھائی تجھ بن اب پھر تو میں ہم در بدر
 کر بلا کہ آج یہ امنین مع خوش و پسر
 غرق چرخین بدن تیرا ہوں اب تو زاب
 تجھ سو اتنی امن جھانسنے کی کسک و دکو تاب
 جو خون حلقوم سے آگے او بھائی بھی

بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان

کلیں

بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان

بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان
 بیان کا خطرہ بظاہر ایتنا ہے کہ اس کو دیکھ کر ہر ایک انسان

نہاں کی سب سے پہلی چیز ہے جو ہر شخص کو ملنی چاہیے۔ اس کی کمی سے انسان کا دل بے قرار رہتا ہے اور وہ اپنے آپ کو بے وقعت سمجھتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس کی تلاش کرنی چاہیے۔

عصبت اولیا و انبیاء کی سنی کیا دیکھا
 نقب آدم ز کیا کھینچی ہو خاکِ جدائی
 پڑو میں نہیں کرم ایوب صبرِ زمانی سے
 غمِ وقت سے جو کئے یا دم زار و گریبان سے
 اوڑھ لیا ہجر میں یوسف کے قذیر کعبان سے
 سنا ہو گا جو کچھ فرعون سرسود کد لایا
 ستم کی تیغ سے صالح کا ناقہ پی میں آیا
 نبی جو تھا ہا ہر آن مرضی آبی میں
 پڑی طوفان کو باعث نوح کی کشتی ہوئی
 خیال آئی میں دل پر اپنی لاکھوں اٹ اور دین
 یہ سب کچھ دیکھتے پر ایک دیکھانہ وہ امن
 نقب کھڑکا ہر ایک عالم میں ہو گذرا
 نہیں گنہگار قابلِ مصطفیٰ اگر ہو گذرا
 انہو نہیں گاہیکو گذری کسی یہ جہاں سے
 پیکر تن نظر آیا پدر کو خاکِ سخن اندر

وہ دیکھانہ وہ جو ماجرا کر بلا دیکھا
 عادت بھائیوں کی ہو کیا پوسے بھائی
 بلا کوائے تن ذکر یا کا بھی جدا دیکھا
 کہ آتے چشم سے اونکو سدا میرا بھوان
 کہ انکی چشم میں نور نظر کن ڈر ہا دیکھا
 بظاہر در پر عیسیٰ کو امت سے پڑھایا
 تن بھی سے ہر اک عضو عالم سے جدا دیکھا
 صعوبت کھینچی کیا یونس جاکر لٹن آئی
 جو گذری نہ سو اہل جہان ڈر بلا دیکھا
 کہ سختی کی زمانیکا وردا کر ہوا کن میں
 بنی کی آل ڈو چلے سر پر نار و اودکھا
 کوئی فرزند کی خاطر کوئی یان کو وہ گذرا
 نہ کا نوسو سنا ڈی آنکھوں ذوہ ماجرا دیکھا
 کہ ہر اک نوخیز بھائی کی جا اپنا آگاہی
 پدر کا سر سے نکل نیرہ پر دھرا دیکھا

یہ سب باتیں ہیں جو ہر انسان کو جاننی چاہیے۔ ان سے اپنے دل کو پاک کرنا ہے۔

۵۳۵

سکا دین جو پھر کس بادا کے
 بد دوستی ہے کہ اس وقت جگنو تیار ہے
 خاخواہش ترون پر اپنی بچا ہے
 سوسے قرض سے آرا ان حسین عرب
 خواہی جائے جو تھی عین آرزو حسین عرب
 سکا دین جو پھر کس بادا کے
 بد دوستی ہے کہ اس وقت جگنو تیار ہے
 خاخواہش ترون پر اپنی بچا ہے
 سوسے قرض سے آرا ان حسین عرب
 خواہی جائے جو تھی عین آرزو حسین عرب

کروں مذکور خلعت کا جو تہہ کہ ہوا لم دونہ
 لکن سچی اسکی میت کو پھانسی نکی نندی ہو
 یہی دلہا دلہن ہو نظر آؤ نہ رنگیں ہنیا
 قضا کی آرسی مصحف دکھائی نکی نندی ہو
 اگر بیان چکا ہو ہر مرد و ہر زن ہو نشان
 کبھی غم و خوشی سول لگا نکی نندی ہو

غرض اس دیکھی غم نے جگر آفاق کا ہونا
 گوڑا دزہ دزہ گوشت زینسیہ وہ ملعونا
 برات اور سیاہ ہوئی دیکھو ہین کس کس
 رہی منہ دیکھنے کی آرزو دو لوگو آپس
 نہ ہو شادی کہ جسکی نقل سن آفاق بین
 سناؤ سودا ایٹ فریب جن نے تو پھر دیکھو

نشان
 بندھا ہوا بظور سیماں حسین عرب
 جو چاہو بلند سے پاؤں تھر مراحوال
 خطوط لکھنے کا میری طرف بھیج دو خیال
 نشان مسلح سپاہیوں کا وہ ان حسین عرب
 کہ اسطرح سپاہیوں کا وہ ان حسین عرب

نشان
 بندھا ہوا بظور سیماں حسین عرب
 جو چاہو بلند سے پاؤں تھر مراحوال
 خطوط لکھنے کا میری طرف بھیج دو خیال
 نشان مسلح سپاہیوں کا وہ ان حسین عرب
 کہ اسطرح سپاہیوں کا وہ ان حسین عرب

پیام دو تھا سو دوستان حسین عرب
 پھر اسکی بعد کہ ہر تم کمان حسین عرب
 اکابران مدینہ یا اضطراب تمام
 انھوں نے ساتھ تباہ و فغان حسین عرب
 کہ یہ سفر سفر آخرت نظر آیا
 چلا ہو تم سے ہو خست جہاں حسین عرب
 کیسے حسین جو اس سے ہو اوست بلند
 کہ جسکی آل جہاں ہوسان حسین عرب

مرتبہ
 لگا وطن جو ہو زور ان حسین عرب
 طو تول لوگوئی دم ہو بان حسین عرب
 گھر سے آئی یہ سنتے ہی زناک پیام
 ہوئی جو دخل مجلس لگا یہ کرنے کلام
 تھیں میں اسیلو ملنے کو اپنی بلوایا
 گیا جو ان کو پھر اوسکا نشان چھپایا
 بیسوں سے تم میں یہ بندہ ہو راضی و خرس
 کرو معاشو اس نبی کی ہو سو گند

نشان
 بندھا ہوا بظور سیماں حسین عرب
 جو چاہو بلند سے پاؤں تھر مراحوال
 خطوط لکھنے کا میری طرف بھیج دو خیال
 نشان مسلح سپاہیوں کا وہ ان حسین عرب
 کہ اسطرح سپاہیوں کا وہ ان حسین عرب

اچھین دے کے خدا دیو سے بچو اور اسے بھجنا اور جان بھریں
 سرمان کے بھجے گا بھجنا ہو جا گیا وانکے سے بھول
 اچھین دے کے خدا دیو سے بچو اور اسے بھجنا اور جان بھریں
 سرمان کے بھجے گا بھجنا ہو جا گیا وانکے سے بھول

<p> رہ کے پیچھے وہ مضموم گم آنسو ہوئی پیچھے اس نخل کو اکا ایک چہرہ تھا قدیم اسکی بی بی رکھو تھی آل محمد کو عذیر آئی دان او سکون نظر شکل و نور شہید ہو گے تم کون نشان اپنو گھر انکا دم کونسی ہتہ کہو ایسی صیت عظیم باپ کو ذمہ میں ہوا آ کے نہ تیغ ستم آسرا ہکو کسبکا نہیں جبر ب کہیم ایک بی بی ہو مری ہتہ فدا ز دل جان رکھو گی تکو نہایت تو واضح تکلم کو یا آئی تھی قضا ان کو ہو صورت کہا اس سے سفر زہین کرانکی نظم تب کیا جا رہے صورت سہول بیان پاس بیٹھی انھیں کہ کے سلام و سلام ہو و حاجت کچھ اگر تکو تو بکھے فرما </p>	<p> قافلہ اس میں چلا جلد قضا لانا کا ہو گئی صبح تو اک نخل میں لاؤ وہ پیام وارد اس جا ہوئی آکر زن عرش کی گینہ پانیہیں دیکھ کے جو عکس ان کو تیز دیکھ کر اٹھنے کہا ان نے کہ صاحبزادو کیسے ان کے اس نخل تو بیٹھے ہو سکتے ہوئے کہ دو فرزند ہیں مسلم کہ ہم نہ کوئی دوست ہو اسجانہ کوئی ہو ہم تب کہا ان کو کہ پیر سے میں جاؤں با چلکے تم گھر میں ہو اسکو کوئی ہم سمان عرض اسجا پہ جو وہ خادمہ تھی تھی سخن دیکھی بی بی کئے انکو زہیر داس پوچھا خاتون زہیر میں کون جو امین با سننے ہی بی بی قدم پر گری ہو کر گر با پھر گئی کہنے کہ دن آپ کو میں ہتہ فدا </p>
---	---

تھی تڑو دین درات ہی کو وہ خاتون
 کہ ہوا اور اسے کچھ پاتا ہوں
 یہاں ان سے شوش میں پوچھو
 نہیں ہے چہرہ کو پوچھا ان کو جواب
 قطع کر اسے سخن پوچھا ان کو جواب
 تھا ان صبح سے تو اب تین او خانہ خراب
 تھا ان صبح سے تا شام پوچھنا ہی غراب
 ۵۵۷
 ان کو شوش میں پوچھو
 نہیں ہے چہرہ کو پوچھا ان کو جواب
 قطع کر اسے سخن پوچھا ان کو جواب
 تھا ان صبح سے تو اب تین او خانہ خراب
 تھا ان صبح سے تا شام پوچھنا ہی غراب

زہر ماراں سے کجا بھجنا اور جان بھریں
 سرمان کے بھجے گا بھجنا ہو جا گیا وانکے سے بھول
 اچھین دے کے خدا دیو سے بچو اور اسے بھجنا اور جان بھریں
 سرمان کے بھجے گا بھجنا ہو جا گیا وانکے سے بھول

روز و شب جگہ و جہاں و اولاد
 دل میں بہت بڑی صورت کا
 پہاڑ ہو تو جوان ترانہ
 کس اس میں غالی ہے جہاں و اولاد
 روز و شب جگہ و جہاں و اولاد
 دل میں بہت بڑی صورت کا
 پہاڑ ہو تو جوان ترانہ

سب کو کستان و اولاد
 رشک نہ ہر جوان و اولاد
 اے کس بے کسان و اولاد
 نہ ہا در میان و اولاد
 کیا میتھی کی شان و اولاد
 صورت ساربان و اولاد
 خون سے ہو جائے پان و اولاد
 تن ہے لوہا لسان و اولاد
 تر ہو لے وہاں و اولاد
 چشم ہے خون فشان و اولاد
 یون کرے ہے بیان و اولاد
 ہاے مادر کی جان و اولاد
 تھی وہ کس کی کمان و اولاد
 پوچھوں تیرا وہاں و اولاد
 رن میں میرے پران و اولاد

دھڑ ترار نہیں آہ ترپے ہے
 خونین ڈوہا پر لہے گرد تھے
 کہتے ہیں تجکو روہ و اہل حرم
 وارث اب عابدین بن کوئی
 مسخہ بر اس طفل کے برستی ہو
 ہاتھ میں اُسکے پختیوں کی ہمار
 آج قاسم بنے کا سرخ دہن
 سر سے تاپا علی اکبر کا
 علی اصغر کا آب پرکان سے
 اُسکے ماتم میں شہر بانو کی
 یاد کر دہم اُسے اب وہ
 کیا ہی تو درغ دے گیا دل میں
 پیر تجھ خلق میں لگا کس کا
 نہیں چادر بھی مجھ گئے جس کے
 کاش لیجائے میں دینے تھے

مہینہ دیکھ کر
 کرتی ہیں بانو زاری یاروں
 ۵۶۲

اب بیکینہ بھی تھاری یاروں
 چلی ہے غم کی ماری یاروں
 باب بن بابا کی پیاری یاروں
 کھلے سے کہہ لو بہ کلاؤں سے
 باب کی پیاری یاروں
 ہو بھلا میں تو پیاری یاروں
 پو تو نادان ہے بچار میں اپنا
 پو تو حال اس کا جو میں اپنا
 بات رو رو کر میں اپنا
 ان کے لئے ہے کھلے سے کہہ لو بہ کلاؤں سے

رات یوں سرتی ہے ساری یاروں
 جاسے بابا کے پیاری یاروں
 رات یوں سرتی ہے ساری یاروں
 جاسے بابا کے پیاری یاروں

سماں غم نے تو تھا جو کچھ چاہتا تھا
 دل سے جا کر میں غم ہی نے سونے
 دل سے جا کر میں غم ہی نے سونے
 دل سے جا کر میں غم ہی نے سونے

چون میں اور تو سر جا کے اچھے
 نہ تھی اسبے تو یہ دن دکھا کے
 نہ تھی اسبے تو یہ دن دکھا کے

میں حیران ہوں کیا جا دو کیا تو
 ۵۶

وہ باندی کہ کتنے غم میں لاسے
 سبب جسکے سے کچھ پوچھتا ہے
 سبب جسکے سے کچھ پوچھتا ہے

ایک کی لاش میں لہو و نہان و دور
 یوں پڑی تھی کہ گو دھوپ تھی اُن پر گھٹا
 شہر اسلام میں تھی جسکے سیدیا کی
 رہا اس تخم کے پھل کھانیکو اور کھا جو پلا
 گردن آل محمد پہ خط آزادی
 نہ کیا پاس علی کا نہ نبی کی خاطر
 کشتی آل نبی تباہیوں نے بٹھلا دی
 اُس مصیبت کی کہان تاج کہ سکتی تھی
 مان بول و نہیں کسوی تھی کسوی آدمی
 ہو یہ ڈر سو دا د ب پر نہوا سا کا انجام
 جا کے وہی اپنے خلیفہ کو بار کیا گیا
 نہ جسے آنکھوں ہی دیکھنا نہ سنا کا لون
 کرو یا خانہ دین بیت ہو چون بروری
 اشقیاء جب کریں مولا کو دو عالم پر جو
 ولیدین کس طرح مجھ کو مولا جو جانا دیا

وہ جو فرزند محمد کے پڑے تھے ہمیں
 تانا چہل روز بتر تن بیان اس تھا تو
 ہا ہوا س طرح کیا قتل بنی کا وہ گناہ
 جو حق نے تخم سے واسطے اونکے بویا
 تیغ کیواسطے تھا رو نازل ہو گیا
 تہ تو بچھے یہ عین ذات خدا کو حاضر
 دین سے منہ ہوا کے دریا میں لہو کی آغوش
 لوٹ کر تلخے جب اہل حرم کو کہیا
 جو سوار اشر و کئی پشت چھین ستورا
 قصہ لہجہ نیکا آگے نہ کہے یہ ناکام
 اہلبیت نبوی شیعوں نے پہنچا کر تمام
 عزیز وہ آل نبی ہو کیا شیطانوں کے
 جیت کفار کے نزدیک مسلمانوں کے
 پس خوشی ازہ انصاف کر اب اسکو خود
 اندون تھے مولیٰ کھین کس طرح

میں حیران ہوں کیا جا دو کیا تو
 ۵۶

مردم مسلح مسترد
 رو اسکو توت کر
 سیدانین شردین کے مارنے کے جس دم

یہ لڑائیوں سے
 سب کو کھینچ کر
 سب کو کھینچ کر
 سب کو کھینچ کر

گرا تہ تھادرت کیسکا چڑھتا پاون
 لوتھو نیہ چاہے نظر انکی جو ناگمان
 زینت پکاری ہے تو ان لوتھو نہیں تھان
 اسی سگیاہ کشتہ زبیں بے سبب
 میں کیونکہ اتنی لوتھو نہیں ہاؤن تھو کہ جب
 تھو کے شام جانیکا میں کیا کہوں اصول
 اس کے باپین سدا پتھر رسول
 نانا ردا کو پتھر کے تیرا فرش خواب
 بابا کی کینٹ کے سبب این بو تراب
 کپڑوں کے غم میں چاہیے در کے میں مرن
 احوال چشم فاطمہ تبا میں کیا کردن
 زینت فکدہ زور دیا واز دروناک
 یہ تو نہیں وہ پر ہے کہ جسکے قدم کی خاک
 یاد نصی علی اولی حشر کا قیام
 سوا کہ چو لیونہ تو اپنے ز فیض عام

یہ شکل اور آل پیر کے واسطے
 تارک و تیر ہو گیا آنکھوں میں دو جان
 بھائی جگدو سوانی بھی خواہر کو واسطے
 پونہی ہون تھو تک آن کے میں ہی نصبت
 پھانے کو سر نو پیکر کے واسطے
 لٹکے تھانوک نیر سو اور پڑ ہی تھی حول
 شانہ تھان کیوں معبر کے واسطے
 مان پنے دھونہ تن کھو عکس آفتاب
 تین خاک اختیار کی بستر کے واسطے
 لٹکانے کسٹھ سے تھے گو دین حرد
 سو تو نہیں چادر و سحر کے واسطے
 کستی تھیں کہ ترچ مستم سے ہوا ہلاک
 سر تھی چشم خسرو خاد کے واسطے
 جوش ہو عرض کیے رکھے ہے یہ غلام
 دریا العطش کے مشا در کو واسطے

مردم مسلح مسترد
 رو اسکو توت کر
 سیدانین شردین کے مارنے کے جس دم

یہ لڑائیوں سے
 سب کو کھینچ کر
 سب کو کھینچ کر
 سب کو کھینچ کر

ادب کے دوزخ کا آئینہ
 اب تھو ہانی
 اب تھو ہانی
 اب تھو ہانی

طلب کی عیب دہنے کا حکم
تقریباً بار

زبان کا ایک شہنشاہ کا حال
یوں اہل قوم سے

میں نہیں بیٹوں کا یہ ہے وقت
کیا سو دل سے

مرد کی کینہ کو دین عالم
کیا سو دل سے

ابھی بیٹوں کا دل میں
کیا سو دل سے

جگہ کو بیٹوں کے
کیا سو دل سے

ڈالے برے خاک
یوں ماہر غمناک
چون شایہ ہے صد چاک
ہو زخم جو تن پر
سپرٹ کے اکبار
جارن میں تہ زہار
سُنکر شہ ابرار
یو نہیں ہے سُنڈر
رضت ہو بہن سے
ہم شکل کفن سے
فرت کے جن سے
افلاک سے ادوہر
پڑتا تھا کوئی پانوں
لے لیکے کوئی تانوں
ہر گھور ہر اک خانوں

جہاں کے کر قلع ستم کیشو پنج بازو
چون نکلی میں ماہی ہو نظر آئے ہو جھکو
دل دیکھ سکینہ کے پریشان ہو گیسو
خزنگ علاج اسکا نہیں کیجیے مرہم
زیب نے غرض شاہ کو اس نظم بیان سے
بولیں کہ رہا تو ہی ہے اب فرد و کلاں سے
نکلاہ سخن جس گھڑی زیب کی زبان سے
بولے کہ نہیں ہے یہ جگہ مارنے کی دم
یکر کے ہوا شاہ کا میدان کو آہنگ
اور راست کیے اپنے بدن پر سرج جنگ
اُس آن حرم بیچ قیامت کا ہر رنگ
اکبار گیا بیٹوں لہا سے پورا زخم
کرتا تھا شہنشاہ کی کوئی منت و زاری
پیٹے تھما رہنے کے تین وقت سواری
ڈھونڈھے تھا کوئی مارنے کو اپنے گھاری

ابھی بیٹوں کا دل میں
کیا سو دل سے
جگہ کو بیٹوں کے
کیا سو دل سے
ابھی بیٹوں کا دل میں
کیا سو دل سے
جگہ کو بیٹوں کے
کیا سو دل سے

عبارت ہے مرقی انڈیا پور
اس امر میں سرکار کے
ادارہ کے سرکار کے
ادارہ کے سرکار کے
ادارہ کے سرکار کے

شیخ شمس کا لکھنے والا ہے وہ قادیان
 ہوا اور ان کا بیٹا ہے کہ شمس کا بیٹا ہے
 اپنی بیٹی کے ساتھ ہے سب سے پہلے
 اس کے ساتھ ہے سب سے پہلے
 اس کے ساتھ ہے سب سے پہلے
 اس کے ساتھ ہے سب سے پہلے

گواہ کے گھر میں زینب کا گھر ہے کتنی عینیں کہ دیران ہوا آج ہرینہ کوئی نہ بچا آل کا ڈبا یہ سفینہ اس بھر تظلم سے کو کو نہ کہ ترین ہم الفصہ جو احوال حرم کتنے تھے اس آن لو ہو کر ہے رو کتھے چہ انسان چہ چوان طاقت نہیں سننے کی میں آگے نہ بان تو فین عز کی تھے ہر ماہ محرم	بادیدہ فونار لے احمد مختار جز عابد بیمار اب ہو کتے شادور دیکھ آگے تین کو ہر جانب دہر سو خاموش ہو اب تو دسے خالق اکبر
---	---

مرثیہ حضرت

گل شبنم الم سے ہوئی چشم تر صبا سیر حین کونج سے سو قوت کر صبا غنچے پوے خموش گریبان کو چاک کر بلبل کا آہ نالہ سے تڑپے جگر صبا ہر اک سخن سے دمیدم آتی مجھ کو جن	اشجار غم سے ہو گئے ڈر پر لے صبا پھر کس فوسنی سے کرتی ہو تو اب لے صبا ہر گلشن جا نہیں قیامت کی اب بحر جاوے بیٹے ہیں گل گرد منہ ادھر گلزار فاطمہ کا میں احوال کیا کہوں
--	--

ابن علی کا پر ہے گل شمس
 گریبان میں ہے سیر حین
 خاک اپنے سر پر ڈالتے ہیں
 عالم پر چشم مالکات ہو گیا
 جاوے بیٹے ہیں آگے نہ بان
 ہر اک سخن سے دمیدم آتی
 گلزار فاطمہ کا میں احوال
 کیا کہوں

آہ نالہ سے تڑپے جگر صبا
 ہر اک سخن سے دمیدم آتی
 گلزار فاطمہ کا میں احوال
 کیا کہوں

دماغ بھان میں کن ہے جون ۱۲۶۷
 باغ بھان میں کن ہے جون ۱۲۶۷
 دماغ بھان میں کن ہے جون ۱۲۶۷

دماغ بھان میں کن ہے جون ۱۲۶۷
 دماغ بھان میں کن ہے جون ۱۲۶۷

اس قافلے کا شام میں حیدم ہوا گزرتا
 پیش خریدت میں اس کو چہر صبا
 کہنے لگا کہ و انت تو ہوتی کی ہیں لٹی
 زینت بولی نہیں سے سپرٹا کر صبا
 مار جو ہو بوسہ ہنی پر پتو بید
 بلا زیر پیر کے منہ کو اُدھر صبا
 پونجی اپنے بھائی کے اس زمانے تو
 کہتے لگا زیر کہ وہ دیکھ کر صبا
 پوچھیں ہیں اس علاقے کی سنت ہم پوچھو
 یہ کہ کر ان سے اپنی کی چشم تر صبا
 جلاد اسکے قتل کو دم میں لیا بلا
 پولا اٹھا کے پشت سے وہ شہ کا صبا
 نانا کے اپنے دین میں بھگتو جلاد
 راوی معبر نے پدی سے خبر صبا
 ناسے لو کے تن سے فرنگی کو دان

لکھا ہوا کہ کتاب میں راوی مستبر
 نیز لیسے لگے وہ لعین تباہ کر
 اس لعنتی نے سر کو چھو اید کی چھو
 صف تھی جو اہل بیت کی اس سانچہ
 اور یہ تو کورہ سی چاہیگا سفید
 جینے سے پوز جب یہ کہا پو کے نا امید
 اسی پر وہ تو جو کرتی ہے مھے یہ گفتگو
 راوی کے ہے ایک فرنگی نیک
 سچ زید ہم جو ہیں مھے کو دین پر
 تونے بنی کی اپنی نہ حوت کھی نظر
 اس ح سے زید لعین نے غضب میں
 دیکھا جو اس فرنگی نے اُس دم تا جرا
 لے سر خدا کی اسے ایمان کر عطا
 القہر نے شاہ کے گلہ دیا پڑھا
 آفر زید لعنتی خلق کے کے

کلیات سودا
 ۵۲
 کلان دھاریا تھا اس کی بھاری
 کلان دھاریا تھا اس کی بھاری

کلان دھاریا تھا اس کی بھاری
 کلان دھاریا تھا اس کی بھاری
 کلان دھاریا تھا اس کی بھاری

کس خوشی سہمی دکھاؤ گے محمد کو کتنی
 پوچھینگے حشر تناسر تو کیا ہو جواب
 اپنے بنیائے تو اسوں کو کیا یا سانج
 نمود ترنا کرتیں نہیں کین دوزخ
 ہرمان لولے ہوا کا فرود دنیا کے لیے

فاطمہ کے یہ دیا جان کو غم کیا کیتا
 مصطفیٰ کو جوہ تھا جسم کا دم کیا کیتا
 ہو کے انیسویں سن خیر ام کیا کیتا
 اپنے کر مر نکا لکایا یہ کرم کیا کیتا
 کر دیا دین کو متن بچے عدم کیا کیتا

کس خوشی سہمی دکھاؤ گے محمد کو کتنی
 پوچھینگے حشر تناسر تو کیا ہو جواب
 اپنے بنیائے تو اسوں کو کیا یا سانج
 نمود ترنا کرتیں نہیں کین دوزخ
 ہرمان لولے ہوا کا فرود دنیا کے لیے

دیگر مشیہ مفردہ

فاطمہ حج ہیں فریادی ہاے
 خانہ دین کی بربادی ہاے
 شہر کو تجھے سوکواوی ہاے
 کر بلا دین کے پوٹھے ہادی ہاے
 بل میں لیرا کئی یہ آبادی ہاے
 کیا زبا نیکی ہر صیادی ہاے
 حج اتنی ستم ایجا دی ہاے
 یون تری آل کو ایزا دی ہاے
 ہو یہ قاسم کی عجب شادی ہاے

دیکھو حج کی بیدادی ہاے
 ہو گئے دست قلم سے جین
 اہل بیت نبوی بیٹھے ہیں
 رہمانی کو چلے اہت کی
 شام کی فوج نے آکر دیکھو
 ماڑا صید سر کو نہ ڈرا
 گرچہ ہو ظلم ترا کام دلے
 یا جی تیری اسنے آج
 سخت کی لالت تمام میں دلین

غم نے جامع کی شہادت کی اب
 باپ بھائی کی شہادت کی اب
 کس نے جاہر کو غیر لادی ہاے
 نشتر غم سے اب ایک عالم کے
 کی ایک جان پر فضا دی ہاے
 روز کے گھر کے چین کر آباد

دین کی بستی کو لیرادی ہاے
 صف شہرنگان کی طرح ایک پیل ہیں
 صف ایمان کو لیرادی ہاے
 قید میں اب تو دم کے آزاد ہیں
 ہوئی سدا یہ سوز کی اسنادی ہاے
 دیگر مشیہ مفردہ
 لیرا صیاد وہ سلطان کمان ہاے
 اس نیت بنی فاطمہ کا کمان ہاے
 ہون کا ہوا جیاد وہ شاہینہ ہاے
 غلابیہ وہ لور شہزبان کمان ہاے
 آردس لکھی فرشتا ہیں کمان ہاے
 اس یا جی فاطمہ کا کمان ہاے
 اس یا جی فاطمہ کا کمان ہاے
 اس یا جی فاطمہ کا کمان ہاے

سب کو نیت نئی دان
 سب کو نیت نئی دان

سب کو نیت نئی دان

سب کو نیت نئی دان

سب کو نیت نئی دان

دن رونے کے چاند کو مارین شامی گیسر	
جگ میں دیکھا ہے کہیں ایسا بھی اندھیر	
بس نہیں چلی سندی کا کچھ تقدیر سے	کیا کروں آسیر و لبر و شتر کا
بکس تجھ کو دیکھ کر روتی ہوں جگ مانخہ	
کیا کروں لے لے زاؤ سے میرا بس کچھ ناخہ	
دیکھ کر تجھ لاش کو کستی گئی جو سوت نام	تیری یون بر لکھی اہر کھڑا ہوا
آنکھ میں تیرے کو دیکھتے ہے جاسے ہے پیر	
پر دیکھا جاتا نہیں پڑا ہوا یون سیر	
یون کیا غارت شکر کہ کہ سورت کی	سر کی بھی چھوڑی چادر ہا سرتا
نقد میں سب ظلم سے یون کا اک بار	
لوٹ کے لکھے وہ شقی چھوڑا ایک نہ تار	
ظلم جو گزرا ہے تجھ پر نگلی اس کو یاد کر	نور زین کا تابہ حشر ہا سرتا
آراتی ہے گاسے بھی شیر جو بچھڑا کھاسے	
روون نہ تجھسا پوت جب موت کے منہ میں جا	
مطلب ان لڑتے ہم حضرت زینا	پسین لائین بان پر ہا سرتا

جگ میں دیکھا ہے کہیں ایسا بھی اندھیر
 کیا کروں آسیر و لبر و شتر کا
 بکس تجھ کو دیکھ کر روتی ہوں جگ مانخہ
 تیری یون بر لکھی اہر کھڑا ہوا
 پر دیکھا جاتا نہیں پڑا ہوا یون سیر
 سر کی بھی چھوڑی چادر ہا سرتا
 نور زین کا تابہ حشر ہا سرتا
 پسین لائین بان پر ہا سرتا

سب کو نیت نئی دان
 سب کو نیت نئی دان
 سب کو نیت نئی دان
 سب کو نیت نئی دان

بچپن و ناکھنیں اپنی بھاری بھاری کھانسی
 بچپن میں اہل شقاوت کیسے ابھرتے تھے
 بچپن میں اہل شقاوت کیسے ابھرتے تھے
 بچپن میں اہل شقاوت کیسے ابھرتے تھے
 بچپن میں اہل شقاوت کیسے ابھرتے تھے

سید بن دہلہ کا نرسہ پر سوار
 سامعہ کے دم دم بھرتی تھی بن
 نالہ و فریاد میں تھی گوہار
 دیکھے بیچ آل محمد پر سلام
 سب طرح بھٹتے کا بستہ کردگار

عابدین پیادہ جلو میں سینہ چاک
 مان غرض نوشتگی کرتی تھی بین
 لے زمین کے نالہ فلک تھا شور و سن
 سو دوا اس مرثیہ کو اب ضتام
 ہونگے محشر میں ترے حامی ہام

مرثیہ مرج

یزین جھڑتے ہیں ستانے نمر حیدر کے
 خشک لب یکا انھیں چشم میں حیدر کے
 گاہ تو کہ وہ پیر سے ہونگے صحر پر
 بوند پانی کے لیے لخت جگر حیدر کے
 یوف تکونہ کر دے غم سے جو چشم اپنی تر
 بیخ خون پہنچو ہے آتا بکر حیدر کے
 سبز و شاداب کھنکھناتے ای برسات
 آب بن ہو تو ہیں بے آب بکر حیدر کے
 ظلم کی تیغ سے مارے گئے وہ پھار کے

پہنچ آو ابر کہ مر جھاؤ شجر حیدر کے
 پیاسی تڑپے ہیں پڑے نور بصر حیدر کے
 گذرے ابر تر آہ تو نہیں کس جا پر
 جیف صد جیف کہ ترس میں لب پر پار کے
 ڈوب رہے آب بغیر آل محمد کا گھر
 اشک کی سیل گئی فاطمہ کے سر گذر
 فیض سے تم کو زمین پر تو تازہ ہو بنا
 واہ قسمت کہ جہا نہیں لب آب فوات
 خویش و فرزند وطن کو ہو آوار کے

کتاب سودا
 ۵۹۶

کاشل سوخت یزین جاکے نظر حیدر کے
 عیش و فرزند ہاری نہ کھو یون مرثیہ
 یزین جگر و جگر کا بیگو ہم کریتے
 ان جاکھنوں کے ہاتھوں نے نہ بڑھ سکے
 ہوئے ہم آج کے دن پاس تر حیدر کے
 ہوتے نبوی دست تقدی سے ہم زنجیر کے

ابیت کوئین ابر کہ ابر بیکر کے
 چشم کے جو کوئین میں شام و صبح حیدر کے
 قطر آہ و ہنست میں پھر کر میں
 خون سے اس ہنست کا ہنست ہے اس کے
 خون سے اس ہنست کا ہنست ہے اس کے
 خون سے اس ہنست کا ہنست ہے اس کے
 خون سے اس ہنست کا ہنست ہے اس کے

یہ بھی تھا قسمت میں لوں دیکھیں سر میں
 ہاؤ تن جو مجھ کے پلا بالا و صدر
 سر کو جو شیع جھاسو کاسٹ لاد اہل غدر
 قاططہ لقصہ سس سے یہ کرتی تھی بیانا
 دید کا جو روٹھا کے خون دل کا تھاروا
 سو وہ اچھا ہوش ہوا گنہ کہ سوال تو
 اس قدر کہتے یہی مختصر میں ہو گا سر

بان کھا ہوں کن لاکر و اورینا و اورین
 سو کیوں مائیں جون ہو و عینا آلودہ
 سر تنور اندر دیا دھرو اورینا اورین
 عرش تک پہنچتی اور تیسین کی آفتان
 اور تھانوں کی بان پر و اورینا اورین
 دیوگی ارض و سہا کے پٹ ملا یہ گنگو
 لیکے نام اونکا کے کرو اورینا اورین

یہ بھی تھا قسمت میں لوں دیکھیں سر میں
 ہاؤ تن جو مجھ کے پلا بالا و صدر
 سر کو جو شیع جھاسو کاسٹ لاد اہل غدر
 قاططہ لقصہ سس سے یہ کرتی تھی بیانا
 دید کا جو روٹھا کے خون دل کا تھاروا
 سو وہ اچھا ہوش ہوا گنہ کہ سوال تو
 اس قدر کہتے یہی مختصر میں ہو گا سر

مرتبہ دیگر

آل احمد کے سب سے غضب ہو
 دو جہا تک نکتہ ہو غضب ہو
 دست و پا اسکے نہ دھرتے ساتھ نہ گردن
 وہ شہر عالی نسب ہو غضب ہو
 کاشا سر اسکا کیے اسکے ایسرا بل حرم
 بے گناہ اور بے سبب ہو غضب ہو

عرق تو نہیں نشہ لب ہو
 یہ تم ایسے نیلے سیا ہو
 مان ہو جسکی قاططہ جیسا علی سا ہو پیر
 زمین کی تفرق سے آج بانویش و پیر
 جو بتر بار و خدا کو دست کا تھا ہوش
 کوئی دشمن کے بھی دشمن نہ کرے ہو یہ تم

کلمات

یہ بھی تھا قسمت میں لوں دیکھیں سر میں
 ہاؤ تن جو مجھ کے پلا بالا و صدر
 سر کو جو شیع جھاسو کاسٹ لاد اہل غدر
 قاططہ لقصہ سس سے یہ کرتی تھی بیانا
 دید کا جو روٹھا کے خون دل کا تھاروا
 سو وہ اچھا ہوش ہوا گنہ کہ سوال تو
 اس قدر کہتے یہی مختصر میں ہو گا سر

کہنے لاکر کے پیر میں یہ غضب ہو
 تو فر و جانچو جانچو یہ غضب ہو
 خون بہا و بکھتا ہوں زخم سے ہر جا اسکے
 جو یہ احوال رہتے ہیں یہ غضب ہو
 وہ مسلمان رہتے ہیں یہ غضب ہو
 تشہد لیاں یہ غضب ہو
 تشہد لیاں یہ غضب ہو
 تشہد لیاں یہ غضب ہو

سینا کو کھینچ کر زمین میں زین
 سر آجانی تھی رزق کو زمین
 سودا بے سنی کر اون زمین
 زمین کو زمین میں زمین

عابدین کتنے ہیں اس کے در
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب

جو کوئی اس سوچ میں پیادہ چلے
 ساری منزل بیچ دو دم نہ لے
 درد ہر مظلوم ہو سکتا ہے غور
 میری سی ہووے تعدی و پیور
 ہووے جس کا ساقی کوثر پیر
 یاد کر اوسکے تئیں اُس کا پیر
 اب تمہی اپنی گو کوئی جتاے
 پاپ میرا سا ہو جسکے سر سو جاے
 دعویٰ مجھ دکھ سے اسی ہمتائی کا
 اس طرح دانہ ہو جیسے رائی کا
 دل سے میرے پوچھیے صدف کا درد
 غم سے اکبر کے مہر پہرے زرد
 دون کیا کو فہین داد آتلف
 سر کیا نیرے پہ بھائی کا ہدف
 ہو غرض خلد نہایت بے وقتہ

میری سی نہ خیر ہو اوسکے گلے
 اس مصیبت کی ہو قدر اوسکے تئیں
 پر وہی سمجھے جو کچھ ہو مجھ پر جور
 ہو وہ فرزند شفیق المذنبین
 تشنہ لب تن سے جدا ہو اوسکا سر
 رو سکے ہو میرے ہو کر ہفتین
 وہ نیم آفاق میں مجھسا کتا
 جسکا نانا ہووے ختم المرسلین
 تن ہو قہر جسکے باب در بھائی کا
 در وہ میرا چہرے گو ہووے نصین
 آپ پیکان ڈ کیا ہے بسکو سرد
 سر کہین نیرے پہ جسکا دھڑکین
 کر بلا میں کے الٹ پایا کی صفت
 آفرین اس دین پر صد آفرین
 کہنے جاتے تھے یہ روروز بازار

کون سے آپس میں کتنے ہیں
 درد دل با ہم کیا کرتے ہیں زبان
 چھوڑ کر اپنے با با کا نشان
 ایک کو ایک کیسے کہتے ہیں
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب

اب کی خاطر کیا
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب
 کتنے ہیں اس وقت کے کاتب

وہ آباں کے تو بچان نہ کرے
 چھال دیکھو ہم میں ہوا عیسیٰ
 جہاں سے واسطے جو شہادت شہادت ہو
 یہ حال دیکھو ہم میں ہوا عیسیٰ
 جہاں سے واسطے جو شہادت شہادت ہو

تذکرہ شہائے بالوئی گو دست لیکر
 کیا سوال ز سرگرد ہاوی آن لشکر
 کیا ہوا آل محمد پہ نئے بند یہ آب
 تم امن کو کا تو گردن پہ اپو لوند عذاب
 اگر چہ گئے تمھارے گناہ بگا رہو نہیں
 تمھارے سامنے حاصی گر ہزار نہیں
 خدا کے واسطے اسکو تو قطرہ پانی دو
 وبال میں تو گرفتار اسکے تم منت ہو
 ویجاہ اب لعینوں ز شاہ دین کے سیر
 اب تو ترا کے بیٹے یہ جان ڈلو یقین
 یہ کہو انہیں کہتے اب لعین کے او بیلا
 اور اسکو تھپنچ کو پھر سو شاہ دین بھگلا
 وہ تیر حلق پہ پس طفل کے گناہ گاہ
 یہ حال دیکھ کے چپ ہو رہو بچہ بگراہ
 یہ حرف گو دین بانو کے دیکے فرمایا

کہ وہ گاہ گئے ہو سوار گھوڑوں پر
 کہ کچھ بھی روز قیامت تک کو نہیں ہے
 کہ طفل ہی جو دینہ کا پیاس تیا
 سمجھ لو یہ کہ پھر اس کام میں نہ امت ہو
 تمھارا کشتنی تیغ آبدار ہو نہیں
 کہ تو اسپہ بھلا کیا گناہ ثابت ہو
 پھر گئے قتل مجھے چاہو جسطرح کچھو
 جو کچھ کہ قرآسی کی تم کو غیر ہے
 کہ خوف ہمکو تو ان بالوں سے ڈر نہیں
 سخن قبول تر آکب بفریہ پیر ہے
 کمان کو فاق سو سفار تیر کا جوڑا
 کرو تو منصفو انصاف کیا قسارت ہو
 اور اسطرح کہ کہ گیا پھوٹا اس بازو
 پھراؤ خیمو میں لو اسکو یہ چکا ہے
 کتاب کے کہ میں سیراب اسکو کر لایا

کہ اس معون کے رہیں آج اس قدر تو نہیں
 سن حسین تیا کے صبح مار میں جوش
 نظر کر اسپہ کہ حضار و تکی جو جانشین
 عرض کیا ہو یا ایسا ہی تیا ہوئے
 کہ اسکی منزل دین خشت میں گھر لایا ہے
 حقیقہ ہے کہ اسکا کیا تو نے
 ۹۱۱
 تیرے تیرے حضرت رسالت ہو
 امیر شہادت نام
 کہیں میں جو پوپ کو تو ہوا اسکا منظور
 بس یہ کہ میں خیمہ کہ ہو جنگ کا دینہ
 نہ تو یہک انصاف کے ہو پوپ کی ہو
 کہ اسکی سیراب اسکو کر لایا ہے
 کہ اسکی سیراب اسکو کر لایا ہے
 کہ اسکی سیراب اسکو کر لایا ہے

یہ حال دیکھو ہم میں ہوا عیسیٰ
 جہاں سے واسطے جو شہادت شہادت ہو
 یہ حال دیکھو ہم میں ہوا عیسیٰ
 جہاں سے واسطے جو شہادت شہادت ہو

بوسے شہدین کی بی بی کی ہوتی ہیں تاکہ
 آگے یکے کی ہیں کہ جو خیمہ ہوا پر پا
 تھے اہل خرم تھے انھیں تھے بلوا
 اس وقت میں اپنا میں کہ میں خدا
 ہی دوست مرادہ جو ہے اس امر میں
 رو کو یہ سن لکین زینب و کلثوم
 جس روز سے ہون تم دیدار مجھ کو
 گرتو ہونو دنیا میں تو کیا بیکے کرینگے
 ہر آن تری یاد میں رہو کے مرینگے
 بوسے شہدین اس میں بس اپنا چلیگا
 سر سے سر کاٹو وہ نہ ہلے گا
 تجارت سے کہنے کے بعد از تمہیں ہونا
 مت تو تم ابھی کہ تمہیں گے رونا
 جو لگا ہو دیکھیں گا جو کچھ وہ کہے باہم
 بھائی کو روو گی کہ بھتیجی کو ہر اک دم

تیرے جو کہ خیمہ کرین اسجا پہ برسور
 اور تیسے میں داخل ہو مشہد گھری اسجا
 بوسے کہ خدا کا مجھے آیا ہے یہ مشور
 جاذب مرنے کی طرف لیکے تمہیں یہ
 تم رہو خدا اسکی میں سب طرحی مشور
 وہ روز ہو فرست شہد و در سے ہم
 اور طفل تری نام تھی ہی ہون مجھ کو
 ہم درد جلدانی کا تری کوئی کھری
 پڑ جائینگے پھر آنکھوں میں ایک کھنسا
 یہ امر کو طرح سے ٹالانٹے گا
 کیسا ہی جو کیا سگار کر لڑ کوئی مقصود
 بہر فیذ تمہیں شہید کے ہاتھوں سے ہونا
 کر یا مصیبت کو مری تالیب کو
 روئیکے سبب ہیں بت اور بخت جگم
 وہ وقت قریب آنکے پہنچا جو نہیں

بوسے شہدین کی بی بی کی ہوتی ہیں تاکہ
 آگے یکے کی ہیں کہ جو خیمہ ہوا پر پا
 تھے اہل خرم تھے انھیں تھے بلوا
 اس وقت میں اپنا میں کہ میں خدا
 ہی دوست مرادہ جو ہے اس امر میں
 رو کو یہ سن لکین زینب و کلثوم
 جس روز سے ہون تم دیدار مجھ کو
 گرتو ہونو دنیا میں تو کیا بیکے کرینگے
 ہر آن تری یاد میں رہو کے مرینگے
 بوسے شہدین اس میں بس اپنا چلیگا
 سر سے سر کاٹو وہ نہ ہلے گا
 تجارت سے کہنے کے بعد از تمہیں ہونا
 مت تو تم ابھی کہ تمہیں گے رونا
 جو لگا ہو دیکھیں گا جو کچھ وہ کہے باہم
 بھائی کو روو گی کہ بھتیجی کو ہر اک دم

اور تیسے میں داخل ہو مشہد گھری اسجا
 بوسے کہ خدا کا مجھے آیا ہے یہ مشور
 جاذب مرنے کی طرف لیکے تمہیں یہ
 تم رہو خدا اسکی میں سب طرحی مشور
 وہ روز ہو فرست شہد و در سے ہم
 اور طفل تری نام تھی ہی ہون مجھ کو
 ہم درد جلدانی کا تری کوئی کھری
 پڑ جائینگے پھر آنکھوں میں ایک کھنسا
 یہ امر کو طرح سے ٹالانٹے گا
 کیسا ہی جو کیا سگار کر لڑ کوئی مقصود
 بہر فیذ تمہیں شہید کے ہاتھوں سے ہونا
 کر یا مصیبت کو مری تالیب کو
 روئیکے سبب ہیں بت اور بخت جگم
 وہ وقت قریب آنکے پہنچا جو نہیں

بوسے شہدین کی بی بی کی ہوتی ہیں تاکہ
 آگے یکے کی ہیں کہ جو خیمہ ہوا پر پا
 تھے اہل خرم تھے انھیں تھے بلوا
 اس وقت میں اپنا میں کہ میں خدا
 ہی دوست مرادہ جو ہے اس امر میں
 رو کو یہ سن لکین زینب و کلثوم
 جس روز سے ہون تم دیدار مجھ کو
 گرتو ہونو دنیا میں تو کیا بیکے کرینگے
 ہر آن تری یاد میں رہو کے مرینگے
 بوسے شہدین اس میں بس اپنا چلیگا
 سر سے سر کاٹو وہ نہ ہلے گا
 تجارت سے کہنے کے بعد از تمہیں ہونا
 مت تو تم ابھی کہ تمہیں گے رونا
 جو لگا ہو دیکھیں گا جو کچھ وہ کہے باہم
 بھائی کو روو گی کہ بھتیجی کو ہر اک دم

حضرت حسینؑ کی شہادت کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا
 اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔ یہ ہے کہ حضرت حسینؑ نے
 اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔

خطاب میں تنہا ایک کربلا کی طرف سے
 یہ کیوں شکر کے خون میں نہ لگا دیا
 رہنے سے قدم آگے نہ کیلئے حرکتے
 ہر ایک جاؤ تو کون اپنے آپ با کون نکال
 گلے سے تیر کی اصفہ کے بھال پر چوٹی
 پڑی ہیں دوسرے فرزند نہیں گل کو مثال
 کہ میں خود روئے گوی ہوں تو میں مثالوں
 کہ حرکتے وہ مروی نئے نئے سب اطفال
 اگر ہزار تہلی سے کوئی مجھ کو پہ
 کسی کے کئے سول سے جا کیا یہ ملاں
 کہ جو خونین دیا کشتی ہو کو ڈر
 کہ کیا ہوسے سب سے وہ آل و عیال
 میں کیوں ساتھ ترویج قتل میں آئی
 کہ وہ گئی کیونکہ بسز زندگی میں ایش سال
 حسن کی جان کا اس اور سے دلکا چین

حسینؑ صاحبِ خواب ہے خجرت سے
 جو کئی آدمی تراخویش دافرما گرتے
 جو ہو تو باپ قصوم کا بیکوڑتے
 سب فرات پر اس طرف پیاسے کیوں تہ
 میں فرودیکو کے اکبر کے بقرار ہوئی
 پٹ میں غصے نے نیکے نزار ہوں
 بنا دو مجھ کو کہ اب عیندہ میں کہا جان
 سوا تو ہے کسی حال اپنا دکھلاؤں
 بیان کرتی ہوں ہر وقت میں سمجھا
 نہیں میں نے کی جیت تک ملیں کہ پھر
 اب ستم و ستم کر چکا فلک بد خو
 تیرو دن کیونکہ میں اپنے ستم سیدنگو
 کہا یہ حضرت زینبؑ نے ہاوا و بھائی
 فلک نے کیوں تہی حالت مجھ کو دکھلائی
 بی کا لخت جگر اور علی کا نور العین

حضرت حسینؑ کی شہادت کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا
 اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔ یہ ہے کہ حضرت حسینؑ نے
 اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔

حضرت حسینؑ کی شہادت کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا
 اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔ یہ ہے کہ حضرت حسینؑ نے
 اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔

حضرت حسینؑ کی شہادت کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا
 اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔ یہ ہے کہ حضرت حسینؑ نے
 اپنے سر پر تلوار رکھی اور فرمایا اے اللہ! میری قوم کو جو میں نے پیوستہ ہے ان کو بھی بھلا دے۔

بابت دو اچھی اور کالی پختی ہو کر
 کرنا پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر

بابت دو اچھی اور کالی پختی ہو کر
 کرنا پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر

بابت دو اچھی اور کالی پختی ہو کر
 کرنا پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر

یوں لو لنگھا کس کھڑے کھڑے رسول اللہ ص
 پوچھیکا ہر ایک مجھے حال ابن ابی تراب
 کس تک ہوں برا اس آتش غم کیا
 گرچہ مر نیا ہے مجھ پر موت ہے شدید
 لیکن میں کس مصیبت کے مجھے پیش زید
 راہ خارتان سے پروردگار سے پانوں
 بیٹھکر کاٹا جان کھینچوں ملی تہی نہ چھاؤں
 ڈالی ہر اک ہاتھ میں ان ظالموں نے بگڑی
 طوق بھارتی اذیت تھی تھک کر گھڑی
 ظاہری اور لٹ لٹا تھا یہ مجھ پر غدا
 طعن و تشنیع اٹھا کرتا تھا جگر میرا کیاب
 تھانہ طنز ظالموں سے چین دکھایا بل
 وہ مصیبت پر میری تھی غرض انکس
 سو طرح سے تھے دکھ وہ نہیں جانی مجھے
 ڈالتے تھے خاک پر کھلا کے وہ پانی مجھے

لوٹ لیکر ظالموں سے پھر دیا جھم جلا
 سرگزشتہ کسی تو دکھا اب میں کس کس
 کاش کھاتی مجھے بھی زمین شمشیر بلا
 ہاتھ سے ان ظالموں کے وہ خوشامی ہر پید
 پیادہ پاؤں پوچھیں سو آفات کا کرتلا
 نے درختوں کا کہیں بیہ وقار ہو گا
 لاکھ کا سا تو ٹکرہ سے تلوون میں گلا
 پانوں میں زنجیر سے ان عینوں نے بڑی
 جس سے میں اک آن پرتا ہا سکتا تھا ہلا
 باطنی ایذا جو مجھ سے سوا سکا کیا حساب
 سو طرح سے بات انکی میں سے تھا دل جلا
 ہر رخ سے شقیوں کی جاتا تھا ایسے نہ مل
 طرح آنکے مجھے روتے ہی روتے دن ڈھلا
 تشنگی کی بگڑی ہوتی تھی طبعانی مجھے
 مار کر یا سہی بجاتا تھا ہر مٹلا

بابت دو اچھی اور کالی پختی ہو کر
 کرنا پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر

۶۱

بابت دو اچھی اور کالی پختی ہو کر
 کرنا پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر
 پختی ہو کر کالی پختی ہو کر

من ایک بات یاد رکھو کہ اگر اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا

مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا

مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا

مربہ خمس ترکیب بند	
کیا میں صبح جو چاہتم اشکیار فوس	کما کسی گپا کیوں تو ہے زار فوس
میں لالا اسلے کرنا ہوں کہ یا فوس	نہال عمر کہ بر گش خم ست ہا فوس
اگر گریہ نہ رہے نہ ہا فوس	
وہ بولا خم عمل چاہے جمل سے	اؤ نہر پلے اسکے آید دل شو کو

میں ایک بات یاد رکھو کہ اگر اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا
 مری دودھ کے ساتھ لیا جائے تو اس کا

کلمات سودا
 ۶۲۲

یون مرم جانا اور ہونے والا تھا
 و احسنا و احسنا و احسنا و احسنا
 و احسنا و احسنا و احسنا و احسنا
 و احسنا و احسنا و احسنا و احسنا

یہ عورت ای ہریان سرور تو جسم	سستے شیر خوار کے ٹھکے سے پرہیز
گلے آپس میں لگ از شدت غم	یہی کہتے تھے رورو شکل شبنم
قائم مقام آہا تم آما	
مرثیہ مخمس ترجیح بند	
دوسروں کو چھاپنے کیوں نہیں بجا چھین	یون لگا کہ تو وہ مجھے کیا کہو نہیں تھے میں
نشہ بارہو شقیوں نے تہنی کا زور میں	جس طرف دیکھا ہوا نہیں سے راہ تہن
وا احسنا و احسنا و احسنا و احسنا	
جسکو دیکھو بھر رہی خون جگر سے ہر ملک	خاک پر بر کرتے ہیں وہ میں کے کا نامک
آج ماتم ہو رہا ہے لے زینت نامک	سینہ کہہ کر کٹتے ہیں آدم و جن و ملک
وا احسنا و احسنا و احسنا و احسنا	
تو اس کا زمین سے آلودہ گرد و غبار	سریے جاتے ہیں سیر پر لعین نامکار
اہل میت اور تونپہ گرد کے لیے غم	ہر قدم کہتی چلی جاتی ہیں سرور زار
وا احسنا و احسنا و احسنا و احسنا	
اس نضر کے دیکھے عالم ہو کیا زیادہ	کچھ بجز خون جگر تو شہ نہیں ہے راہ کا

یون لگا کہ تو وہ مجھے کیا کہو نہیں تھے میں
 جس طرف دیکھا ہوا نہیں سے راہ تہن
 وا احسنا و احسنا و احسنا و احسنا
 اس طرح جانا ہے فرزند شہید کا جسم
 جو طرح کی اور تقدیری سرور کے دیکھو
 نہ اپنے بار کرتا ہے وہ سبیلی
 وا احسنا و احسنا و احسنا و احسنا
 اس نضر کے دیکھے عالم ہو کیا زیادہ
 کچھ بجز خون جگر تو شہ نہیں ہے راہ کا

وا احسنا و احسنا و احسنا و احسنا
 اس نضر کے دیکھے عالم ہو کیا زیادہ
 کچھ بجز خون جگر تو شہ نہیں ہے راہ کا

جب لگی کھلے تشہید و نکی کمر و ہتھیار	دورہ مرجع کا اس وقت ہوا تھا و ہتھیار
ہر طرح کی جو لگا جنس کا ہونے انبار	سب لگے کہنے کہ اشوری تیری ہر کار
بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی	
انرا لامر اس موال کہ او توں لاد	یا اسیرن طرف تمام چلے اہل عباد
سرسہ تیزی یہ تھا سب تکے پیشنا د	جہان جاتا تھا وہ سر سوتی جان تر باد
بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی	
سرسہ کے سرنگے جو سر شام چلا	تن رہا سبکا پڑا خاک میں اور تو نہیں
کرزی اس آن میں اتنی کہ تاعش ہلا	ہاتھ سے ہاتھ ملا گئے تیرے کہہ کے ملا
بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی	
آیا اس قافلہ کے جگہ ٹہری مقتل سراہ	پٹے سپاہی اہل حرم و سرگرم بانا لاد آہ
اشقیات کتنے جو اس قافلے کے تھے بہراہ	وہ بھوکے لگے و تھوکی طرف کرکھلا
بادشاہی عجمی بود و سپاہی عجمی	
لاشیں بھائی کی زینب کے کما و دروازہ	کل تہات تھا کہ دوسرے کی ہوا سب اٹھا
قائم تک ہر سمیت تھا وہ سالار	آج دن کہتے ہیں ان کو بھوکے لگے
بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی	

بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی

دورہ مرجع کا اس وقت ہوا تھا و ہتھیار
 سب لگے کہنے کہ اشوری تیری ہر کار
 بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 یا اسیرن طرف تمام چلے اہل عباد
 جہان جاتا تھا وہ سر سوتی جان تر باد
 بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 تن رہا سبکا پڑا خاک میں اور تو نہیں
 ہاتھ سے ہاتھ ملا گئے تیرے کہہ کے ملا
 بادشاہ ہے عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 پٹے سپاہی اہل حرم و سرگرم بانا لاد آہ
 وہ بھوکے لگے و تھوکی طرف کرکھلا
 بادشاہی عجمی بود و سپاہی عجمی
 کل تہات تھا کہ دوسرے کی ہوا سب اٹھا
 آج دن کہتے ہیں ان کو بھوکے لگے

بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی
 بادشاہ عجمی بود و سپاہ ہے عجمی

جہاں آگے سے کہہ کر بلاؤں
 جہاں آگے سے کہہ کر جلاؤں
 جہاں آگے سے کہہ کر جلاؤں
 جہاں آگے سے کہہ کر جلاؤں

تجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چین	
تجھ کو اپنی گود میں پال	کھلا کر بن گے میں ڈال
دھوتی تھی زلفوں کے بال	کیون اب مجھ سے تو ہونراں
تجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چین	
تھا اس دل میں ارمان	دو دھون پل کر ہو کے جوان
رگ نے لیکن دی نہ امان	کھپا کچھ لے میری جان
تجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چین	
چھینک تجھے جب آتی تھی	کتنی تھی میں پیسہ شوی
وے جب تو چین بن جی	کہ میں تیرے بلہار ہی
تجھ بن میرے نور العین	
کیونکر ہو اس دل کو چین	
رونا میں کس کو بلاؤں	دو دھا تھک کر کس کو بلاؤں

تجھ بن میرے نور العین
 کیونکر ہو اس دل کو چین
 تجھ کو اپنی گود میں پال
 دھوتی تھی زلفوں کے بال
 تھا اس دل میں ارمان
 رگ نے لیکن دی نہ امان
 چھینک تجھے جب آتی تھی
 وے جب تو چین بن جی
 رونا میں کس کو بلاؤں
 دو دھا تھک کر کس کو بلاؤں

۶۳۵

تجھ بن میرے نور العین
 کیونکر ہو اس دل کو چین
 تجھ کو اپنی گود میں پال
 دھوتی تھی زلفوں کے بال
 تھا اس دل میں ارمان
 رگ نے لیکن دی نہ امان
 چھینک تجھے جب آتی تھی
 وے جب تو چین بن جی
 رونا میں کس کو بلاؤں
 دو دھا تھک کر کس کو بلاؤں

خاتمہ طبع

خود ناسے فراوان کے قابل و سخن
 آفرین خفیبی ہے کہ جسے کلیات کلمات
 کو رباعی خاطر اور مبع افلاک سے
 سدس بیان اور نشت بیکران کے
 تقنین کیا اور نشت قصبہ بیان
 لائق وہ ابتداء بیت صحابہ کرام
 ہے کہ جسے توانی حکماءہ سے
 اور ردیف متون اہل بیت نظام سے
 مطلع کہین کہ روزوں فراوان اصل لفظ

خونین کلیات مابغ ترنود کردار و
 سوز آفرین زبان صاحبان حق
 مبع ناکار زینا و قد ناسا ہر این مقال

کیا کیسے اس چرخ کو ایسا ہے بے پیر ہمسون کی بھی بیست کی ذرہ بخانی پیر	
ہو جو غب ہمارا کوئی حال ہمارے پر غم کھاوے درد ہمارے میں جو جوے قطرہ آنسو کا جو ڈالے رودے یا خلقت کوڑا لے	حق میں آگے ہے یہ کوئی جنت میں وہ بیشک جاوے کو تر کا وہ پانی پیوے بہشتائش کا تخم وہ پالے دورخ کی آنج آگے نہ آوے
عالم جگولے سووا کے مدام امام جگ میں تو بھی روئیو لے لے اکل نام	

عبدالواحد صاحب و سلم آرا بھد قور
 شمس ان اہل سخن و نازہ کمان میں
 کہن کو خندہ ہو کر ان ایام زرخندہ
 فرجام میں کلیات سفند کے انفر
 سندھ سے بزم بلاغت و نعت بیان
 اصغر لکھنوی صاحب
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ

خاتمہ از طرف مولف

اے نعت سید الموجودات بندہ غلام حمزہ کہ ہفت کلیات
 ہاں تاخرین مزار فرج المتخلص سیودا بہ شوق تمام
 مانع سوزی از چند جاہم رسانید تیر پیر

اقبالہ کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ
 کا پوزیشن لکھنؤ

تاریخات طبع کلیات سودا

از تالیف طبع ابو طالب مولانا محمد حامد علی خان صاحب شاہ آبادی
محقق و طبع

دین آوان رسوایا گئے

و بیہ کسب حامد مال پیش

از رشتات کلک جو اہر سنگ منشی بالک رام صاحب گسر
نوشته میں شاکر حضرت شاکر لکھنوی

چہ سودا شاعر ناہر بیان بودہ کہ

منقش کرد اوش فاکت گران تاش

سخری کنڈا زینش منقون دل شہا
پندہ طبع

